لِباس کے اِسلامی آداب و مسائل

کتاب اللباس

- لِباسِ شرعی کے اوصاف
- لِباسِ تقویٰ کی اہمیت اور اُس کا مصداق
- لِباس کے ممنوعات کا تفصیلی تذکرہ
- لِباس کے آداب و احکام
- لِباس سے متعلّق مسنون دعائیں
- عِمامہ کے فضائل اور اُس کی مقادیر
- لِباس میں کیے جانے والے اِسراف کی شکلیں
- فقہی مباحث و اختلافاتِ ائمہ

بندہ محمد سلمان غفرلہ

فہرستِ مضامین

لِباس کے شرعی اوصاف ،اقسام اور مقاصد

کپڑوں کے ممنوعات کا بیان

پہلی صورت : کپڑوں میں ستر پوشی کا نہ ہونا

دوسری صورت : ریشم پہننا

تیسری صورت :سرخ کپڑے پہننا

چوتھی صورت :عُصفر، زعفران اور ورس میں رنگا ہوا کپڑا پہننا

چھٹی صورت :اِزار کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا

ساتویں صورت : کپڑوں میں بے جا اِسراف کرنا

آٹھویں صورت : کپڑوں کو رِیاء و تکبّر کے طور پر پہننا

نویں صورت :تصویروں والے کپڑے

نبی کریم ﷺ سے ثابت کپڑوں کی تفصیلات

کپڑوں سے متعلّق آداب و احکام

کپڑوں سے متعلّق مسنون دعائیں

کپڑوں سے متعلّق فقہی مباحث / اختلافات ائمہ

لباس کے شرعی اوصاف، اقسام اور مقاصد

لِباس کا معنیٰ:

لغوی اعتبار سے:

لِباس لغت میں اُس چیز کو کہا جاتا ہے جو پہنی جائے، اور اِس کو " لِباس "، "مَلْبَس " اور "لَبُوس" بھی کہتے ہیں، اِس کی جمع "أَلْبِسَةٌ" اور " لُبُسٌ" آتی ہے۔(المفردات للاصفہانی:1/734)(مختار الصحاح:1/278)

- (لَبِسَ)...... سَمِعَ کے باب سے کپڑا پہننے کے معنی آتے ہیں۔
- (لَبَسَ)...... نصر اور ضرب کے باب سے اس کا معنی مشتبہ کردینے، شبہ میں ڈال دینے کے آتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے:﴿وَلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَا يَلْبِسُونَ﴾﴿وَلا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ﴾(اوجز المسالک:16/145)(مصباح اللغات)

اصطلاحی اعتبار سے:

شرعاً لِباس اُسے کہتے ہیں جو انسان کے ستر کے اعضاء کو اچھی طرح چھپادے، اور یہی وہ حد ہے جس کو کپڑوں کی فرض مقدار کہاجاتا ہے۔هُوَ مَا يَسْتُرُ الْعَوْرَةَ۔(رد المحتار:6/351)

قرآن کریم کی رو سے بھی لباس کی یہی تعریف معلوم ہوتی ہے، اِس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے لباس کے نازل کرنے کے جو مقاصد بیان کیے ہیں اُن میں سب سے پہلا اور بنیادی مقصد یہی ذکر کیا ہے "يُوَارِي سَوْآتِكُمْ "(الاعراف:26) کہ وہ تمہارے ستر کی جگہوں کو چھپاتا ہے۔

اِس سے معلوم ہوا کہ شرعاً لِباس صرف اُسی کو کہا جاسکتا ہے جو مذکورہ صفت کا حامل ہو، اگر کوئی لِباس اِس صفت سے متصف نہ ہو اور اُسے پہننے کے باوجود بھی اعضاءِ ستر کھلے رہتے ہوں، یا کپڑوں کے باریک یا چست ہونے کی وجہ سے واضح اور نمایاں ہوتے ہوں تو وہ شرعاً لباس کہلانے کا مستحق نہیں۔

اِس کے علاوہ شرعی لِباس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اُس لِباس میں کوئی محظورِ شرعی یعنی شرعی ممانعت کا اِرتِکاب بھی لازم نہ آتا ہو۔ لِباس سے متعلّق شرعی ممنوعات کا بیان ان شاء اللہ آگے تفصیل سے آئے گا، فی الحال یہاں اجمالی طور پر لباسِ شرعی کی صفات کو ملاحظہ فرمائیں:

لِباسِ شرعی کے اوصاف:

شریعت نے جس لِباس کو انسان کے لئے منتخب اور پسند کیا ہے اُس کے اوصاف مندرجہ ذیل ہیں:

پہلا وصف — ساتِر ہو:

یعنی ایسا لِباس ہونا چاہیئے جس میں ستر پوشی کا مکمل فائدہ حاصل ہو، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن کریم میں لِباس کے مقاصد بیان کرتے ہوئے سب سے پہلا مقصد "ستر پوشی" بیان فرمایا۔ کقولہ تعالیٰ: " يُوَارِي سَوْآتِكُمْ "۔(الاعراف:26)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لِباس کا سب سے اہم اور بنیادی مقصد "ستر کا چھپانا" ہے اور یہ ایسا اہم حکم ہے کہ اِسلام لانے کے بعد نماز روزے وغیرہ سے بھی اس حکم کو مقدّم کرنا ضروری ہے۔(معارف القرآن:3/534)

لِباس کے ساتِر ہونے کے لئے ضروری ہے کہ:

1. کپڑا مکمل اعضاءِ ستر پر حاوی ہو۔ ایسا نہ ہو کہ اعضاءِ ستر ہی نہ چُھپ سکیں۔
2. کپڑا باریک نہ ہو۔ ایسا نہ ہو کہ کپڑ پہننے کے باوجود بھی جسم یا بال نظر آرہے ہوں۔
3. کپڑا ڈھیلا ڈھالا ہو۔ ایسا نہ ہو کہ کپڑوں تنگ اور چست ہونے کی وجہ سے جسم کا حجم واضح ہو رہا ہو۔

عموماً دیکھا جائے تو ستر کے اعتبار سے مذکورہ بالا تینوں کوتاہیوں میں سے ہی کوئی نہ کوئی کوتاہی ضرور پائی جاتی ہے، یا تو کپڑا اساتِر ہی نہیں ہوتا، یا باریک ہونے کی وجہ سے ستر کو چھپاتا نہیں ہے اور یا چست ہونے کی وجہ سے برہنگی کا سماں پیدا کر رہا ہوتا ہے، آجکل یہ تینوں صورتیں لِباس میں بکثرت اپنائی جاچکی ہیں اور مزید ان میں نئے نئے فیشن نکلتے ہی چلے جارہے ہیں۔

دوسرا وصف — بے ڈھنگا نہ ہو:

لِباس میں ستر پوشی کے ساتھ ساتھ کسی قدر زینت اور آرائش بھی مقصود ہے، یہی وجہ کہ قرآن کریم نے لِباس کے بنیادی مقاصد کو ذکر کرتے ہوئے "رِیشًا" بھی ذکر کیا ہے جس کا مطلب جمال اور زینت ہے۔ نیز " خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ "میں بھی کپڑے کو زینت سے تعبیر کیا گیا ہے جس سے لِباس کی زینت معلوم ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ خوبصورت ہیں، خوبصورتی کو پسند کرتے ہیں۔إِنَّ اللهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ۔(مسلم:91)

ایک صحابی نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا: مجھے یہ بات پسند ہے کہ میرے کپڑے اچھے ہوں، میری چپل اچھی ہو تو کیا یہ بھی تکبّر ہے ؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:" إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الجَمَالَ، وَلَكِنَّ الكِبْرَ مَنْ بَطَرَ الحَقَّ وَغَمَصَ النَّاسَ "بے شک اللہ تعالیٰ خوبصورتی کو پسند کرتے ہیں (لہٰذا یہ کوئی تکبّر نہیں) متکبّر وہ شخص ہے جو حق کے سامنے اکڑے اور لوگوں کو ذلیل سمجھے۔(ترمذی:1999)

تیسرا وصف — تشبّہ سے پاک ہو:

تشبّہ میں تین چیزیں داخل ہیں:

1. کافروں کے لِباس کی مشابہت اختیار نہ کی جائے۔
2. فسّاق وفجّار اللہ کے نافرمان بندوں کی مشابہت اختیار نہ کی جائے۔
3. جنسِ مخالف کی مشابہت سے احتراز کیا جائے۔ یعنی مرد کے لئے عورت کے لباس کی اور اسی طرح عورت کے لئے مردوں کے لباس کی مشابہت اختیار کرنا جائز نہیں۔

چوتھا وصف ــــ ریشم کا نہ ہو:

یہ وصف مَردوں کے کپڑے کے لئے ہے، عورتوں کے لئے نہیں، اِس لئے کہ وہ ریشم کے کپڑے استعمال کرسکتی ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: میری امت کے مردوں پر ریشم اور سونا پہننا حرام اور عورتوں کے لیے حلال کیا گیا ہے ۔حُرِّمَ لِبَاسُ الحَرِيرِ وَالذَّهَبِ عَلَى ذُكُورِ أُمَّتِي وَأُحِلَّ لِإِنَاثِهِمْ۔(ترمذی:1720)

پانچواں وصف ــــ سرخ نہ ہو:

یہ وصف بھی صرف مردوں کے کپڑے کے لئے ہے، چنانچہ مَردوں کے لئے گہرا سرخ کپڑا پہننا مکروہ ہے، اور ہلکا سرخ جائز ہے۔(ردّالمحتار:6/358)(کشف الباری، کتاب اللباس:209)

چھٹا وصف ــــ مُعَصْفَر، مُزَعْفَر، مُوَرَّس نہ ہو:

عُصْفُر ایک خاص قسم کے زرد رنگ کا پودا ہے جس کو پانی میں ڈال کر کپڑے رنگے جاتے ہیں، عربوں میں اس کا رواج تھا۔ وَرس بھی ایک پودا ہے جو کپڑا رنگنے کے کام آتا ہے، اور زعفران واضح ہے۔

ایسا کپڑا جو عُصْفُر، زعفران یا وَرس میں رنگ دیا جائے اُس کو "مُعَصْفَر، مُزَعْفَر، مُوَرَّس" کہا جاتا ہے۔ اِن کپڑوں کا مردوں کے لئے پہننا مکروہ ہے ، عورتیں پہن سکتی ہیں ۔وَيُكْرَهُ لِلرَّجُلِ أَنْ يَلْبَسَ الثَّوْبَ الْمَصْبُوغَ بِالْعُصْفُرِ وَالزَّعْفَرَانِ وَالْوَرْسِ۔(عالمگیری:5/332)يُكْرَهُ لِلرِّجَالِ لُبْسُ الْمُعَصْفَرِ وَالْمُزَعْفَرِ وَالْمُوَرَّسِ وَالْمُحَمَّرِ۔(ردّالمحتار:6/358)

چھٹا وصف ــــ عیش و عشرت سے اجتناب کیا جائے:

حد سے زیادہ عیش و عشرت اور تنعّم کے لباس سے اجتناب کرنا چاہیئے، اِس لئے کہ یہ کافروں اور اللہ تعالیٰ کے نافرمان بندوں کا طریقہ ہے ، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عیش و عشرت سے بچو کیونکہ اللہ کے بندے عیش و عشرت میں نہیں پڑتے۔إِيَّاكَ وَالتَّنَعُّمَ؛ فَإِنَّ عِبَادَ اللهِ لَيْسُوا بِالْمُتَنَعِّمِينَ۔(مسند احمد:22105)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے: عیش و عشرت سے اجتناب کرو اور مُشرکین کے لِباس کو اپنانے سے بچو اور ریشم پہننے سے بچو۔ وَإِيَّاكُمْ وَالتَّنَعُّمَ، وَزِيَّ أَهْلِ الشِّرْكِ، وَلَبُوسَ الْحَرِيرَ۔(مسلم:2069)

ساتواں وصف ـــ اِسراف اور تکبّر سے اجتناب کیا جائے:

کپڑوں کے سلسلہ میں ایک اہم تعلیم یہ ہے کہ اُس میں اِسراف اور تکبّر سے بہر صورت اِجتناب کیا جائے، اِس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے کپڑوں میں بطور خاص اِن دونوں اوصاف سے منع کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: کھاؤ پیو اور صدقہ کرو اور کپڑے پہنو (تمہیں اجازت ہے) جب تک کہ اِسراف اور تکبّر (کی گندگی) نہ شامل ہو جائے۔ كُلُوا وَاشْرَبُوا وَتَصَدَّقُوا وَالْبَسُوا مَا لَمْ يُخَالِطْهُ إِسْرَافٌ، أَوْ مَخِيلَةٌ۔(ابن ماجہ:3605)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿يَابَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ﴾۔(الاعراف:31) اے آدم کے بیٹو اور بیٹیو! جب بھی مسجد میں آؤ تو اپنی خوشنمائی کا سامان (یعنی لباس جسم پر) لے کر آؤ اور کھاؤ پیو اور فضول خرچی مت کرو۔ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ فضول خرچ لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔(آسان ترجمہ قرآن کریم)

آٹھواں وصف ـــ حیثیت کے مطابق ہو:

جس طرح کپڑوں میں اِسراف سے بچنا ضروری ہے اِسی طرح بخل اور کنجوسی سے اجتناب کرنا بھی ضروری ہے، شریعت نے ایسا لباس پسند نہیں کیا جس کے پہننے میں انسان اپنی حیثیت کو بھی ترک کردے، مثلاً اللہ تعالیٰ نے وسعت دی ہے تو اُس کے مطابق شکر اداء کرتے ہوئے اچھا لِباس زیب تن کرنا چاہیئے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ اپنی نعمت کا اثر بندے پر دیکھیں۔ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ أَنْ يَرَى أَثَرَ نِعْمَتِهِ عَلَى عَبْدِهِ۔(ترمذی:2819) فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا أَنْعَمَ عَلَى الْعَبْدِ نِعْمَةً أَحَبَّ أَنْ تُرَى عَلَيْهِ۔(طبرانی صغیر:489)

ایک صحابی فرماتے ہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اُن کی حالت بڑی پراگندہ تھی جسم پر کپڑے بھی بہت ادنیٰ درجہ کے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس مال ہے؟اُنہوں نے کہا جی! بالکل، میرے پاس ہر طرح کا مال ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:"فَلْيُرَ عَلَيْكَ مَا رَزَقَكَ اللَّهُ "جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں مال دیا ہے تو وہ اللہ کا دیا ہوا رزق تمہارے جسم پر نظر بھی آنا چاہیئے۔(طبرانی کبیر:19/979)

نواں وصف — صاف ستھرے ہوں:

کپڑوں کا صاف ہونا ایک ایسا وصف ہے جسے شریعت نے پسند کیا ہے اور اِس کی تلقین و تعلیم دی ہے، نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جس کا سر پراگندہ تھا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:" أَمَّا يَجِدُ هَذَا مَا يُسْكِنُ بِهِ شَعْرَهُ؟ "کیا یہ شخص ایسی کوئی چیز (مثلاً تیل وغیرہ) نہیں پاتا کہ جس سے اپنے بالوں کو جما سکے؟ ایک اور شخص کو دیکھا جو میلے کچیلے کپڑوں میں تھا ،آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:" أَمَّا يَجِدُ هَذَا مَا يُنَقِّي بِهِ ثِيَابَهُ؟ "کیا یہ شخص ایسی کوئی چیز نہیں پاتا جس سے اپنے کپڑوں کو دھو سکے؟۔(مستدرکِ حاکم:7380)

لِباس کے مقاصد :

قرآن کریم سے لِباس کے دو بڑے مقصد معلوم ہوتے ہیں:

(1)ستر عورت۔ (2)زینت و تجمّل۔

كقوله تعالىٰ :﴿يَابَنِي آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا﴾۔(الاعراف:26)

ترجمہ: اے آدم کے بیٹو اور بیٹیو! ہم نے تمہارے لئے لباس نازل کیا ہے جو تمہارے جسم کے اُن حصوں کو چھپا سکے جس کا کھولنا بُرا ہے اور جو خوشنمائی کا ذریعہ بھی ہے۔(آسان ترجمہ قرآن)

فائدہ:.........اِن آیات میں لِباس کی اہمیت کے ساتھ ساتھ یہ بتایا گیا ہے کہ لِباس کا اصل مقصد "جسم کا پردہ" ہے، اور ساتھ ہی لباس انسان کے لئے زینت اور خوشنمائی کا بھی ذریعہ ہے۔ ایک اچھے لِباس کی یہ صفت ہونی چاہیئے کہ وہ یہ دونوں مقصد پورے کرے۔(آسان ترجمہ قرآن)

نئے کپڑے پہننے کی ایک دعاء جو حدیث میں تلقین کی گئی ہے اُس سے بھی یہی دو مقاصد معلوم ہوتے ہیں۔اَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ مَا أُوَارِيْ بِهِ عَوْرَتِي، وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِيْ حَيَاتِيْ۔ **تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے ایسا لِباس پہنایا جس کے ذریعہ میں اپنے ستر کی جگہوں کو چھپاتا ہوں اور اس کے ذریعہ میں اپنی زندگی میں آرائش اور زینت بھی حاصل کرتا ہوں۔**(ترمذی:3560)

لِباس کی اقسام اور اُن کے احکام :

لِباس کی ابتداءً دو قسمیں ہیں: (1)...ظاہری۔ (2)...معنوی۔

ظاہری لِباس: وہ لِباس جس کے ذریعہ "تَن" کو ڈھانپا جائے اور اِس لِباس کے قرآن کریم نے دو اوصاف بیان کیے ہیں: ایک مکمل ستر پوشی اور دوسرا وصف راحت وزینت۔

معنوی لِباس: وہ لِباس جس کے ذریعہ انسان اپنے "مَن" کی گندگیوں کو ڈھانپ لے۔ اور اِس لِباس کو قرآن کریم نے "لِباسِ تقویٰ" کہا ہے، اور یہی لِباس سب سے افضل ہے۔(معارف القرآن:3/535،بتغیر واضافات)

پھر حکم کے اعتبار سے ظاہری لِباس کی پانچ قسمیں ہیں:

- **فرض :**

مَا يَسْتُرُ الْعَوْرَةَ وَيَدْفَعُ الْحَرَّ وَالْبَرْدَ۔ **یعنی وہ لباس جس سے ستر پوشی اور سردی گرمی کے بچاؤ کا فائدہ حاصل ہو۔**

مستحب:

هُوَ مَا يَحْصُل بِهِ أَصْل الزِّينَةِ وَإِظْهَارُ النِّعْمَةِ۔یعنی ستر کے اعضاء کو چھپانے کے بعد وہ زائد وہ کپڑے جس کے ذریعہ تجمّل اور زینت حاصل کی جائے اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اظہار ہو۔اِس کے علاوہ جمعہ ، عیدَین اور لوگوں کے مجمع میں جانے کے لئے بھی زینت کے کپڑے پہننا مستحب ہے،بشر طیکہ فخر و تکبّر کی غرض سے نہ ہو۔

مکروہ:

هُوَ اللِّبَاسُ الَّذِي يَكُونُ مَظِنَّةً لِلتَّكَبُّرِ وَالْخُيَلاَءِ۔وہ کپڑا جسے پہن کر تکبّر اور غرور کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔اِسی طرح اس میں یہ بھی داخل ہے کہ کوئی غنی صاحبِ حیثیت آدمی پھٹے پرانے کپڑے پہنے ، کیونکہ آپ ﷺ نے حیثیت ہوتے ہوئے ایسے کپڑے پسند نہیں کیے،کیونکہ یہ عملی طور پر اللہ تعالیٰ کی ایک ناشکری ہی کی شکل ہے۔

حرام:

هُوَ اللُّبْسُ بِقَصْدِ الْكِبْرِ وَالْخُيَلاَءِ۔وہ کپڑا جسے تکبّر اور غرور کی نیت سے پہنا جائے۔اِسی طرح اس میں مَردوں کے لئے ریشم کا کپڑا پہننا بھی داخل ہے۔

مُباح:

وَ هُوَ مَا عَدَا ذالِکَ۔مذکورہ بالا صورتوں کے علاوہ لِباس کی دوسری صورتیں جائز اور مباح ہیں۔

(الموسوعة الفقهية الكويتية:6/128)(اتحافات شرح الشمائل:93)(ردالمحتار:6/351)

لِباسِ تقویٰ کسے کہتے ہیں:

اِس کی تفسیر میں کئی اقوال ہیں:

(1)...ایمان ۔(2)...حیاء ۔(3)...خشیتِ الٰہی ۔(4)...اعمالِ صالحہ ۔(5)...اچھا راستہ اختیار کرنا۔(6)...ستر العورۃ ۔ (7)...لِباس الحرب۔یعنی جہاد فی سبیل اللہ میں پہنے جانے والا لِباس، جیسے زرہ، خود وغیرہ۔

(تفسیر طبری:12/366تا368)(تفسیر البیضاوی:3/9)

پس مذکورہ بالا تمام اقوال کی روشنی میں خلاصۃً یوں تعریف کی جاسکتی ہے: "ایمان لانے کے بعد شرم و حیاء کا پیکر بن کر ظاہری طور پر شریعت کے بتائے ہوئے ستر کے اعضاء کو چھپانا اور باطنی طور پر اللہ تعالیٰ کے خوف کا حامل بن کر عملی زندگی میں درست راستے کو اپنانا، اور اِس راستے میں بننے والی رُکاوٹوں کے ساتھ قِتال کرنا "لِباسِ تقویٰ" کہلاتا ہے"۔

لِباسِ تقویٰ کی اہمیت:

اِس سے معلوم ہوا کہ صرف ظاہری طور پر جسم کے ڈھانکنے کا نام لِباس نہیں، بلکہ ظاہر کے ساتھ ساتھ باطن کو بھی تقویٰ کے لِبادے سے مزیّن و آراستہ کرنا ضروری ہے اور یہی انسان کا اصل لبادہ ہے جس کے بغیر انسان اور جانور میں کوئی خاص امتیاز باقی نہیں رہ جاتا، اِسی لئے اِس لِباس کو " ذَلِكَ خَيْرٌ " کہہ کر سب سے افضل اور بہترین قرار دیا گیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: آخری زمانے میں ایسے لوگ نکلیں گے جو دین کے ذریعہ دنیا کو حاصل کریں گے، نرمی ظاہر کرنے کے لئے بھیڑ کی کھالوں (اون کے کپڑوں) کو پہنیں گے، ان کی زبانیں شہد سے زیادہ میٹھی ہوں گی اور دل اُن کے بھیڑیوں کے دلوں کی طرح (خونخوار) ہوں گے۔يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ رِجَالٌ يَخْتِلُونَ الدُّنْيَا بِالدِّينِ يَلْبَسُونَ لِلنَّاسِ جُلُودَ الضَّأْنِ مِنَ اللِّينِ، أَلْسِنَتُهُمْ أَحْلَى مِنَ السُّكَّرِ، وَقُلُوبُهُمْ قُلُوبُ الذِّئَابِ۔(ترمذی:2404)

جب انسان کا باطن نہ بنا ہو اور وہ اپنے قلب و باطن اور روح و روحانیت سے یکسر غافل ہو کر صرف ظاہر کی تعمیر اور تزیین و آرائش میں لگ جائے تو اُس کی مثال رفتہ رفتہ ایسی ہو جاتی ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے قربِ قیامت کے لوگوں کے احوال کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: قربِ قیامت میں ایسے لوگ ہوں گے جو بھیڑیوں کے قلوب پر بھیڑ کی کھالیں پہنیں گے (یعنی اُن کے جسموں پر تو اون کا لباس ہو گا لیکن دل بھیڑیوں کی طرح سخت خونخوار ہوں گے)يَلْبَسُونَ جُلُودَ الضَّأْنِ عَلَى قُلُوبِ الذِّئَابِ۔(مسند الحارث:768)(حِلیۃ الاولیاء:6/59)

لباس میں اعتدال کی تعلیم:

شریعت میں ہر چیز کے اندر اعتدال اور میانہ روی کی تعلیم دی گئی ہے اور اِفراط و تفریط سے منع کیا گیا ہے، پس کپڑوں میں بھی اِسی اصول کے مطابق انسان کو معتدل رہنا چاہیئے، نہ بہت زیادہ عیش و عشرت اور تنعّم کے لباس کو اپنانا چاہیئے اور نہ ہی حیثیت اور وسعت کے ہوتے ہوئے پھٹا پُرانا لباس پہننا چاہیئے، اور یہی اِعتدال نبی کریم ﷺ کی پاکیزہ زندگی میں قولی اور عملی طور پر نظر آتا ہے۔

عملی طور پر آپ ﷺ کبھی اچھے اور قیمتی لِباس کے پیچھے نہیں پڑے، جو مِل گیا اُسے صبر و شکر کے ساتھ زیب تِن فرمالیا، اِسی طرح کبھی اچھے کپڑے کے ہوتے ہوئے اُسے ٹھکرایا بھی نہیں، بلکہ کسی صحابی کو حیثیت ہوتے ہوئے ادنیٰ کپڑے پہنے دیکھتے تو اُنہیں تنبیہ کرتے اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کے اظہار کی تلقین فرماتے۔

اور قولی طور پر آپ ﷺ کے چند ارشادات یہ ہیں:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مَروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دو طرح کے کپڑوں کے پہننے سے منع فرمایا: ایک وہ کپڑا جو اپنے حُسن میں مشہور ہو اور دوسرا وہ کپڑا جو اپنے قبیح اور بُرا ہونے میں مشہور ہو۔عن عبد الله بن عمر أنَّ رسولَ الله صلی اللہ علیہ وسلم نَهى عن لِبْسَتَين: المَشْهورَةِ في حُسْنها، والمَشْهورَةِ في قُبْحها.(طبرانی کبیر:13/331،رقم:14135)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مَروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دو طرح کی شہرتوں سے منع فرمایا، کسی نے سوال کیا کہ دو شہرتوں سے کیا مراد ہے ؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کپڑوں کا باریک اور موٹا ہونا، کپڑوں کا نرم و ملائم اور کھردرا ہونا، کپڑوں کا لمبا اور چھوٹا ہونا، (یہ سب اِفراط اور تفریط کی دو انتہائیں ہیں) ان کے درمیان اعتدِال اور میانہ رَوی کو اختیار کرنا چاہیئے۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَزِيدِ بْنِ ثَابِتٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَهَى عَنِ الشُّهْرَتَيْنِ، فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا الشُّهْرَتَانِ قَالَ:رِقَّةُ الثِّيَابِ وَغِلَظُهَا وَلِينُهَا وَخُشُونَتُهَا وَطُولُهَا وَقِصَرُهَا وَلَكِنْ سَدَادٌ فِيمَا بَيْنَ ذَلِكَ وَاقْتِصَادٌ.(شعب الایمان:5821)

اِن حدیثوں سے معلوم ہوا کہ انسان کو نہ بہت زیادہ نَفیس اور عُمدہ لِباس کے پیچھے پڑنا چاہیئے کیونکہ یہ انسان کو ریاکاری، تکبّر، فخر و غرور، عُجب اور خود پسندی میں مبتلاء کردیتا ہے، اور نہ بالکل ہی خَسیس اور بوسیدہ ایسا لِباس پہننا چاہیئے جو انسان کی اپنی مالی حیثیت و وسعت سے بھی کَم ہو، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی عملی طور پر ناشکری ہے، اللہ تعالیٰ جب کسی کو نعمتیں عطاء کرتے ہیں تو اپنی نعمتوں کا اظہار دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ اپنی نعمت کا اثر بندے پر دیکھیں۔إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ أَنْ يَرَى أَثَرَ نِعْمَتِهِ عَلَى عَبْدِهِ۔(ترمذی:2819)

کپڑوں میں تجمّل اور زینت اختیار کرنا:

کپڑوں میں تجمّل اور زینت اختیار کرنا جبکہ اُس سے مقصود دکھلاوا اور تکبّر نہ ہو، بالکل جائز ہے، بلکہ حیثیت کے ہوتے ہوئے بوسیدہ اور گرے پڑے کپڑے پہننا مناسب بھی نہیں ہے، نبی کریم ﷺ نے بعض مواقع پر صحابہ کرام کو اس پر تنبیہ بھی فرمائی، اور اِرشاد فرمایا: ”فَلْيُرَ عَلَيْكَ مَا رَزَقَكَ اللَّهُ “ جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں مال دیا ہے تو وہ اللہ کا دیا ہوا رزق تمہارے جسم پر نظر بھی آنا چاہیئے۔(طبرانی کبیر:19 /979)ایک اور روایت میں اِرشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ اپنی نعمت کا اثر بندے پر دیکھیں۔إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ أَنْ يَرَى أَثَرَ نِعْمَتِهِ عَلَى عَبْدِهِ۔(ترمذی:2819)

لیکن دوسری جانب آپ ﷺ کا یہ ارشاد بھی ہے: ” إِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْإِيمَانِ“ بے شک سادگی کو اختیار کرنا ایمان میں سے ہے۔(ابوداؤد:4161)دونوں طرح کی حدیثوں میں یہ تطبیق دی گئی ہے کہ اس میں اصل چیز نیت کا اعتبار ہے، پس:

زینت کو ترک کرنا اور ہلکے درجے کے کپڑے پہننا اگر بخل و کنجوسی کے طور پر ہے یا فقر و زہد کے اظہار اور ریاکاری کے لئے ہے یا لوگوں سے مال بٹورنے اور اپنی جانب متوجہ کرنے لئے ہے تو یقیناً یہ سادگی اور ترکِ زینت مذموم اور قبیح ہے اور اگر واقعۃً زہد اور تواضع کو اختیار کرنے اور اپنی ذات پر دوسروں کو(صدقہ وغیرہ کے ذریعہ)ترجیح دینے کے لئے ہو تو یقیناً یہ سادگی اور ترکِ زینت محمود اور قابلِ تعریف ہے۔

زینت کو اختیار کرنا اور اوڑھنے پہننے میں عُمدہ لباس کو اِستعمال کرنا اگر غرور و تکبّر اور اِسراف و شہرت کے لئے ہو تو یقیناً یہ زیب و زینت اختیار کرنا قبیح اور حرام ہے اور اگر واقعۃً اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے اِظہار و شکر کے لئے ہو تو یقیناً یہ زینت کا اختیار کرنا اچھی چیز ہے۔(اوجز المسالک:16/149)

کپڑوں میں سادگی اختیار کرنا:

اگرچہ کپڑوں میں زینت اختیار کرنا بشرطیکہ تکبّر و غرور کے طور پر نہ ہو تو جائز بلکہ مندوب ہے جیسا کہ اِس کی تفصیل گزر چکی، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اُس کے مقابلے میں تواضع اختیار کرتے ہوئے اعتدال کے ساتھ سادگی کو اپنانا اعلیٰ اور ارفع درجہ ہے۔(اوجز المسالک:16/145،146)

یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اورآپ کے جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کپڑوں میں سادگی کو اپنایا تھا اور تمام تر تکلّفات سے کنارہ کش رہتے ہوئے تواضع اور عجز و انکساری کے پیکر بن کر زندگی گزاری تھی۔اِس کی مثالیں تو بہت ہیں، لیکن سرِ دست یہاں چند احادیث مُشتے از خروارے کے طور پر بطور نمونہ کے ذکر کی جارہی ہیں:

1. نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے:جو شخص قدرت کے باوجود بھی تواضع کو اختیار کرتے ہوئے پر خوبصورت کپڑوں کو ترک کرے گا اللہ تعالیٰ اُسے عزّت و کرامت کا جوڑا پہنائیں گے۔مَنْ تَرَكَ لُبْسَ ثَوْبِ جَمَالٍ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ تَوَاضُعًا كَسَاهُ اللَّهُ حُلَّةَ الْكَرَامَةِ۔(ابوداؤد:4778)
2. حضرت ابوبردہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں ایک موٹی اوڑھنے کی چادر اور ایک موٹا تہبند دکھایا اور فرمایا:اِن دو کپڑوں میں نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی ہے۔عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، قَالَ: أَخْرَجَتْ إِلَيْنَا عَائِشَةُ كِسَاءً مُلَبَّدًا، وَإِزَارًا غَلِيظًا، فَقَالَتْ:قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي هَذَيْنِ۔(ترمذی:1733)
3. حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا بستر (جس پر آپ سوتے تھے) چمڑے کا تھا اور اُس میں کھجور کے ریشے بھرے ہوئے تھے۔عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّمَا كَانَ فِرَاشُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي يَنَامُ عَلَيْهِ أَدَمٌ، حَشْوُهُ لِيفٌ۔(ترمذی: 1761)

4. حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا:اگر تم آخرت میں میرے ساتھ (درجے کے اعتبار سے)ملنا چاہو تو(تین باتوں پر عمل کرو)تمہارے لئے دنیا میں سے مسافر کے توشہ کے بقدر(سازو سامان)کافی ہو جانا چاہیئے،مالداروں کے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے سے اجتناب کرو،جب تک کپڑے میں پیوند نہ لگالو اُسے پُرانا مت قرار دو۔عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَرَدْتِ اللُّحُوقَ بِي فَلْيَكْفِكِ مِنَ الدُّنْيَا كَزَادِ الرَّاكِبِ، وَإِيَّاكِ وَمُجَالَسَةَ الأَغْنِيَاءِ، وَلَا تَسْتَخْلِقِي ثَوْبًا حَتَّى تُرَقِّعِيهِ۔(ترمذی: 1780)

5. ایک دفعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ کے پاس دنیا کا تذکرہ کیا، آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: کیا تم سنتے نہیں ہو، کیا تم سنتے نہیں ہو، بے شک سادگی کو اِختیار کرنا ایمان میں سے ہے، بے شک بد حال اور شکستہ حال ہونا ایمان میں سے ہے۔ذَكَرَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا عِنْدَهُ الدُّنْيَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:«أَلَا تَسْمَعُونَ، أَلَا تَسْمَعُونَ، إِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْإِيمَانِ، إِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْإِيمَانِ» يَعْنِي التَّقَحُّلَ۔(ابوداؤد:4161)

6. نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے:خوش بختی ہے اُس بندے کے لئے جو اپنے گھوڑے کی لگام اللہ کے راستہ میں تھامے ہوئے ہو، اُس کا سر پراگندہ اور پاؤں غبار آلود ہوں۔طُوبَى لِعَبْدٍ آخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَشْعَثَ رَأْسُهُ، مُغْبَرَّةٍ قَدَمَاهُ۔(بخاری:2886)

7. نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے:ابنِ آدم کے لئے اِن تین خصلتوں کے سوا کسی چیز میں کوئی حق نہیں ہے:ایک رہائش کے لئے گھر دوسرا کپڑا تن ڈھانکنے کے لئے کپڑا تیسرا روکھی روٹی اور پانی۔عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ:«لَيْسَ لِابْنِ آدَمَ حَقٌّ فِي سِوَى هَذِهِ الخِصَالِ، بَيْتٌ يَسْكُنُهُ وَثَوْبٌ يُوَارِي عَوْرَتَهُ وَجِلْفُ الخُبْزِ وَالمَاءِ»۔(ترمذی:2341)

8. حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ ایک چٹائی پر سوئے، آپ اُٹھے تو آپ کے جسمِ اَطہر پر چٹائی نے اَثر چھوڑ دیا تھا، ہم نے کہا یا رسول اللہ! اچھا ہوتا کہ ہم آپ کے لئے ایک بچھونا ہی بنالیتے(جس سے آپ کو راحت ملتی) آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: مجھے دنیا سے کیا لینا دینا! میری مثال تو دنیا میں اُس سوار کی مانند ہے جو(چلتے چلتے)کسی درخت کے نیچے سائے میں بیٹھتا ہے پھر اُس کو چھوڑ کر چل پڑتا ہے۔عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: نَامَ رَسُولُ اللَّهِ

صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى حَصِيرٍ فَقَامَ وَقَدْ أَثَّرَ فِي جَنْبِهِ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوِ اتَّخَذْنَا لَكَ وِطَاءً، فَقَالَ:مَا لِي وَلِلدُّنْيَا، مَا أَنَا فِي الدُّنْيَا إِلَّا كَرَاكِبٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا۔(ترمذی:2377)

9. حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے اصحابِ صفہ میں سے ستر صحابہ کو ایسی حالت میں دیکھا ہے کہ اُن کے پاس اوپر کے بدن کو چھپانے کے لئے چادر تک نہیں ہوا کرتی تھی، یا تو صرف اِزار(تہبند)ہوتا تھا اور یا صرف ایک ایسی چادر ہوتی جس کو اپنی گردنوں کے ساتھ اِس خوف سے باندھ لیا کرتے تھے کہ کہیں ستر نہ کھل جائے۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:لَقَدْ رَأَيْتُ سَبْعِينَ مِنْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ رِدَاءٌ، إِمَّا إِزَارٌ وَإِمَّا كِسَاءٌ، قَدْ رَبَطُوا فِي أَعْنَاقِهِمْ، فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَيْنِ، وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الكَعْبَيْنِ، فَيَجْمَعُهُ بِيَدِهِ، كَرَاهِيَةَ أَنْ تُرَى عَوْرَتُهُ۔(بخاری:443)

10. حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا جبکہ وہ امیر المؤمنین تھے اور اُنہوں نے اپنے دونوں کندھوں کے درمیان تین پیوند لگا رکھے تھے، اُن کو ایک دوسرے پر چپکایا ہوا تھا۔قَالَ أَنَسٌ:«رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَهُوَ يَوْمَئِذٍ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ، وَقَدْ رَقَّعَ بَيْنَ كَتِفَيْهِ بِرِقَاعٍ ثَلَاثٍ، لَبَّدَ بَعْضَهَا فَوْقَ بَعْضٍ»۔(شرح السنۃ للبغوی:12/45)

11. حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے جبکہ وہ خلیفۃ المؤمنین تھے، اور اُنہوں نے ایک ایسا اِزار پہنا ہوا تھا جس میں 12 پیوند لگے ہوئے تھے۔وَعَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: خَطَبَ عُمَرُ وَهُوَ خَلِيفَةٌ، وَعَلَيْهِ إِزَارٌ فِيهِ اثْنَتَا عَشْرَةَ رُقْعَةً۔(شرح السنۃ للبغوی:12/45)

احادیث مذکورہ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سادگی کو پسند بھی کیا ہے، اختیار بھی کیا ہے اور اس کی دوسروں کو تعلیم بھی دی ہے۔خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ کے جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیاں سادگی کے واقعات سے بھری پڑی ہیں، صرف لِباس ہی نہیں، زندگی کے تمام شعبوں اور پہلوؤں میں سادگی کا عنصر اُن کی پاکیزہ زندگیوں میں سب سے زیادہ نمایاں نظر آتا ہے، کھانے پینے، رہنے سہنے، اوڑھنے بچھونے، کھانے کمانے، چلنے پھرنے، ہنسنے بولنے غرض اُن کی زندگیوں کا ہر پہلو سادگی پر مبنی تھا، تکلّف اور تصنّع تو ایسا لگتا ہے اُنہیں چھو کر بھی نہیں گزرا تھا، سچے سُچے لوگ تھے، صاف اور کھری بات کرنا اُن کی عادت تھی، لگی لپٹی باتوں سے اُنہیں کوئی سروکار نہیں تھا، ظاہر و باطن کے تفاوت اور قول و فعل کے تضاد جیسے

نِفاق کہتے ہیں، اُس سے کوسوں دور تھے۔ اللہ کی بے شمار رحمتیں ہوں اُن پاکیزہ اور مقدّس ہستیوں پر جن کی قربانیوں اور مشقتوں کے صدقہ میں دین ہم تک پہنچا ہے، اور ہم عزّت اور آزادی کے ساتھ اللہ کا نام لے سکتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِثْلَھُمْ وَ ارْزُقْنَا الاِقْتِدَاءَ بِھٰذِہِمْ۔

کپڑوں کے ممنوعات کا بیان

کپڑوں میں دو چیزوں کی مُمانعت:

نبی کریم ﷺ نے لِباس میں دو چیزوں سے بطور خاص منع کیا ہے: (1) اِسراف۔　(2) تکبّر۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: کھاؤ پیو اور صدقہ کرو اور کپڑے پہنو (تمہیں اجازت ہے) جب تک کہ اِسراف اور تکبّر (کی گندگی) نہ شامل ہوجائے۔ كُلُوا وَاشْرَبُوا وَتَصَدَّقُوا وَالْبَسُوا مَا لَمْ يُخَالِطْهُ إِسْرَافٌ، أَوْ مَخِيلَةٌ۔(ابن ماجہ:3605) وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:كُلُوا وَاشْرَبُوا وَالبَسُوا وَتَصَدَّقُوا، فِي غَيْرِ إِسْرَافٍ وَلاَ مَخِيلَةٍ ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كُلْ مَا شِئْتَ، وَالبَسْ مَا شِئْتَ، مَا أَخْطَأَتْكَ اثْنَتَانِ: سَرَفٌ، أَوْ مَخِيلَةٌ۔(بخاری، کتاب اللباس)

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس میں لباس سے متعلّق پائی جانے والی تمام کوتاہیاں آگئی ہیں، اِس لئے کہ کپڑا پہننے میں جو خرابیاں پائی جاتی ہیں وہ سب حدودِ شرع سے تجاوز کی شکلیں ہیں، اور یہی حدود سے متجاوز ہونا "اِسراف" کہلاتا ہے۔ اور اِسی میں "تکبّر" بھی داخل ہے، لیکن اُسے الگ سے تاکید کے طور پر ذکر کیا ہے۔ وَنَفْيُ السَّرَفِ مُطْلَقًا يَسْتَلْزِمُ نَفْيَ الْمَخِيلَةِ، فَنَفْيُ الْمَخِيلَةِ بَعْدَهُ لِلتَّأْكِيدِ۔(مرقاۃ المفاتیح:7/2795)

کپڑوں کے ناجائز ہونے کی صورتیں:

عموماً کسی کپڑے کے ناجائز ہونے کی تین صورتیں ہوتی ہیں:

پہلی صورت...... کبھی کپڑا ہی بذاتِ خود حرام اور ناجائز ہوتا ہے۔ جیسے: حرام مال سے خریدا گیا کپڑا، باریک کپڑا جس سے اعضاءِ ستر نظر آتے ہوں، تنگ اور چست کپڑا جس سے اعضاءِ ستر کی ساخت اور اُس کا حجم واضح اور نمایاں ہوتا ہو، مَردوں کے لئے عورتوں جیسا اور عورتوں کے لئے مَردوں جیسا کپڑا، کفار و مشرکین یا فاسق و فاجر لوگوں کی مشابہت پر مشتمل کپڑا، مَردوں کے لئے ریشم اور سونا، وغیرہ۔

دوسری صورت ...... کبھی کپڑا تو صحیح ہوتا ہے، لیکن اُس کے پہننے کا طریقہ غلط اپنایا جاتا ہے۔ جیسے: مَردوں کیلئے ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا، عورتوں کے لئے کلائی، پنڈلی، سر کے بال کھولنا۔

تیسری صورت...... کپڑا بھی صحیح اور طریقہ بھی درست ہوتا ہے لیکن اُس میں قصد اور نیت غلط ہوتی ہے۔ جیسے شہرت اور ریاکاری کے طور پر لِباس پہننا۔

ذیل میں کپڑوں کی ناجائز صورتوں کو تفصیل سے ذکر کیا جارہا ہے:

پہلی صورت: کپڑوں میں ستر پوشی کا نہ ہونا:

اللہ تعالیٰ نے لِباس کا اصل مقصد "ستر پوشی" بیان کیا ہے، پس ایسے کپڑے جنہیں پہننے کے باوجود بھی انسان کے ستر کے اعضاء نہ چھپتے ہوں اُن کو شرعی لِباس نہیں کہا جاسکتا، اگرچہ وہ لِباس دیکھنے میں کتنا ہی خوبصورت اور اور قیمت میں کتنا مہنگا ہی کیوں نہ ہو، اِس لئے کہ اُس میں لِباس کا اصل مقصد ہی حاصل نہیں ہوتا۔(تکملہ فتح الملہم:4/77)

اعضاءِ ستر: مَرد کا ستر ناف سے لے کر بشمول گھٹنے تک ہے جبکہ عورت کے لئے ہاتھ، پاؤں اور چہرے کے علاوہ سارا بدن ستر قرار دیا گیا ہے۔(ردّالمحتار:1/404،405)

ستر پوشی میں تین اہم قابلِ لحاظ امور:

کپڑوں کے ساتِر ہونے (ستر کو چھپانے) کے لئے تین چیزوں کی رعایت بہت ضروری ہے، ان کے بغیر کپڑا ساتِر نہیں ہوتا :

پہلی چیز— مُحیط ہو:

یعنی کپڑے کے لئے اعضاءِ ستر کا اچھی طرح اِحاطہ کرنا ضروری ہے، اِس طرح کہ ستر کا کوئی حصہ کھلا نہ رہ جائے، کیونکہ بعض اوقات کپڑا اِس قدر چھوٹا اور مختصر سا ہوتا ہے کہ اُسے پہننے کے باوجود بھی ستر کھلا رہ جاتا ہے، ایسے کپڑے میں "مُحیط" ہونے کی صفت نہیں پائی جاتی، کیونکہ وہ ستر کا مکمل اِحاطہ نہیں کرتا، لہٰذا اُس کا پہننا جائز نہیں۔

دوسری چیز— رقیق نہ ہو:

یعنی اس قدر رقیق اور باریک نہ ہو کہ پہننے کے بعد بھی جسم جھلکتا ہو۔ یہ بھی کپڑے کا شرعی طور پر ایک بہت بڑا عیب ہے جس کی وجہ سے انسان کپڑا پہننے کے باوجود برہنہ ہوتا ہے۔

1. حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑا دیا اور فرمایا: اس کے دو ٹکڑے کرلو، ایک سے قمیص بنالو اور دوسرا اپنی بیوی کو دیدو تاکہ وہ اس کا دوپٹہ بنالے، جب حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ جانے لگے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنی بیوی سے کہنا کہ اس کے نیچے کپڑا لگالے تاکہ یہ دوپٹہ پہن کر اُس کے بال ظاہر نہ ہوں۔(ابوداؤد:4116)
2. ایک دفعہ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اِس حالت میں حاضر ہوئیں اُنہوں نے باریک کپڑا پہنا ہوا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے اپنا چہرہ انور پھیر لیا اور فرمایا:" إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيضَ لَمْ تَصْلُحْ أَنْ يُرَى مِنْهَا إِلَّا هَذَا وَهَذَا "اے اسماء! جب عورت بالغ ہوجائے تو اُس کے لئے مناسب نہیں کہ اس کے اِن اِن اعضاء یعنی چہرہ اور ہتھیلیوں کے علاوہ جسم کا کوئی حصہ نظر آئے۔(ابوداؤد:4104)
3. بنو تمیم کی کچھ عورتیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں، اُنہوں نے باریک کپڑے پہن رکھے تھے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اُن سے کہا: اگر تو تم واقعی مومن عورتیں ہو تو سُن لو کہ یہ ایمان والی عوروں کا لِباس نہیں ہے اور

اگر تم مومن نہیں ہو تو ٹھیک ہے، ان کپڑوں سے بھلے فائدہ حاصل کرتے رہو۔دَخَلَ نِسْوَةٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَلَيْهِنَّ ثِيَابٌ رِقَاقٌ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: إِنْ كُنْتُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَيْسَ هَذَا بِلِبَاسِ الْمُؤْمِنَاتِ، وَإِنْ كُنْتُنَّ غَيْرَ مؤمنات فتمتعينه۔(قرطبی:14/244)

4. ایک دفعہ حفصہ بنت عبد الرحمن (جو کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بھتیجی تھیں) باریک دوپٹہ اوڑھ کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے وہ دوپٹہ لے کر پھاڑ دیا اور ایک موٹا دوپٹہ پہنا دیا۔دَخَلَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَلَى عَائِشَةَ ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَعَلَى حَفْصَةَ خِمَارٌ رَقِيقٌ، فَشَقَّتْهُ عَائِشَةُ ، وَكَسَتْهَا خِمَارًا كَثِيفًا.(مؤطا امام مالک:1907)حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے تو صرف ایک باریک دوپٹہ دیکھا تھا اور غصہ میں آکر اُسے پھاڑ ڈالا تھا، آج تو نبی کے نام لیوا، اِسلام سے رشتہ جوڑنے والی خواتین اپنا دوپٹہ اور ستر چھپانے کے کپڑے ہی اُتار چکی ہیں اور اپنے جسم کے انگ انگ کا زمانے کو نظارہ کرانے کے درپے ہیں، انہیں دیکھ کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا کیا ردِّ عمل ہوگا خود سوچ لیجئے۔واللہ یھدی الی سبیل الرّشاد۔

5. حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک قبطی موٹا کپڑا (جو جالی دار وغیرہ ہونے کی وجہ سے اُس کو پہن کر جسم جھلکتا تھا) عنایت فرمایا وہ کپڑا دحیہ کلبی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ میں دیا تھا، میں نے جاکر اپنی بیوی کو پہنا دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت کیا کہ وہ قبطی کپڑے کا کیا ہوا؟ تم کیوں نہیں پہن رہے ؟ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ ! میں نے اپنی بیوی کو پہنا دیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: اُنہیں کہہ دو کہ اُس کے نیچے موٹا کپڑا لگالیں، کیونکہ مجھے خوف ہے اُن کپڑوں میں سے اُن کے جسم کی ہڈیوں کا حجم نمایاں نہ ہو۔عَنِ ابْنِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، أَنَّ أَبَاهُ أُسَامَةَ، قَالَ: كَسَانِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبْطِيَّةً كَثِيفَةً كَانَتْ مِمَّا أَهْدَاهَا دِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ، فَكَسَوْتُهَا امْرَأَتِي، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا لَكَ لَمْ تَلْبَسِ الْقُبْطِيَّةَ؟ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، كَسَوْتُهَا امْرَأَتِي. فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مُرْهَا فَلْتَجْعَلْ تَحْتَهَا غِلَالَةً، إِنِّي أَخَافُ أَنْ تَصِفَ حَجْمَ عِظَامِهَا۔(مسند احمد:21786)

6. حضرت جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بے شک انسان کپڑا پہننے کے باوجود بھی برہنہ ہوتا ہے یعنی پتلے اور باریک کپڑے پہننے کی وجہ سے۔عَنْ جَرِيرٍ قَالَ:إِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْتَسِيَ وَهُوَ عَارٍ يَعْنِي الثِّيَابَ الرِّقَاقَ۔(شعب الایمان:5822)

اِس سے معلوم ہوا کہ صرف ستر کو ڈھانکنا ہی ضروری نہیں بلکہ اُس کو لوگوں کی نگاہوں سے چھپانا بھی ضروری ہے، پس اگر کپڑا ستر پر موجود ہو لیکن دیکھنے والوں کی نگاہیں اندر کے بدن کی رنگت کو دیکھ رہی ہوں تو وہ کپڑا ساتِر نہیں کہلائے گا۔

تیسری چیز— لاصق نہ ہو :

لاصِق چپکے ہوئے کو کہتے ہیں، بعض اوقات کپڑا اِس قدر چست اور کَسا ہوا (فٹنگ کا) ہوتا ہے کہ ستر کے اعضاء کی بناوٹ، اُبھار اور نشیب و فراز بالکل واضح اور نمایاں ہو رہے ہوتے ہیں، یہ بھی برہنگی کی ہی ایک شکل ہے، جس کی وجہ سے کپڑے میں ساتِر ہونے کا معنی ختم ہو جاتا ہے۔(تکملہ فتح الملہم:4/77)

" کَاسِیَاتٌ عَارِیَاتٌ " کی تشریح میں حضرت شیخ الحدیث فرماتے ہیں: اس کے دو صورتیں ہیں: کپڑا اِس قدر باریک ہو کہ جسم نظر آرہا ہو۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ اِس قدر چست اور چپکا ہوا ہو کہ جسم کا حجم نظر آئے، دونوں صورتوں میں کپڑا پہننے کے باوجود برہنگی ہوتی ہے اور انسان کپڑا پہننے کے باوجود ننگا ہوتا ہے۔(اوجز المسالک:16/173)

علّامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث ذکر کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: جو شخص کسی عورت کے کپڑوں کو غور سے دیکھے یہاں تک کہ عورت کے جسم کا حجم نظر آجائے تو وہ شخص جنّت کی خوشبو بھی نہیں سونگھے گا۔مَنْ تَأَمَّلَ خَلْفَ امْرَأَةٍ وَرَأَى ثِيَابَهَا حَتَّى تَبَيَّنَ لَهُ حَجْمُ عِظَامِهَا لَمْ يَرَحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ۔(ردالمحتار:6/366)

واضح رہے کہ جس طرح ایسے چست اور فٹنگ کے کپڑے پہننا جائز نہیں کیونکہ ان میں کھلی برہنگی نظر آتی ہے، اسی طرح ایسے کپڑوں کے پہننے والے کو دیکھنا بھی جائز نہیں اگرچہ کپڑے موٹے ہی کیوں نہ ہو، اِس لئے کہ یہ کپڑوں کو دیکھنا نہیں بلکہ مستور اعضاء کو ہی دیکھنا کہلاتا ہے۔رُؤْيَةَ الثَّوْبِ بِحَيْثُ يَصِفُ حَجْمَ الْعُضْوِ مَمْنُوعَةٌ وَلَوْ كَثِيفًا لَا تُرَى الْبَشَرَةُ مِنْهُ۔(ردالمحتار:6/366)

مَردوں میں جو چست اور تنگ پینٹ پہنی جاتی ہے (بلکہ اب تو عورتیں بھی بکثرت پینٹ پہننے لگی ہیں) اِسی طرح عورتوں میں جو چوڑی دار پاجامے رائج ہوتے جارہے ہیں، اِس کے علاوہ عورتوں کے لِباس میں تنگ قمیصیں وغیرہ وغیرہ، یہ سب چست اور تنگ ہونے کی وجہ سے جائز نہیں اور نہ ایسی لِباس میں ملبوس خواتین کو دیکھنا جائز ہے۔ خود سوچیے......!! پھر سوچیے...!! کیا

یہ لِباس اُمہات المؤمنین کے لِباس ہیں ؟ کیا مسلمان عورتوں کو یہ لِباس زیب دیتے ہیں ؟ کیا اِس لِباس میں سرورِ کونین ﷺ کا سامنا کیا جا سکتا ہے ؟......... بس...... کیا کہہ سکتے ہیں، فِإلی اللہ المُشتکیٰ وھُو یھدی الی الصراط المُستقیم

ستر کو چھپانے کا حکم:

ستر کا چھپانا فرض ہے۔(احکام القرآن للجصاص:4/203) قرآن و حدیث کی بہت سی نصوصِ صریحہ سے اس کی فرضیت ثابت ہے اور یہ وہ پہلا حکم ہے جو اِسلام لانے کے بعد سب سے پہلے انسان کی جانب متوجہ ہوتا ہے۔(معارف القرآن:3/534)

ستر عورت سے متعلّق چند احادیث:

1. حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو کھلے میدان میں (برہنہ) نہا رہا تھا، آپ ﷺ منبر پر چڑھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرنے کے بعد اِرشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ حیاء دار اور پردہ پوشی کرنے والے ہیں اور شرم و حیاء کو اور ستر پوشی کو پسند کرتے ہیں۔عَنْ يَعْلَى، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَغْتَسِلُ بِالْبَرَازِ بِلَا إِزَارٍ، فَصَعَدَ الْمِنْبَرَ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ حَيِيٌّ سِتِّيرٌ يُحِبُّ الْحَيَاءَ وَالسَّتْرَ فَإِذَا اغْتَسَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَتِرْ.(ابوداؤد:4012)
2. حضرت بہز بن حکیم اپنے والد اور وہ ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ ہم اپنا ستر کس سے چھپائیں اور کس سے نہ چھپائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا : اپنے ستر کو اپنی بیوی اور لونڈی کے علاوہ ہر ایک سے چھپاؤ۔ میں نے عرض کیا اگر لوگ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھے ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا : اگر ہو سکے کہ تمہارے ستر کو کوئی نہ دیکھے تو ضرور ایسا ہی کرو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر کوئی اکیلا ہو تو؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ لوگوں سے زیادہ اس کا حقدار ہے کہ اس سے حیا کی جائے۔عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَوْرَاتُنَا مَا نَأْتِي مِنْهَا وَمَا نَذَرُ؟ قَالَ «احْفَظْ عَوْرَتَكَ إِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ» قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِذَا كَانَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ؟ قَالَ:إِنِ

اسْتَطَعْتَ أَنْ لَا يَرَيَنَّهَا أَحَدٌ فَلَا يَرَيَنَّهَا، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِذَا كَانَ أَحَدُنَا خَالِيًا؟ قَالَ:اللَّهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيَا مِنْهُ مِنَ النَّاسِ.(ابوداؤد:4017)

3. نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: اپنی ران مت کھولو۔لَا تَكْشِفْ فَخِذَكَ۔(ابوداؤد:4015)

4. حضرت جرھد رضی اللہ عنہ جو کہ اصحابِ صفہ میں سے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف فرما ہوئے، میری ران برہنہ تھی (کپڑا ہٹا ہوا تھا) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:" أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْفَخِذَ عَوْرَةٌ " کیا تم نہیں جانتے کہ ران بھی ستر کا ایک حصہ ہے۔(ابوداؤد:4014)

5. نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے گھٹنا بھی ستر میں سے ہے۔الرُّكْبَةُ مِنَ الْعَوْرَةِ۔(دارقطنی:889)

6. حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں: کوئی مرد دوسرے مرد کا اور کوئی عورت دوسری عورت کا ستر نہ دیکھے۔لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عُرْيَةِ الرَّجُلِ، وَلَا الْمَرْأَةُ إِلَى عُرْيَةِ الْمَرْأَةِ.(ابوداؤد:4018)

7. نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: جس نے جان بوجھ کر اپنے بھائی کے ستر کو دیکھا اُس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہیں ہوں گی۔مَنْ نَظَرَ إِلىٰ عَوْرَةِ أخِيْهِ مُتَعَمّداً لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلَاةَ أربَعِيْن لَيْلَةً۔(ابن عساکر فی التاریخ:10012)

8. ایک روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں: کسی زندہ یا مردہ شخص کی ران کی طرف مت دیکھو۔وَلَا تَنْظُرْ إِلَى فَخِذِ حَيٍّ، وَلَا مَيِّتٍ۔(ابوداؤد:4015)

9. حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بھاری پتھر اٹھایا، پس میں (اسے اٹھائے) ابھی چل ہی رہا تھا کہ مجھ سے میرا کپڑا (تہبند) گر گیا (کھل کر) نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اپنا کپڑا اٹھاؤ اور ننگے مت چلا کرو۔ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، قَالَ: حَمَلْتُ حَجَرًا ثَقِيلًا، فَبَيْنَا أَمْشِي فَسَقَطَ عَنِّي ثَوْبِي، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:خُذْ عَلَيْكَ ثَوْبَكَ وَلَا تَمْشُوا عُرَاةً۔(ابوداؤد:4015)

10. ایک دفعہ نبی کریم ﷺ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے، وہاں حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا بھی بیٹھی ہوئی تھیں اور اُنہوں نے کشادہ آستینوں والا شامی کپڑا پہنا ہوتا، آپ ﷺ نے جب اُنہیں دیکھا تو کھڑے ہوگئے اور باہر نکل گئے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بہن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آپ دور ہو جائیں ،یقیناً نبی کریم ﷺ نے کوئی ناگوار بات دیکھی ہے، وہ دور ہو گئیں تو آپ ﷺ داخل ہو گئے، حضرت عائشہ صدیقہ

رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے وجہ دریافت کی کہ آپ کیوں کھڑے ہوگئے تھے ؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ” أَوَلَمْ تَرَيْ إِلَى هَيْئَتِهَا إِنَّهُ لَيْسَ لِلْمَرْأَةِ الْمُسْلِمَةِ أَنْ يَبْدُوَ مِنْهَا إِلَّا هَذَا وَهَذَا “ کیا تم نے اُن کی حالت کو نہیں دیکھا تھا ؟ بے شک کسی مسلمان عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ اُس کے جسم کا سوائے چہرے اور ہتھیلیوں کے کوئی حصہ نظر آئے۔(سنن کبریٰ للبیہقی:13497)

11. نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: بے شک قیامت کی علامات میں سے یہ ہے کہ بخل اور بے حیائی ظاہر ہوجائے گی، امانت دار کو خائن اور خائن کو امانت دار سمجھا جائے گا، ایسے کپڑے ظاہر ہوں گے جس کو عورتیں پہنیں گی اور پہن کر بھی ننگی ہوں گی، معزز لوگ گرے پڑے لوگوں پر غالب آجائیں گے۔إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ: أَنْ يَظْهَرَ الشُّحُّ، وَالْفُحْشُ، وَيُؤْتَمَنُ الْخَائِنُ، وَيُخَوَّنُ الْأَمِينُ، وَيَظْهَرُ ثِيَابٌ يَلْبَسُهَا نِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ، وَيَعْلُو التُّحوتُ الْوُعُولَ۔(طبرانی اوسط:748)

12. نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: دوزخیوں کی دو قسمیں ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا: ایک تو وہ لوگ جن کے پاس بیلوں کی دُموں کی طرح کے کوڑے ہوں گے، وہ لوگوں کو اس سے ماریں گے، دوسرے وہ عورتیں جو کپڑے پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی (یعنی اُن کا لباس نیم عُریاں، چست اور اِس قدر باریک ہوگا کہ کپڑوں میں بھی برہنہ نظر آئیں گی)، مَردوں کو اپنی جانب مائل کرنے والی ہوں گی اور خود بھی مَردوں کی طرف مائل ہوں گی، ان کے سر بختی (یعنی ایک مخصوص قسم کے) اونٹ کی کوہان کی طرح ایک طرف جھکے ہوئے ہوں گے، وہ جنت میں نہ جائیں گی (اور جنّت میں جانا تو در کنار) اس کی خوشبو بھی ان کو نہ ملے گی حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی دُور سے آرہی ہوگی۔صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا، قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ، مَائِلَاتٌ رُءُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ، لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا، وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا۔(مسلم:2192/4)

13. نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: میری اُمّت کے آخر میں ایسے لوگ ہوں گے جو کجاووں کی طرح زینوں پر سوار ہوں گے اور مسجد کے دروازوں پر اتریں گے، اُن کی عورتیں کپڑا پہنی ہوئی ننگی ہوں گی، اُن کے سروں پر بُختی کمزور اونٹوں کے کوہانوں کی مانند چیز ہوگی، اُن پر لعنت کرو کیونکہ وہ ملعون ہیں۔سَيَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي رِجَالٌ يَرْكَبُونَ

عَلَى سُرُوجٍ، كَأَشْبَاهِ الرِّحَالِ، يَنْزِلُونَ عَلَى أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ، نِسَاؤُهُمْ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ، عَلَى رُءُوسِهِمْ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْعِجَافِ، الْعَنُوهُنَّ، فَإِنَّهُنَّ مَلْعُونَاتٌ۔(مسند احمد:7083)

"کاسیاتٌ عاریاتٌ" کا مطلب :

1. كَاسِيَاتٌ مِنْ نِعْمَةِ اللَّهِ عَارِيَاتٌ مِنْ شُكْرِهَا۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا لبادہ اوڑھی ہوئی ہوں گی لیکن اُن نعمتوں کا شکر اداء کرنے سے عاری ہوں گی۔
2. كَاسِيَاتٌ مِنَ الثِّيَابِ عَارِيَاتٌ مِنْ فِعْلِ الْخَيْرِ وَالِاهْتِمَامِ لِآخِرَتِهِنَّ وَالِاعْتِنَاءِ بِالطَّاعَاتِ۔ کپڑے پہنی ہوں گی لیکن خیر و بھلائی کے کاموں سے، فکرِ آخرت سے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے عاری ہوں گی۔
3. تَكْشِفُ شَيْئًا مِنْ بَدَنِهَا إِظْهَارًا لِجَمَالِهَا فَهُنَّ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ۔ جسم کا کچھ حصہ زینت کے اظہار کے لئے کھولیں گی جس سے کپڑے پہننے کے باوجود برہنہ ہوں گی۔
4. يَلْبَسْنَ ثِيَابًا رِقَاقًا تَصِفُ مَا تَحْتَهَا كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ فِي الْمَعْنَى۔ باریک کپڑے پہنیں گی جس سے جسم کا اندرونی حصہ نظر آئے گا جس کی وجہ سے وہ کپڑا پہنی ہوئی ہونے کے باوجود معنوی طور پر برہنہ ہوں گی۔
5. كَاسِيَاتٌ بِالْحُلَى وَالْحُلِيِّ، عَارِيَاتٌ مِنْ لِبَاسِ التَّقْوَى۔ بظاہر تو کپڑے اور زیورات سے آراستہ ہوں گی لیکن لباسِ تقویٰ سے یکسر عاری اور محروم ہوں گی۔(شرح النووی:17/190،191))(مرقاۃ المفاتیح:6/2302)

ساڑھی پہننے کا حکم:

حضرت مولانا یوسف لُدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اگر ساڑھی اس طرح سے پہنی جائے کہ اس سے پورا جسم چھپ جائے تو کوئی حرج نہیں، لیکن آج کل ہزار میں سے بمشکل ایک عورت ہی اس طرح پورا جسم ڈھانپ کر ساڑھی پہنتی ہے، چونکہ ساڑھی پہن کر شرعی پردہ نہیں ہو سکتا، اس لئے صرف ساڑھی پہن کر عورت کے لئے باہر نکلنا جائز نہیں۔(آپ کے مسائل اور اُن کے حل، جدید:8/366)

دوسری صورت: ریشم پہننا :

ریشم پہننا مردوں کے لئے ممنوع ہے :

مَردوں کے لئے ریشمی کپڑا پہننا جائز نہیں، البتہ عورتوں کے لئے جائز ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: میری امت کے مردوں پر ریشم اور سونا پہننا حرام کر دیا گیا ہے اور عورتوں کے لیے حلال ہے۔(ترمذی:1720)(رد المحتار:6/351)

[ممانعت کی روایات]

1. نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ریشم مَت پہنا کرو اور سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا مَت کیا کرو اِس لئے کہ یہ دنیا میں کافروں کے لئے اور ہمارے لئے آخرت میں رکھا گیا ہے۔لاَ تَلْبَسُوا الحَرِيرَ وَلاَ الدِّيبَاجَ، وَلاَ تَشْرَبُوا فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالفِضَّةِ، وَلاَ تَأْكُلُوا فِي صِحَافِهَا، فَإِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَنَا فِي الآخِرَةِ۔(بخاری:5426)
2. نبی کریم ﷺ نے دِیباج، حریر اور موٹے ریشم سے منع فرمایا ہے۔نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدِّيبَاجِ، وَالْحَرِيرِ، وَالْإِسْتَبْرَقِ۔(ابن ماجہ:3589)
3. نبی کریم ﷺ نے ریشم اور سونا پہننے سے منع فرمایا اور فرمایا: یہ دونوں چیزیں دنیا میں کافروں کے لئے اور ہمارے لئے آخرت میں ہیں۔نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ، وَالذَّهَبِ وَقَالَ:هُوَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا، وَلَنَا فِي الْآخِرَةِ۔(ابن ماجہ:3590)أَيْ: لِلْكَفَرَةِ بِمَعْنَى أَنَّهُمْ يَنْتَفِعُونَ بِهِ لَا بِمَعْنَى أَنَّهُ يُبَاحُ لَهُمْ۔(حاشیۃ السندی:2/375)
4. نبی کریم ﷺ نے ریشمی کپڑے اور کسم سے رنگے ہوئے کپڑے پہننے سے منع فرمایا ۔عَنْ عَلِيٍّ قَالَ:نَهَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسِ القَسِّيِّ، وَالْمُعَصْفَرِ۔(ترمذی:1725)
5. حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی، ریشم کے کپڑے پہننے، رکوع و سجود میں قرآن پڑھنے اور کسم کے رنگے ہوئے کپڑے پہننے سے منع فرمایا۔نَهَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّخَتُّمِ بِالذَّهَبِ، وَعَنْ لِبَاسِ القَسِّيِّ، وَعَنِ القِرَاءَةِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ، وَعَنْ لِبَاسِ الْمُعَصْفَرِ۔(ترمذی:1737)

6. نبی کریم ﷺ نے دس چیزوں سے منع فرمایا ہے۔ وشر (دانتوں کو گھس کر باریک کرنے سے)۔ جسم گودنے سے۔ بال اکھیڑنے سے۔ ایک مرد کا دوسرے مرد کے ساتھ ننگا ہو کر بغیر کپڑے کے سونے سے۔ اس بات سے کہ مرد اپنے کپڑے کے نیچے (دامن کی جگہ) ریشم لگائے عجمیوں کی طرح۔ یا مونڈھوں کی جگہ ریشم لگائے عجمیوں کی طرح۔ لوٹ مار اور غارت گری سے۔ چیتوں کی کھال پر بیٹھنے (اور اس کی زین وغیرہ بنانے سے) اور انگوٹھی پہننے سے، ہاں! حاکم پہن سکتا ہے۔نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَشْرٍ، عَنِ الوَشْرِ، وَالْوَشْمِ، وَالنَّتْفِ، وَعَنْ مُكَامَعَةِ الرَّجُلِ الرَّجُلَ بِغَيْرِ شِعَارٍ، وَعَنْ مُكَامَعَةِ الْمَرْأَةِ الْمَرْأَةَ بِغَيْرِ شِعَارٍ، وَأَنْ يَجْعَلَ الرَّجُلُ فِي أَسْفَلِ ثِيَابِهِ حَرِيرًا، مِثْلَ الْأَعَاجِمِ، أَوْ يَجْعَلَ عَلَى مَنْكِبَيْهِ حَرِيرًا مِثْلَ الْأَعَاجِمِ، وَعَنِ النُّهْبَى، وَرُكُوبِ النُّمُورِ، وَلُبُوسِ الْخَاتَمِ، إِلَّا لِذِي سُلْطَانٍ۔(ابوداؤد:4049)

ریشم پہننا نابالغ لڑکوں کے لئے بھی ممنوع ہے:

ریشم کو مَردوں کے لئے جو حرام قرار دیا گیا ہے اُس میں بلوغت کی کوئی قید نہیں، لہٰذا جس طرح مَردوں کے لئے ریشم جائز نہیں اِسی طرح چھوٹے نابالغ بچوں کے لئے بھی جائز نہیں، البتہ چونکہ وہ مکلّف نہیں ہیں اِس لئے وہ تو نہیں لیکن اُن کو پہنانے والے گناہ گار ہوں گے۔(الدر المختار مع الرّد:6/362)(عالمگیری:5/331)

[ممانعت کی روایات]

احادیث اور آثار سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے، چند روایات ملاحظہ ہوں:

1. حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اسے (ریشم کو) لڑکوں سے کھینچ کر اتار دیا کرتے تھے اور لڑکیوں پر رہنے دیتے تھے۔عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كُنَّا نَنْزِعُهُ عَنِ الْغِلْمَانِ، وَنَتْرُكُهُ عَلَى الْجَوَارِي۔(ابوداؤد:4059)
2. حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کسی سفر سے واپس تشریف لائے تو اُنہوں نے اپنے بچوں کو ریشم پہنے ہوئے دیکھا، آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے لڑکوں سے ریشم کے کپڑے اُتار دیے اور لڑکیوں کو پہنے رہنے دیا۔ قَدِمَ حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ

مِنْ سَفَرٍ، وَقَدْ كُسِيَ وَلَدُهُ الْحَرِيرَ فَنَزَعَ مِنْهُ مَا كَانَ عَلَى ذُكُورِ وَلَدِهِ، وَتَرَكَ مِنْهُ مَا كَانَ عَلَى بَنَاتِهِ۔(ابن ابی شیبہ:24656)

3. حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس داخل ہوئے، اُنکے بچے نے ریشم کی قمیص پہنی ہوئی تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ قمیص پھاڑ دی۔ دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ، وَمَعَهُ ابْنٌ لَهُ عَلَى عُمَرَ، عَلَيْهِ قَمِيصُ حَرِيرٍ، فَشَقَّ الْقَمِيصَ۔(ابن ابی شیبہ:24657)

4. حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس اُن کا بیٹا آیا، اُس نے ریشم کی قمیص پہنی ہوئی تھی اور بہت خوبصورت لگ رہا تھا، جب وہ بچہ قریب آیا تو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وہ قمیص پھاڑ دی اور ارشاد فرمایا: اپنی ماں کے پاس جاؤ اور اُنہیں کہو کہ اس کے علاوہ کوئی اور کپڑا پہنا دیں ۔عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: أَتَاهُ ابْنٌ لَهُ، وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ مِنْ حَرِيرٍ، وَالْغُلَامُ مُعْجَبٌ بِقَمِيصِهِ، فَلَمَّا دَنَا مِنْ عَبْدِ اللهِ خَرَقَهُ، ثُمَّ قَالَ:اذْهَبْ إِلَى أُمِّكَ فَقُلْ لَهَا فَلْتُلْبِسْكَ قَمِيصًا غَيْرَ هَذَا۔(طبرانی کبیر:8786)

ریشم پہننا عورتوں کے لئے جائز ہے :

عورتوں کے لئے ریشم پہننا جائز ہے، اِس لئے کہ عورت کی فطرت میں زیب و زینت اور زیورات سے آراستہ ہونے کا مادّہ رکھا گیا ہے، چنانچہ قرآن کریم کی آیت:" أَوَمَنْ يُنَشَّأُ فِي الْحِلْيَةِ "سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔

[عورتوں کے لئے ریشم کے جواز کی روایات]

1. نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے لئے ریشم پہننے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے، چند احادیث ملاحظہ ہوں:

2. نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: میری امت کے مردوں پر ریشم اور سونا پہننا حرام کر دیا گیا ہے اور عورتوں کے لیے حلال ہے ۔حُرِّمَ لِبَاسُ الحَرِيرِ وَالذَّهَبِ عَلَى ذُكُورِ أُمَّتِي وَأُحِلَّ لِإِنَاثِهِمْ۔(ترمذی:1720)

3. حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم کو اپنے دائیں ہاتھ میں اور سونا لے کر اسے اپنے بائیں ہاتھ میں رکھا پھر فرمایا : یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔إِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى

اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَخَذَ حَرِيرًا فَجَعَلَهُ فِي يَمِينِهِ، وَأَخَذَ ذَهَبًا فَجَعَلَهُ فِي شِمَالِهِ ثُمَّ قَالَ:إِنَّ هَذَيْنِ حَرَامٌ عَلَى ذُكُورِ أُمَّتِي۔(ابوداؤد:4057)

4. نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: میری امت کے مردوں پر ریشم اور سونا پہننا حرام کر دیا گیا ہے اور عورتوں کے لیے حلال ہے۔حُرِّمَ لِبَاسُ الحَرِيرِ وَالذَّهَبِ عَلَى ذُكُورِ أُمَّتِي وَأُحِلَّ لِإِنَاثِهِمْ۔(ترمذی:1720)

5. حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ریشم کو اپنے دائیں ہاتھ میں اور سونے کو اپنے بائیں ہاتھ میں رکھا اور پھر فرمایا: یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔إِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَخَذَ حَرِيرًا فَجَعَلَهُ فِي يَمِينِهِ، وَأَخَذَ ذَهَبًا فَجَعَلَهُ فِي شِمَالِهِ ثُمَّ قَالَ:إِنَّ هَذَيْنِ حَرَامٌ عَلَى ذُكُورِ أُمَّتِي۔(ابوداؤد:4057)

خالص اور مخلوط ریشم کا حکم:

کپڑوں میں دو طرح کے دھاگے ہوتے ہیں:

(1)...... سَدَیٰ: اس کو اردو میں "تانا" کہا جاتا ہے، یعنی وہ دھاگے جو لمبائی میں ہوتے ہیں۔(القاموس المُحیط:1/1294)

(2)...... لُحْمَة: اس کو اردو میں "بانا" کہا جاتا ہے، یعنی وہ دھاگے جو چوڑائی میں ہوتے ہیں۔(القاموس المُحیط:1/1157)

السَّدَى بِالْفَتْحِ مَا مُدَّ مِنْ الثَّوْبِ وَاللُّحْمَةُ بِالضَّمِّ مَا تُدْخَلُ بَيْنَ السَّدَى۔(ردالمحتار:6/353)

اِن دونوں دھاگوں میں "بانا" اصل ہوتا ہے کیونکہ کپڑے کی بُنائی اُسی بانے سے کی جاتی ہے، لہٰذا ریشم کے کپڑے کے حرام ہونے میں بھی اسی "بانا" کا اعتبار ہوگا۔لِأَنَّ الثَّوْبَ إِنَّمَا يَصِيرُ ثَوْبًا بِالنَّسْجِ وَالنَّسْجُ بِاللُّحْمَةِ فَكَانَتْ هِيَ الْمُعْتَبَرَةُ دُونَ السَّدَى.(الدر المختار:6/356)

پس "تانا" اور "بانا" کے اعتبار سے مندرجہ ذیل چار صورتیں بن جاتی ہیں:

- **پہلی صورت** .... "تانا" اور "بانا" دونوں ریشم کا ہو: اس کو "حریرِ مُصمَت" یعنی خالص ریشم کہا جاتا ہے جو مَردوں کے لئے حرام ہے۔
- **دوسری صورت** .... "تانا" ریشم کا اور "بانا" غیر ریشم کا ہو: اس کو مخلوط ریشم کہا جاتا ہے، اور یہ مَردوں کے لئے بھی جائز ہے، کیونکہ کپڑے کا اصل دھاگہ یعنی "بانا" ریشم کا نہیں ہے۔
- **تیسری صورت** .... "تانا" غیر ریشم کا اور "بانا" ریشم کا ہو: یہ بھی مخلوط ریشم ہے، لیکن یہ پہننا مَردوں کے لئے جائز نہیں اِس لئے کہ اس میں کپڑے کا اصل دھاگا یعنی "بانا" ریشم کا ہے۔
- **چوتھی صورت** .... اگر کپڑے کا اصل دھاگا یعنی "بانا" ریشم اور غیر ریشم دونوں سے مل کر بنا ہو تو اس صورت میں غالب کا اعتبار ہو گا۔(الدر المختار مع الرّد:6/356،357)(عالمگیری:5/331)

حضرت احمد بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے بخارا میں ایک آدمی کو دیکھا کہ ایک سفید خچر پر سوار تھا اور سیاہ " خز " کا عمامہ باندھا ہوا تھا، وہ کہنے لگا کہ یہ عمامہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے پہنایا ہے۔(خز سے مراد خالص ریشم نہیں، اونی ریشم مراد ہے)۔رَأَيْتُ رَجُلًا بِبُخَارَى عَلَى بَغْلَةٍ بَيْضَاءَ عَلَيْهِ عِمَامَةُ خَزٍّ سَوْدَاءُ، فَقَالَ: كَسَانِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔(ابوداؤد:4038)

مصنوعی ریشم(سِلک)کا حکم:

آج کل بازاروں میں ریشم (سلک) کے کئی اقسام کے کپڑے دستیاب ہیں، یہ خالص ریشم نہیں ہوتے، بلکہ ریشم اور ملکوت سے ملا جلا کپڑا ہوتا ہے، ان کے بارے میں حضرت مولانا یوسف لُدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"مصنوعی ریشے کے جو کپڑے تیار ہوتے ہیں، یہ ریشم نہیں، اس لئے اس کا پہننا اور استعمال کرنا جائز ہے، البتہ اگر اصل ریشم کا کپڑا ہو تو اس کو پہننا دُرست نہیں"۔(آپ کے مسائل اور اُن کا حل، جدید:8/367)

مَردوں کے لئے مَخمل کا استعمال:

مَردوں کے لئے ریشم کی ممانعت ہے اور یہ ریشم کا کپڑا نہیں ہوتا، لہٰذا درست ہے۔(فتاویٰ محمودیہ:19/321)

حالتِ اضطرار اور ضرورت میں ریشم پہنا جاسکتا ہے:

کسی مجبوری اور ضرورت کے لئے ریشم پہننا جائز ہے، مثلاً جہاد میں دشمن پر رُعب ڈالنا اور اُس کے وار سے بچنا مقصود ہو یا جسم میں خارش اور دانے نکلے ہوں اور ریشم پہننے میں راحت ملتی ہو تو ضرورۃً ریشم پہننے کی اجازت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ایک جنگ میں حضرت عبد الرحمن بن عوف اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما کو ریشم پہننے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی کیونکہ اُن کے جسم میں خارش لگ گئی تھی اور جوئیں پڑگئی تھیں۔روایت ملاحظہ فرمائیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبد الرحمن بن عوف اور حضرت زبیر بن العوم رضی اللہ عنہما کو حالت سفر میں خارش کی وجہ سے ریشم کی قمیص پہننے کی اجازت عطا فرمائی۔عَنْ أَنَسٍ، قَالَ:«رَخَّصَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، وَلِلزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فِي قُمُصِ الْحَرِيرِ فِي السَّفَرِ مِنْ حِكَّةٍ كَانَتْ بِهِمَا»۔(ابوداؤد:4056)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد الرحمن بن عوف اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما نے ایک جنگ کے دوران رسول اللہ ﷺ سے جوئیں پڑنے کی شکایت کی تو آپ نے ان دونوں کو ریشم کی قمیص پہننے کی اجازت دی حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے ان دونوں کو یہ کرتے پہنے ہوئے دیکھا ہے۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ،أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ، وَالزُّبَيْرَ بْنَ العَوَّامِ، شَكَيَا القَمْلَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ لَهُمَا، فَرَخَّصَ لَهُمَا فِي قُمُصِ الحَرِيرِ.قَالَ: وَرَأَيْتُهُ عَلَيْهِمَا۔(ترمذی:1722)

حضرات احناف میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جنگ وغیرہ کی ضرورت میں خالص ریشم پہننا جائز نہیں صرف مخلوط ریشم پہن سکتے ہیں جس کا ”بانا“ ریشم کا اور ”تانا“ غیر ریشم کا ہو، کیونکہ یہ ضرورت کے لئے پہنا جاتا ہے اور ضرورت ادنیٰ درجہ سے پوری ہو جاتی ہے، جبکہ صاحبین رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک خالص ریشم پہننا بھی ضرورۃً جائز ہے۔(الدر المختار مع الردّ:6/357)

حضرات صاحبین کے نزدیک بھی جنگ میں صرف وہ ریشم پہنا جاسکتا ہے جو صَفیق یعنی موٹا ہو تا کہ دشمن کے وار سے بچنے کا فائدہ حاصل کیا جاسکے، اور اگر رقیق ریشم پہنا جائے تو جائز نہیں، کیونکہ اُس سے دشمن کے وار سے بچنے کی ضرورت پوری نہیں ہوتی۔(الدر المختار:6/357)

ریشم پہننے کی جائز مقدار:

احادیث میں چار انگلیوں کے بقدر ریشم پہننا مَردوں کے لئے جائز قرار دیا گیا ہے، اور یہ مقدار چوڑائی کے اعتبار سے ہے، لمبائی میں اِس سے سے زیادہ بھی جائز ہے، جیسے کپڑوں میں ریشم کے لمبے دھاگے ہوں اور اُن کی چوڑائی چار انگل یا اس سے کم ہو تو وہ جائز ہے، اگرچہ لمبائی زیادہ ہی کیوں نہ ہو۔(الدر المختار مع الرّد:6/351،352)

[مِقدارِ جواز کی روایات]

1. حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جابیہ کے مقام پر خطبہ دیا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو ریشمی کپڑے سے منع فرمایا لیکن دو یا تین یا چار انگلیوں کے برابر جائز ہے۔نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الحَرِيرِ، إِلَّا مَوْضِعَ أُصْبُعَيْنِ، أَوْ ثَلَاثٍ، أَوْ أَرْبَعٍ۔(ترمذی:1721)
2. حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن فرقد کو لکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم کے پہننے سے منع فرمایا ہے، ہاں اگر دو انگل یا تین انگل یا چار انگل کے برابر ہو تو جائز ہے۔كَتَبَ عُمَرُ، إِلَى عُتْبَةَ بْنِ فَرْقَدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:«نَهَى عَنِ الْحَرِيرِ إِلَّا مَا كَانَ هَكَذَا، وَهَكَذَا أُصْبُعَيْنِ وَثَلَاثَةً وَأَرْبَعَةً۔(ابوداؤد:4042)
3. حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خالص ریشم کے کپڑے پہننے سے منع فرمایا ہے اور جو ریشم کے نقش و نگار ہوں اور ریشم کے تانے والا کپڑا ہو تو اس کے پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔إِنَّمَا نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الثَّوْبِ الْمُصْمَتِ مِنَ الْحَرِيرِ، فَأَمَّا الْعَلَمُ مِنَ الْحَرِيرِ، وَسَدَى الثَّوْبِ فَلَا بَأْسَ بِهِ۔(ابوداؤد:4055)

4. حضرت عبد اللہ ابو عمرو جو کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام تھے، فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو بازار میں دیکھا کہ انہوں شامی کپڑا خریدا تو اس میں دیکھا کہ سرخ دھاگا ہے تو اسے واپس کر دیا۔ پس میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور اس کا ان سے تذکرہ کیا، وہ اپنی باندی سے کہنے لگیں: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارک لا کر دو، اس نے ایک طیالسی کپڑے کا جبہ نکالا جس کے گریبان اور دونوں آستینوں میں ریشم لگا ہوا تھا اور اس کے آگے پیچھے کی طرف بھی ریشم تھا۔عَبْدُ اللَّهِ أَبُو عُمَرَ، مَوْلَى أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ فِي السُّوقِ اشْتَرَى ثَوْبًا شَأْمِيًّا، فَرَأَى فِيهِ خَيْطًا أَحْمَرَ فَرَدَّهُ، فَأَتَيْتُ أَسْمَاءَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهَا فَقَالَتْ: يَا جَارِيَةُ نَاوِلِينِي جُبَّةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:فَأَخْرَجَتْ جُبَّةَ طَيَالِسَةٍ مَكْفُوفَةَ الْجَيْبِ، وَالْكُمَّيْنِ، وَالْفَرْجَيْنِ بِالدِّيبَاجِ۔(ابوداود:4054)

کپڑوں کے علاوہ دوسری چیزوں میں ریشم کا اِستعمال:

جس طرح ریشم کے کپڑوں کا پہننا جائز نہیں اسی طرح اس کا اوڑھنا، بچھونا، تکیہ، بستر پردے وغیرہ بنانا بھی جائز نہیں، اور یہ مُمانعت لِباس کی طرح صرف مَردوں کے لئے نہیں، عورتوں کے لئے بھی ہے، جیسا کہ عورتوں کے لئے سونا جائز قرار دیا گیا ہے، لیکن اُن کے لئے بھی سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال مَردوں کی طرح جائز نہیں ہے۔

1. نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سونے چاندی کے برتنوں میں پینے اور کھانے سے منع فرمایا ہے اور ریشم کے کپڑے پہننے اور اُن پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔نَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَشْرَبَ فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالفِضَّةِ، وَأَنْ نَأْكُلَ فِيهَا، وَعَنْ لُبْسِ الحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ، وَأَنْ نَجْلِسَ عَلَيْهِ۔(بخاری:5837)
2. حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی زین پوشی پر سوار ہونے سے منع فرمایا۔عَنْ البَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ:نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ رُكُوبِ المَيَاثِرِ۔(ترمذی:1760)
3. حضرت رضی اللہ عنہ کے پاس ایک گھوڑا لایا گیا، اُس کے اوپر ریشم کے کپڑے کی زین تھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب رِکاب میں پاؤں رکھ کر زین کو پکڑا تو اُن کا ہاتھ پھسل گیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یہ کیا چیز ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ ریشمی کپڑا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قسم کھالی فرمایا: اللہ کی قسم! میں اس پر سوار نہیں ہوں گا۔عَنْ

عَمْرٍو، أَنَّ عَلِيًّا أُتِيَ بِبِرْذَوْنٍ عَلَيْهِ صِفَةُ دِيبَاجٍ، فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الرِّكَابِ وَأَخَذَ بِالسَّرْجِ زَلَّتْ يَدَهُ عَنْهُ فَقَالَ:مَا هَذَا؟ قَالُوا: دِيبَاجٌ قَالَ:وَاللهِ لَا أَرْكَبُهُ۔(شعب الایمان:5687)

ریشم پہننے کی وعیدیں:

1. نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: جس نے دنیا میں ریشم کا لباس پہنا وہ آخرت میں ریشم نہیں پہنے گا۔مَنْ لَبِسَ الحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الآخِرَةِ۔(بخاری:5833)
2. نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: بیشک یہ (ریشم) وہ پہنتا ہے جس کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں ہوتا۔إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ۔(ابوداؤد:4040)(بخاری:5835)
3. نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: میری امت میں ایسی اقوام ہوں گی جو خز اور ریشم کو حلال کرلیں گے اور پھر ان میں سے بعض بندر اور خنزیر کی شکل میں مسخ ہوجائیں گے قیامت تک۔لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّونَ الْخَزَّ، وَالْحَرِيرَ، وَذَكَرَ كَلَامًا، قَالَ:يُمْسَخُ مِنْهُمْ آخَرُونَ قِرَدَةً وَخَنَازِيرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔(ابوداؤد:4039)
4. حضرت جُویریہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتی ہیں کہ جس نے دنیا میں ریشم کا کپڑا پہنا اللہ تعالیٰ اُسے ذلّت و رُسوائی یا آگ کا لباس پہنائیں گے۔مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ حَرِيرٍ فِي الدُّنْيَا أَلْبَسَهُ اللهُ تَعَالَى ثَوْبَ مَذَلَّةٍ، أَوْ ثَوْبًا مِنْ نَارٍ۔(مسند احمد:27423)

ریشم کے کپڑوں کا لین دین جائز ہے:

ریشم کا کپڑا اپنی ذات کے اعتبار سے کوئی نجس نہیں، پس اُسے چھونا، خریدنا، فروخت کرنا، کسی کو ہبہ یا ہدیہ کرنا جائز ہے، چنانچہ نبی کریم ﷺ سے ریشم کا کپڑا ہدیہ کرنے کے واقعات ملتے ہیں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے ایک ریشمی جوڑا مسجد کے دروازہ پر فروخت ہوتا ہوا دیکھا تو فرمایا کہ یا رسول اللہ! کاش آپ یہ خرید لیتے اور اسے جمعہ کے روز اور وفود سے ملاقات کے وقت پہنتے جب وہ آپ کے پاس آئیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک یہ (ریشم) وہ پہنتا ہے جس کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں ہوتا، پھر حضور اکرم ﷺ کے پاس اسی قسم کے چند جوڑے

آئے تو ان میں سے ایک آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دے دیا ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا : یارسول اللہ ! آپ یہ مجھے پہنا رہے ہیں اور بیشک آپ عطارد (نامی شخص) کے جوڑے کے بارے میں کہہ چکے ہیں (کہ وہ شخص اسے پہنے گا جس کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تمہیں یہ اس لیے نہیں دیا کہ اسے تم پہنو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے وہ جوڑا اپنے ایک بھائی کو جو مشرک تھا، پہنا دیا۔عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، رَأَى حُلَّةَ سِيَرَاءَ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ تُبَاعُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوِ اشْتَرَيْتَ هَذِهِ فَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَلِلْوَفْدِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ»، ثُمَّ جَاءَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا حُلَلٌ فَأَعْطَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مِنْهَا حُلَّةً فَقَالَ: عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَسَوْتَنِيهَا وَقَدْ قُلْتَ فِي حُلَّةِ عُطَارِدَ مَا قُلْتَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:«إِنِّي لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا» فَكَسَاهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَخًا لَهُ مُشْرِكًا بِمَكَّةَ۔(ابوداؤد:4040)

حضرت علی کرّم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ریشمی کپڑے کا جوڑا ہدیہ کیا گیا ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کپڑا مجھے دیدیا، میں نے اسے پہن لیا، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو میں نے آپ کے چہرہ مبارک پر غصہ کے اثرات دیکھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : میں نے یہ تمہارے پاس اس لیے نہیں بھیجا کہ تم اسے پہن لو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا تو میں نے وہ کپڑا اپنی عورتوں میں تقسیم کر دیا۔عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أُهْدِيَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةُ سِيَرَاءَ فَأَرْسَلَ بِهَا إِلَيَّ فَلَبِسْتُهَا، فَأَتَيْتُهُ فَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ وَقَالَ:إِنِّي لَمْ أُرْسِلْ بِهَا إِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا، وَأَمَرَنِي فَأَطَرْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي۔(ابوداؤد:4043)

تسبیح میں ریشم کی ڈور ڈالنا:

تسبیح میں ریشم کا دھاگہ استعمال کرنا جائز ہے،اِس لئے کہ مَردوں کے لئے ریشم کی حرمت پہننے میں ہے اور یہ پہننا نہیں کہلاتا اِس لئے کوئی حرج نہیں۔(امداد الاحکام:4/341)

ریشم کا اِزار بند اور رومال استعمال کرنا:

ازار بند میں بھی ریشم کے استعمال کی تفصیل وہی ہوگی جو ریشمی کپڑے کی ہے، یعنی خالص ریشمی ازار بند یا ایسا ازار بند جس کا "بانا" ریشمی ہو، مَرد کے لئے ناجائز ہے، ہاں! اگر "تانا" ریشمی ہو اور بانا سوت وغیرہ کا ہوتا جائز ہے۔وَتُكْرَهُ التِّكَّةُ مِنْهُ أَيْ مِنْ الدِّيبَاجِ هُوَ الصَّحِيحُ۔(الدر المختار:6/353)

ریشمی رومال استعمال کرنا بھی درست نہیں۔وَبِهِ عُلِمَ أَنَّهُ لَا يَصِحُّ أَنْ يُرَادَ بِالْخِرْقَةِ مَا يَشْمَلُ الْحَرِيرَ وَبِهِ صَرَّحَ بَعْضُهُمْ۔(الدر المختار مع الرد:6/363)

تیسری صورت: سرخ کپڑے پہننا:

مَردوں کے لئے سُرخ کپڑے کا حکم:

مَردوں کے لئے خالص سُرخ کپڑا پہننا مکروہ تنزیہی ہے۔اور اگر خالص سُرخ کپڑا نہ ہو بلکہ اس میں سرخ دھاریاں یا بیل بوٹے سُرخ ہوں تو بلا کراہت جائز ہے، ایسے لِباس کا نبی کریم ﷺ سے پہننا ثابت ہے۔(امداد المفتین:811)لَا بَأْسَ بِلُبْسِ الثَّوْبِ الْأَحْمَرِ اهــ.وَمفَادُهُ أَنَّ الْكَرَاهَةَ تَنْزِيهِيَّةٌ۔(الدر المختار:6/358)

تیز سُرخ رنگ پہننا مَردوں کے لئے مکروہ تنزیہی ہے اور ہلکا سُرخ رنگ ہو یا سیاہی مائل سُرخی یعنی براؤن رنگ کا کپڑا پہننا بلا کراہت جائز ہے۔(تحفۃ الالمعی:5/58) گہرا سُرخ رنگ پہننا مکروہ تنزیہی ہے، البتہ ہلکے سُرخ رنگ کا کپڑا یا ایسا کپڑا جس میں سُرخ دھاریاں ہوں، بلا کراہت جائز ہے۔(کشف الباری، کتاب اللباس:209)

خلاصہ: (1)......... گہرا خالص سُرخ کپڑا جس میں کوئی اور رنگ نہ ہو اُس کا پہننا مکروہ تنزیہی ہے۔

(2)......... ہلکا سُرخ رنگ کا کپڑا پہننا جائز ہے۔

(3)......... دھاری دار سُرخ رنگ کا کپڑا پہننا جائز ہے۔

(4)......... سیاہی مائل سُرخی یعنی براؤن رنگ کا کپڑا پہننا جائز ہے۔

دھاری دار سُرخ کپڑے پہننا جائز ہے:

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کسی لمبے بالوں والے شخص کو سرخ جوڑا پہنے ہوئے نبی کریم ﷺ سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا آپ ﷺ کے بال مبارک شانوں تک تھے اور شانے چوڑے تھے اور آپ ﷺ کا قد نہ چھوٹا تھا اور نہ لمبا تھا۔مَا رَأَيْتُ مِنْ ذِي لِمَّةٍ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ أَحْسَنَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَهُ شَعْرٌ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ، بَعِيدُ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ لَمْ يَكُنْ بِالقَصِيرِ وَلَا بِالطَّوِيلِ۔(ترمذی:1724)

فائدہ :......نبی کریم ﷺ سے سُرخ کپڑے پہننا ثابت ہیں، جیسا کہ روایات میں " حُلَّة حَمْرَاء " یعنی سُرخ جوڑے کا لفظ آتا ہے۔ لیکن اُس سے مراد خالص سُرخ کپڑے نہیں بلکہ دھاری دار سرخ کپڑے مراد ہیں، اِس لئے کہ وہ یمنی چادریں تھیں اور یمنی چادریں سُرخ دھاری دار ہوتی تھیں، لہٰذا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ نے ایک چیز سے منع کیا ہو اور خود آپ ﷺ ہی نے وہ لباس اپنایا ہو۔(زاد المعاد:1/132 تا 134)

مَردوں کے لئے سرخ کپڑوں کی ممانعت:

حضرت عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص گزرا اس کے اوپر دو سرخ کپڑے تھے، اس نے سلام کیا تو حضور ﷺ نے سلام کا جواب نہیں دیا۔عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ:مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَحْمَرَانِ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔(ابوداؤد:4069)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: شیطان سُرخی کو پسند کرتا ہے، لہٰذا کپڑوں میں سُرخی سے بچو اور ہر شہرت والے لِباس سے اجتناب کرو۔عَنْ رَافِعِ بْنِ يَزِيدَ الثَّقَفِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ الشَّيْطَانَ يُحِبُّ الْحُمْرَةَ فَإِيَّاكُمْ وَالْحُمْرَةَ وَكُلَّ ثَوْبٍ ذِي شُهْرَةٍ۔(شعب الایمان:5915)

نبی کریم ﷺ نے ہمیں سُرخ زین پوشی اور قَسّی کے کپڑے پہننے سے منع فرمایا۔نَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ المَيَاثِرِ الحُمْرِ وَالقَسِّيِّ۔(بخاری:5838)

عورتوں کے لئے سُرخ کپڑوں کا جواز:

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک گھاٹی سے نیچے اترے تو حضور اکرم ﷺ نے میری طرف التفات فرمایا، میرے اوپر ایک موٹی چادر تھی جو زرد رنگ میں رنگی ہوئی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کیسی چادر ہے تمہارے اوپر...؟۔ میں نے آپ کی ناگواری کو پہچان لیا۔ میں اپنے گھر والوں کے پاس آیا تو وہ تندور کو آگ سے بھڑکا رہے تھے پس میں نے وہ چادر اس میں پھینک دی پھر میں اگلے روز حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: اے عبد اللہ! تم نے اس چادر کا کیا کیا؟ میں نے حضور ﷺ کو اس کے بارے میں خبر دی، آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے اپنے گھر والوں میں سے کسی کو کیوں نہیں پہنا دی۔ کیونکہ عورتوں کو اس کے پہننے میں کوئی حرج نہیں۔عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: هَبَطْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ثَنِيَّةٍ، فَالْتَفَتَ إِلَيَّ وَعَلَيَّ رَيْطَةٌ مُضَرَّجَةٌ بِالْعُصْفُرِ، فَقَالَ: «مَا هَذِهِ الرَّيْطَةُ عَلَيْكَ؟» فَعَرَفْتُ مَا كَرِهَ، فَأَتَيْتُ أَهْلِي وَهُمْ يَسْجُرُونَ تَنُّورًا لَهُمْ، فَقَذَفْتُهَا فِيهِ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ مِنَ الْغَدِ، فَقَالَ: «يَا عَبْدَ اللَّهِ، مَا فَعَلَتِ الرَّيْطَةُ؟» فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: أَلَا كَسَوْتَهَا بَعْضَ أَهْلِكَ، فَإِنَّهُ لَا بَأْسَ بِهِ لِلنِّسَاءِ۔(ابوداؤد:4066)

چوتھی صورت: عُصفر، زعفران اور ورس میں رنگا ہوا کپڑا پہننا:

عُصفُر، زَعفَران اور وَرس کا مطلب:

- عُصفُر: ایک خاص قسم کے زرد رنگ کا پودا ہے جس کے ذریعہ کپڑے رنگے جاتے تھے۔(تکملہ فتح الملہم:4/113)
- وَرس: تِل کی طرح کی ایک خاص قسم کی گھاس، جس سے رنگائی کا کام لیا جاتا ہے۔(مصباح اللغات)(تاج العروس)
- زَعفَران: ایک قسم کا نہایت خوشبودار زرد رنگ کا پھول۔(فیروز اللغات)

عُصفُر، زَعفَران اور وَرس میں رنگے ہوئے کپڑے پہننے کا حکم:

ایسا کپڑا جو عُصفُر، زعفران یا وَرس میں رنگ دیا جائے اُس کو" مُعَصْفَر، مُزَعْفَر، مُوَرَّس " کہا جاتا ہے۔اِن کپڑوں کا مردوں کے لئے پہننا مکروہ ہے، عورتیں پہن سکتی ہیں۔وَيُكْرَهُ لِلرَّجُلِ أَنْ يَلْبَسَ الثَّوْبَ الْمَصْبُوغَ بِالْعُصْفُرِ وَالزَّعْفَرَانِ وَالْوَرْسِ۔(عالمگیری:5/332)يُكْرَهُ لِلرِّجَالِ لُبْسُ الْمُعَصْفَرِ وَالْمُزَعْفَرِ وَالْمُوَرَّسِ وَالْمُحَمَّرِ۔(ردّالمحتار:6/358)

ثوبِ مُعَصفَر کی ممانعت:

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے دو مُعصفر کپڑوں میں دیکھا تو ارشاد فرمایا: یہ تو کافروں کے کپڑے ہیں، انہیں مت پہنو۔رَأَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ ثَوْبَيْنِ مُعَصْفَرَيْنِ، فَقَالَ:إِنَّ هَذِهِ مِنْ ثِيَابِ الْكُفَّارِ فَلَا تَلْبَسْهُمَا۔(مسلم:2077)

حضرت عبد اللہ بن عَمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے مجھے دو رنگے ہوئے کپڑے پہنے دیکھا تو (ناگواری کے ساتھ) ارشاد فرمایا: کیا تمہاری والدہ نے اِس کے پہننے کا حکم دیا ہے؟ میں نے کہا: میں اس کو دھولیتا ہوں، آپ نے فرمایا نہیں، اس کو جَلادو۔رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ ثَوْبَيْنِ مُعَصْفَرَيْنِ، فَقَالَ: «أَأُمُّكَ أَمَرَتْكَ بِهَذَا؟» قُلْتُ: أَغْسِلُهُمَا، قَالَ: بَلْ أَحْرِقْهُمَا۔(مسلم:2077)

حضرت علی کرّم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے قَسی کے کپڑے، عُصفُر میں رنگے ہوئے کپڑے، سونے کی انگوٹھی اور رکوع میں تلاوت کرنے سے منع فرمایا۔نَهَى عَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ، وَالْمُعَصْفَرِ، وَعَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ، وَعَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي الرُّكُوعِ۔(مسلم:2078)

حضرت علی کرّم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے علی! میں تمہارے لئے وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں، تم قَسی کے کپڑے، عُصفُر کے رنگے ہوئے کپڑے مت پہننا، سُرخ زین پوش پر مت سوار ہونا اِس لئے کہ وہ شیطان کی سواریاں ہیں۔عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَا عَلِيُّ، إِنِّي أُحِبُّ

لَكَ مَا أُحِبُّ لِنفْسِي، وَأَكْرَهُ لَكَ مَا أَكْرَهُ لِنفْسِي، لَا تَلْبَسِ الْقَسِّيَّ، وَلَا الْمُعَصْفَرَ، وَلَا تَرْكَبْ عَلَى الْمَيَاثِرِ الْحُمْرِ، فَإِنَّهَا مَرَاكِبُ الشَّيْطَانِ۔(مصنّف عبد الرّزاق:2836)

ثوبِ مُزَعفَر کی ممانعت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدن یا کپڑوں میں زَعفَران لگانے سے منع فرمایا۔عَنْ أَنَسٍ، قَالَ:نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ۔(بخاری:5846)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مُحرِم کو ایسے کپڑے پہننے سے منع فرمایا جو "وَرس" یا "زَعفَران" سے رنگا گیا ہو۔نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَلْبَسَ المُحْرِمُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا بِوَرْسٍ أَوْ بِزَعْفَرَانٍ۔(بخاری:5847)

فائدہ:..........اِس حدیث سے اگرچہ صرف مُحرِم کے لئے "مُزَعفَر" کپڑوں کی ممانعت معلوم ہوتی ہے جیسا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ہے، لیکن حضرات ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم نے اس کی ممانعت کو عام قرار دیا ہے، چنانچہ اُن کے نزدیک مُحرِم اور غیر مُحرِم دونوں ہی کے لئے "مُزَعفَر" کپڑے پہننا جائز نہیں۔ہاں عورت پہن سکتی ہے۔(عُمدۃ القاری:22/22)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں اپنے گھر والوں کے پاس آیا میرے دونوں ہاتھ پھٹ چکے تھے، تو گھر والوں نے زعفران کا خلوق (خوشبو) میرے لگا دیا۔ صبح کو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا میں نے آپ کو سلام کیا، آپ نے جواب نہیں دیا اور نہ ہی مجھے مرحبا کہا اور فرمایا کہ جاؤ اور اس خوشبو کو دھو کر اپنے سے دور کر کے آؤ۔ میں گیا اور میں نے اسے دھو دیا پھر واپس آیا اس حال میں کہ اس کا ایک دھبہ مجھ پر باقی رہ گیا تھا، میں نے سلام کیا تو لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہیں دیا اور نہ ہی مرحبا کہا اور فرمایا کہ جاؤ اور اسے دھو ڈالو، میں گیا اور اسے دھو دیا ، پھر واپس آیا اور سلام کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا اور مرحبا کہا اور فرمایا : فرشتے کافر کے جنازے پر خیر اور بھلائی لے کر نہیں آتے اور نہ ہی زعفران میں لتھڑے ہوئے شخص کے پاس اور نہ ہی جنبی شخص کے پاس خیر لے کر آتے ہیں اور آپ نے جو جنبی کو کھانے پینے اور سونے کی اجازت دی ہے اس بات کی اجازت دی کہ وضو کر کے یہ کام کر سکتا ہے۔عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى أَهْلِي لَيْلًا وَقَدْ تَشَقَّقَتْ يَدَايَ، فَخَلَّقُونِي بِزَعْفَرَانٍ، فَغَدَوْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ، وَلَمْ يُرَحِّبْ بِي، وَقَالَ: «اذْهَبْ فَاغْسِلْ هَذَا عَنْكَ»، فَذَهَبْتُ فَغَسَلْتُهُ، ثُمَّ جِئْتُ وَقَدْ بَقِيَ عَلَيَّ مِنْهُ رَدْعٌ، فَسَلَّمْتُ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ، وَلَمْ يُرَحِّبْ بِي، وَقَالَ: «اذْهَبْ فَاغْسِلْ هَذَا عَنْكَ»، فَذَهَبْتُ فَغَسَلْتُهُ، ثُمَّ جِئْتُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيَّ، وَرَحَّبَ بِي، وَقَالَ: «إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَحْضُرُ جَنَازَةَ الْكَافِرِ بِخَيْرٍ، وَلَا الْمُتَضَمِّخَ بِالزَّعْفَرَانِ، وَلَا الْجُنُبَ»، قَالَ: وَرَخَّصَ لِلْجُنُبِ إِذَا نَامَ، أَوْ أَكَلَ، أَوْ شَرِبَ، أَنْ يَتَوَضَّأَ.(ابوداؤد:4176)

عورتوں کے لئے مُعَصفَر اور مُزَعفَر کپڑوں کا جَواز:

1. حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے مجھے اس حال میں دیکھا جبکہ مجھ پر زرد رنگ کا کپڑا تھا ہلکا گلابی مائل۔ حضور نے فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ مجھے آپ کے سوال سے ناگواری کا احساس ہوگیا، پس میں فوراً گیا اور اسے جلا دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اس کپڑے کا کیا کیا؟ میں نے عرض کیا: جلا دیا ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے اسے اپنے گھر والوں میں سے کسی کو کیوں نہیں پہنا دیا، اِس لئے کہ عورتوں کے لئے اس کپڑے میں کوئی حرج نہیں۔عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ:رَآنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيَّ ثَوْبٌ مَصْبُوغٌ بِعُصْفُرٍ مُوَرَّدًا، فَقَالَ:مَا هَذَا؟ فَعَرَفْتُ مَا كَرِهَ، فَانْطَلَقْتُ، فَأَحْرَقْتُهُ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا صَنَعْتَ بِثَوْبِكَ؟ قُلْتُ: أَحْرَقْتُهُ. قَالَ:أَفَلَا كَسَوْتَهُ بَعْضَ أَهْلِكَ؟ ؛ فَإِنَّهُ لَا بَأْسَ بِهِ لِلنِّسَاءِ.(مشکوۃ مع المرقاۃ:7/2789)(ابوداؤد:4176)

2. حضرت عمرو بن شعیب، اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک گھاٹی سے نیچے اترے، آپ ﷺ میری جانب متوجّہ ہوئے، میرے اوپر ایک موٹی چادر تھی جو زرد رنگ میں رنگی ہوئی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کیا چادر ہے تمہارے اوپر؟۔ میں نے آپ ﷺ کی ناگواری کو محسوس کرلیا، چنانچہ میں فوراً اپنے گھر والوں کے پاس آیا تو دیکھا کہ وہ تندور کو آگ سے بھڑکا رہے تھے، میں نے وہ چادر اس میں پھینک دی ۔ اگلے روز حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اے عبد اللہ! تم نے اس چادر کا کیا کیا؟ میں نے حضور ﷺ کو اس کے جلا دینے کے بارے میں بتادیا، آپ نے سُن کر فرمایا: تم نے وہ چادر اپنے گھر والوں میں سے

کسی کو کیوں نہیں پہنادی۔ کیونکہ عورتوں کو اس کے پہننے میں کوئی حرج نہیں۔عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: هَبَطْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ثَنِيَّةٍ، فَالْتَفَتَ إِلَيَّ وَعَلَيَّ رَيْطَةٌ مُضَرَّجَةٌ بِالْعُصْفُرِ، فَقَالَ: «مَا هَذِهِ الرَّيْطَةُ عَلَيْكَ؟» فَعَرَفْتُ مَا كَرِهَ، فَأَتَيْتُ أَهْلِي وَهُمْ يَسْجُرُونَ تَنُّورًا لَهُمْ، فَقَذَفْتُهَا فِيهِ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ مِنَ الْغَدِ، فَقَالَ:يَا عَبْدَ اللَّهِ، مَا فَعَلَتِ الرَّيْطَةُ؟ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ:أَلَا كَسَوْتَهَا بَعْضَ أَهْلِكَ، فَإِنَّهُ لَا بَأْسَ بِهِ لِلنِّسَاءِ۔(ابوداؤد:4066)

3. حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ عورتوں کو احرام کی حالت میں دستانے ،نقاب ،ورس اور زعفران میں رنگے ہوئے کپڑے پہننے سے منع کیا گیا ہے ،اُس کے بعد جس رنگ کے کپڑے بھی پہننا چاہیں پہن سکتی ہیں ،خواہ مُعصفر پہنیں یا ریشم پہنیں یا زیور والے کپڑے پہنیں ،شلوار ،قمیص موزے جو بھی پہننا چاہیں پہن سکتی ہیں۔ يَنْهَى النِّسَاءَ فِي إِحْرَامِهِنَّ عَنِ الْقُفَّازَيْنِ، وَالنِّقَابِ، وَمَا مَسَّ الْوَرْسُ، وَالزَّعْفَرَانُ مِنَ الثِّيَابِ، وَلْتَلْبَسْ بَعْدَ ذَاكَ مَا أَحَبَّتْ مِنْ أَلْوَانِ الثِّيَابِ مِنْ مُعَصْفَرٍ، أَوْ خَزٍّ، أَوْ حُلِيٍّ، أَوْ سَرَاوِيلَ، أَوْ خُفٍّ، أَوْ قَمِيصٍ۔(مستدرکِ حاکم:1788)

پانچویں صورت: کپڑوں میں مشابہت اِختیار کرنا :

تشبّہ کا مطلب:

تشبّہ لغت میں زبردستی کسی کے جیسا بننے اور اُس کی مُماثلت اختیار کرنے کو کہتے ہیں۔

اور اِصطلاح میں اس کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں:

1. اپنی حقیقت، صورت اور وجود کو چھوڑ کر دوسری قوم کی حقیقت، صورت اور وجود میں مُدغم ہوجانا تشبّہ کہلاتا ہے۔
2. اپنی ہستی کو دوسرے کی ہستی میں فنا کردینے کو تشبّہ کہا جاتا ہے۔
3. اپنی ہیئت اور وضع کو تبدیل کرکے دوسری قوم کی وضع اور ہیئت اختیار کرلینا تشبّہ کہلاتا ہے،

4. اپنی شانِ امتیازی کو چھوڑ کر دوسری قوم کی شانِ امتیازی کو اختیار کر لینا تشبّہ کہلاتا ہے۔

5. اپنی اور اپنوں کی صورت و سیرت کو چھوڑ کر غیروں اور پرائیوں کی صورت اور سیرت کو اپنا لینا تشبّہ کہلاتا ہے۔

(سیرت المصطفیٰ کاندھلویؒ:3/398)

تشبّہ بالکفّار کا حکم:

تشبّہ کی کئی صورتیں ہیں، اور صورتوں کے مختلف ہونے سے احکام بھی مختلف ہوتے ہیں:

- **کفر:** عقائد و عبادات میں تشبّہ اختیار کرنا کفر ہے۔ جیسے: کافرانہ عقائد و نظریات اختیار کر لیے جائیں یا اُن جیسی عبادت مثلاً بتوں کو سجدہ وغیرہ کیا جائے، اِس سے انسان بلاشبہ کافر ہو جاتا ہے۔
- **حرام:** مذھبی رسومات میں تشبّہ اختیار کرنا حرام ہے۔ جیسے: نصاریٰ کی طرح صلیب لٹکانا، ہندوؤں کی طرح زنّار باندھنا، پیشانی پر قشقہ لگانا، یہ سب حرام ہیں، اور کفر کا اندیشہ ہے، کیونکہ علی الاعلان ان شعائر کا اختیار کرنا کفر پر راضی ہونے کی دلیل ہے۔
- **مکروہ:** عادات و معاشرت اور قومی شعار میں تشبّہ اختیار کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ جیسے: کسی قوم کا وہ مخصوص لِباس استعمال کرنا جو خاص اُنہی کی طرف منسوب ہو اور اس کا استعمال کرنے والا اُنہی کا ایک فرد سمجھا جانے لگے جیسے ہندوانہ دھوتی، جوگیانہ جوتی یہ سب ناجائز اور ممنوع ہیں۔ بالخصوص جبکہ بطور تفاخر یا کافروں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے کی نیت سے کیا جائے تو اور بھی زیادہ گناہ ہے۔ اِسی طرح کافروں کی زبان، اُن کا لب و لہجہ اور طرزِ کلام کو بھی اگر مشابہت کی نیت سے اختیار کیا جائے تو یہ بھی بلاشبہ ممنوع ہوگا، ہاں! اگر زبان سیکھنے سے مقصود مشابہت اختیار کرنا نہ ہو بلکہ صرف زبان سیکھنے کی نیت ہو تاکہ اُن کی گفتگو، بول چال وغیرہ کو سمجھا جاسکے، تجارتی اور دیگر مصالح اور فوائد حاصل کیے جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔

مُباح: ایجادات، انتظامات، اسلحہ اور سامانِ جنگ میں تشبّہ اختیار کرنا جائز ہے۔ جیسے توپ، بندوق، ہوائی جہاز اور جدید اشیاء کو اختیار کرنا، یہ سب جائز ہیں، اور حقیقت میں ان کے اندر "تشبّہ" پایا بھی نہیں جاتا، یہ تو قدرت کی دی ہوئی نعمتوں کا استعمال ہے۔(سیرت المصطفیٰ کاندھلویؒ:3/399،400)

لِباس میں تشبّہ کی اقسام اور اُن کا حکم :

لِباس میں تین طرح کے تشبّہ سے منع کیا گیا ہے:

1. تشبّہ بالکفار: کافروں کی مشابہت اختیار نہ کی جائے۔
2. تشبّہ بالفسّاق: فسّاق وفجّار اللہ کے نافرمان بندوں کی مشابہت اختیار نہ کی جائے۔
3. تشبّہ بالجنس المُخالف: جنسِ مخالف کی مشابہت سے احتراز کیا جائے۔یعنی مرد کے لئے عورت کے لباس کی اور اسی طرح عورت کے لئے مردوں کے لباس کی مشابہت اختیار کرنا جائز نہیں۔

تشبّہ بالکفار کی ممانعت :

شکل وصورت، لِباس وپوشاک، رہن سہن، چال چلن، سیرت وگفتار اور وضع قطع میں کافرانہ ومُشرکانہ روِش کو اپنانا اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے طرزِ زندگی کو اختیار کرنا شرعاً ممنوع اور ناجائز تو ہے ہی، دینی غیرت وحمیّت کے بھی سراسر خلاف ہے ایک عاشق اور مُحبِّ صادق کو یہ بات کیسے گوارہ ہوسکتی ہے کہ وہ اللہ اور اُس کے رسول کا نام لیوا بن کر اُنہی کے دشمنوں اور نہ ماننے والوں کی نقالی اور اُن کے نقشِ قدم کو اپنی کامیابی کی معراج سمجھے...!!۔ سچی بات تو یہ ہے کہ جو کلمہ پڑھ کر بھی اللہ اور اُس کے رسول کے باغیوں کی مشابہت اختیار کرے اُس کو اللہ اور اُس کے رسول سے کوئی محبت وپیار نہیں، کیونکہ اگر اُس کے دل میں ذرا سی بھی محبت ہوتی تو کبھی اپنے محبوب کی زندگی سے بغاوت کرنے والوں کی راہ کو نہ اپناتا۔

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدّن میں ہنود ——— یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائے یہود(اِقبال)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:﴿وَلا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ﴾۔(ھود:113)اور (مسلمانو!)ان ظالم لوگوں کی طرف ذرا بھی نہ جھکنا، کبھی دوزخ کی آگ تمہیں بھی آ پکڑے۔(آسان ترجمہ قرآن)

علّامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "رکون" ادنیٰ درجہ کے مائل ہونے کو کہتے ہیں، لہٰذا آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ اُن کافروں کی طرف ذرہ برابر بھی مائل نہ ہو، جیسا کہ اُن جیسا لِباس و پوشاک اختیار کرنا۔ولا تميلوا إليهم أدنى ميل فإن الركون هو الميل اليسير كالتزيي بزيهم۔(تفسیر البیضاوی:3/151)

کفار و مشرکین کی مخالفت کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اِرشادات:

1. مُشرکین کی مُخالفَت کرو۔خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ۔(بخاری:5892)
2. یہود و نصاریٰ کی مشابہت اختیار مت کرو۔لَا تَشَبَّهُوا بِالیَهُودِ وَلَا بِالنَّصَارَى۔(ترمذی:2695)
3. مَجوسیوں کی مُخالفت کرو۔خَالِفُوا الْمَجُوسَ۔(مسلم:260)
4. یہودیوں کی مُشابہت اختیار مت کرو۔وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ۔(سنن کبریٰ للبیہقی:14823)

کفار و مشرکین کی مخالفت کی مثالیں:

بہت سی حدیثوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار و مشرکین کی مخالفت کا حکم دیا ہے اور اُن کی مُخالفت کرنے کی تلقین فرمائی ہے، حتی کہ عبادات میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کی مشابہت کو برداشت نہیں کیا، شریعت میں اس کی کئی مثالیں ہیں، یہاں چند مثالیں ذکر کی جارہی ہیں، جن سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ تشبّہ بالکفار کِس قدر قبیح اور ناپسندیدہ فعل ہے:

1. **لِباس میں مُخالفت:** حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مَروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو "عُصفُر" سے رنگے ہوئے دو کپڑے پہنے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: بے شک یہ کافروں کے کپڑے ہیں، انہیں مت پہنو۔عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنُ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى عَلَيْهِ ثَوْبَيْنِ مُعَصْفَرَيْنِ فَقَالَ:إِنَّ هَذِهِ ثِيَابُ الْكُفَّارِ فَلَا تَلْبَسْهَا۔(مستدرکِ حاکم:7398)

2. **ڈاڑھی مونچھ میں مخالفت:** نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: مشرکین کی مخالفت کرو، ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کاٹو۔خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ: وَفِّرُوا اللِّحَى، وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ۔(بخاری:5892)**نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: مونچھیں کاٹو اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ، مجوسیوں کی مخالفت کرو** ۔جُزُّوا الشَّوَارِبَ، وَأَرْخُوا اللِّحَى خَالِفُوا الْمَجُوسَ۔(مسلم:260)

3. **خضاب لگانے میں مخالفت** : نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: بالوں کی سفیدی کو خضاب کے ذریعہ تبدیل کرواور **یہودیوں کی مشابہت اختیار مت کرو، البتہ کالے خضاب سے اجتناب کرو۔**غَيِّرُوا الشَّيْبَ وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ۔(سنن کبریٰ للبیہقی:14823)

4. **طلوعِ شمس اور غروبِ شمس کے وقت سجدہ کرنے میں مخالفت** : نبی کریم ﷺ نے کافروں کے ساتھ عبادت میں بھی مشابہت اختیار کرنے کی ممانعت فرمائی ہے، چنانچہ طلوعِ شمس اور غروبِ شمس کے وقت نماز پڑھنے کی ممانعت کی وجہ بھی یہی ہے کہ کافر اس وقت سورج کو سجدہ کرتے ہیں لہٰذا مسلمانوں کو اس وقت سجدہ کرنے سے بچنا چاہیئے، **حدیث ملاحظہ ہو:**صَلِّ صَلَاةَ الصُّبْحِ، ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَتَّى تَرْتَفِعَ، فَإِنَّهَا تَطْلُعُ حِينَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ، وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ، ثُمَّ صَلِّ فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ حَتَّى يَسْتَقِلَّ الظِّلُّ بِالرُّمْحِ، ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ، فَإِنَّ حِينَئِذٍ تُسْجَرُ جَهَنَّمُ، فَإِذَا أَقْبَلَ الْفَيْءُ فَصَلِّ، فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ حَتَّى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ، ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَإِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ، وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ۔(مسلم:832)

5. **رمضان سے ایک دو دن پہلے روزہ رکھنے میں مخالفت** :شعبان کے آخر میں رمضان المبارک سے ایک دو دن پہلے روزہ رکھنے سے منع کیا گیا ہے اور اس کی ممانعت کی وجہ بھی کفار کے ساتھ مشابہت ہے، کیونکہ وہ بھی اپنے مقررہ روزوں سے زیادہ پہلے ہی سے روزہ رکھنا شروع کر دیتے تھے۔لاَ يَتَقَدَّمَنَّ أَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْمَهُ، فَلْيَصُمْ ذَلِكَ اليَوْمَ۔(بخاری:1914)وَإِنَّمَا نَهَى عَنْهُ حَذَرًا مِنَ التَّشَبُّهِ بِأَهْلِ الْكِتَابِ۔(مرقاۃ:4/1375)

6. **عاشوراء کے دن روزہ رکھنے میں مخالفت**: نبی کریم ﷺ نے جب عاشوراء کے دن روزہ رکھا اور لوگوں کو اس کی تلقین فرمائی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اس دن کو تو یہود و نصاریٰ بھی عظیم سمجھتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:فَإِذَا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ إِنْ شَاءَ اللهُ صُمْنَا الْيَوْمَ التَّاسِعَ۔ آیندہ سال ہم نویں تاریخ کا بھی روزہ رکھیں گے۔(مسلم :1134)ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:صُومُوا يَوْمَ عَاشُورَاءَ، وَخَالِفُوا فِيهِ الْيَهُودَ صُومُوا قَبْلَهُ يَوْمًا وَبَعْدَهُ يَوْمًا۔عاشوراء کے دن روزہ رکھو اور اس میں یہودیوں کی مخالفت کرو، یعنی اس سے ایک دن پہلے یا بعد میں روزہ رکھا کرو۔(شعب الایمان:3511)

7. **نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنے میں مخالفت**: نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنا مکروہ ہے، حدیث میں اس سے منع کیا گیا ہے۔نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ مُخْتَصِرًا۔(بخاری:1220)حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نماز میں "خاصرہ" کوکھ پر ہاتھ رکھنا اِس لئے ممنوع ہے کیونکہ یہود یہ کیا کرتے تھے، لہٰذا اُن کی مشابہت سے بچنے کے لئے اس کو ممنوع کردیا گیا۔إِنَّ اليَهُودَ تَفْعَلُهُ۔(بخاری:3458)

8. **صومِ وِصال میں مخالفت**:صومِ وِصال یعنی مسلسل کئی دن تک روزہ رکھنا اِس طرح کہ درمیان میں اِفطار بھی نہ کیا جائے، یہ مکروہ ہے، نبی کریم ﷺ نے اِس سے منع فرمایا ہے، لیکن آپ ﷺ خود رکھا کرتے تھے، اِس لئے کہ یہ آپ ﷺ کی خصوصیت تھی۔(بخاری:1961)اور اِس ممانعت کی وجہ بھی کفار کے ساتھ مشابہت ہے، کیونکہ عیسائی صومِ وِصال رکھا کرتے تھے، پس آپ ﷺ نے اسی وجہ سے اس فعل سے منع فرمادیا۔عَنْ لَيْلَى، امْرَأَةِ بَشِيرٍ قَالَتْ: أَرَدْتُ أَنْ أَصُومَ يَوْمَيْنِ مُوَاصِلَةً، فَمَنَعَنِي بَشِيرٌ، وَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْهُ وَقَالَ:يَفْعَلُ ذَلِكَ النَّصَارَى، وَقَالَ عَفَّانُ: يَفْعَلُ ذَلِكَ النَّصَارَى، وَلَكِنْ صُومُوا كَمَا أَمَرَكُمُ اللهُ، وَأَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ، فَإِذَا كَانَ اللَّيْلُ فَأَفْطِرُوا۔(مسند احمد:21956)

تشبّہ بالفسّاق کی مُمانعت:

لِباس کے معاملہ میں جس طرح کفار و مشرکین کی مشابہت سے بچنا ضروری ہے اسی طرح فاسق اور فاجر لوگوں کی مشابہت سے اجتناب بھی ضروری ہے۔حدیث میں ہے: جو شخص جس قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کرتا ہے وہ اُنہی میں سے ہے۔

(مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ) : أَيْ مَنْ شَبَّهَ نَفْسَهُ بِالْكُفَّارِ مَثَلًا فِي اللِّبَاسِ وَغَيْرِهِ، أَوْ بِالْفُسَّاقِ أَوِ الْفُجَّارِ أَوْ بِأَهْلِ التَّصَوُّفِ وَالصُّلَحَاءِ الْأَبْرَارِ. (فَهُوَ مِنْهُمْ) : أَيْ فِي الْإِثْمِ وَالْخَيْرِ.(مرقاۃ المفاتیح:72782)

مثلاً: اگر کوئی کپڑا فنکاروں، گلوکاروں یا شرابیوں کا مخصوص کپڑا سمجھا جاتا ہو تو اُس سے احتراز کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ فقہاء نے لکھا ہے: اگر کوئی لِباس فاسقوں کے لئے مخصوص ہو چکا ہو تو دوسروں کو اس کپڑے کے پہننے سے روکا جائے گا، کیونکہ اُس مخصوص لِباس میں جو شخص کسی کو دیکھے گا اُسے فاسق ہی سمجھے گا اگرچہ وہ نیک ہی کیوں نہ ہو تو گویا کہ وہ دیکھنے والا بد گمانی کا شکار ہونے کی وجہ سے اور لِباس پہننے والا اِس بد گمانی کا سبب بننے کی وجہ سے گناہ گار ہوگا۔لَوْ خُصَّ أَهْل الْفُسُوقِ وَالْمُجُونِ بِلِبَاسٍ مُنِعَ لُبْسُهُ لِغَيْرِهِمْ، فَقَدْ يَظُنُّ بِهِ مَنْ لاَ يَعْرِفُهُ أَنَّهُ مِنْهُمْ، فَيُظَنُّ بِهِ ظَنُّ السَّوْءِ فَيَأْثَمُ الظَّانُّ وَالْمَظْنُونُ فِيهِ بِسَبَبِ الْعَوْنِ عَلَيْهِ.(الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ:11/12)

پینٹ شرٹ پہننا :

قمیص، تہبند چادر عمامہ، یہ لِباس نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے ثابت ہیں اور شلوار آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے خریدنا اور بعض سے پہننا بھی ثابت ہے، اِس لئے مسلمان کو سنت کے مطابق لِباس و پوشاک استعمال کرنا چاہیئے اور مغربی تہذیب و تمدّن اور اُن کے رنگ و ڈھنگ میں رنگ جانے سے بچنا چاہیئے، تاکہ کل قیامت کے دن کامیاب لوگوں کے ساتھ حشر نشر ہو۔

اِس میں کوئی شک نہیں کہ کوٹ پتلون، پینٹ شرٹ یہ وہ لِباس ہے جو مغرب سے درآمد کیا گیا ہے، مسلمانوں کا ایجاد کردہ لِباس نہیں، اِس لئے اصلاً تو اس کے پہننے میں کافروں کے ساتھ مشابہت کا معنی پایا جاتا ہے، چنانچہ اِسی سبب کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے اکابر مفتیان کرام رحمۃ اللہ علیہم نے اس کو مکروہ لکھا ہے۔

حضرت مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"کوٹ پتلون ابھی تک عام قومی لِباس نہیں ہوا، بلکہ عیسائیوں اور اُن کے نقل اُتارنے والوں کا لِباس ہے اس لئے ابھی تک اس میں تشبّہ کی کراہت باقی ہے"۔(کفایت المفتی:9/159، کتاب الحظر والاباحۃ)

حضرت مولانا ظفر احمد تھانوی حضرت مولانا ظفر احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"کوٹ پتلون وغیرہ پہننا انگریزوں کا قومی شعار ہے لہٰذا اس کا پہننا مکروہ ہے اور اگر تشبّہ کی بھی

نیت ہو تو حرام ہے"۔(امداد الاحکام:4/341)

حضرت مولانا یوسف لُدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"پینٹ شرٹ پہننا مکروہ تحریمی ہے"۔(آپ کے مسائل اور اُن کا حل:8/371)

لیکن اب چونکہ مسلمانوں میں بھی پینٹ کا رَواج کثرت سے ہو گیا ہے اور اتنی کَثرت سے یہ پہنا جانے لگا ہے کہ تشبّہ اور کافروں کا شعار ہونے کا معنی باقی نہیں رہا۔ چنانچہ حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کوٹ پتلون ہندوستان میں پہننا حرام تو نہیں رہا البتہ صلحاء کا شعار نہیں، اس سے بچنا چاہیئے۔(فتاویٰ محمودیہ:19/260)

لیکن یہ بات بھی اچھی طرح واضح رہنی چاہیئے کہ پینٹ میں دوسری خرابیاں ایسی پائی جاتی ہیں جن سے اجتناب کرنا ضروری ہے اور اگر اُن سے نہ بچا جائے تب بھی اس کا پہننا درست نہیں ہو گا۔

پہلی خرابی: پائنچوں کا ٹخنوں سے نیچے ہونا:

یہ ایسی خرابی ہے جو پینٹ پہننے والوں کے اندر بکثرت پائی جاتی ہے اور شاید ہی کوئی ایسا شخص ہو جو پینٹ پہن کر بھی اِس گناہ کبیرہ سے اجتناب کرتا ہو، حالانکہ یہ ایسا گناہ ہے جس کی احادیث طیبہ میں بڑی سخت وعیدیں آئی ہیں جس کو "اِسبالِ اِزار کی ممانعت اور اُس کی وعیدیں" کے عُنوان کے تحت ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

دوسری خرابی: پینٹ کا چست ہونا:

عموماً پینٹوں میں انسان کے ستر کے اعضاء نمایاں ہوتے ہیں اور بالخصوص جبکہ اوپر شرٹ پہننے کی وجہ سے قمیص کا پچھلا دامن بھی نہیں ہوتا جس کی وجہ سے اور بھی زیادہ بے پردگی اور عُریانی کا سماں ہوتا ہے، حالانکہ قرآن کریم میں لباس کے بنیادی

مقاصد میں ستر پوشی کو ذکر کیا گیا ہے، ستر پوشی کا فائدہ ہی اگر لِباس میں حاصل نہ ہو تو اُسے کہاں شرعی لِباس کہہ سکتے ہیں۔
خلاصہ یہ ہے کہ:

”ان دو خرابیوں کی وجہ سے پینٹ پہننا جائز نہیں، لیکن اگر کوئی شخص اِس بات کا اہتمام کرے کہ وہ پتلون چست نہ ہو، ڈھیلی ڈھالی ہو اور اِس بات کا اہتمام کرے کہ پتلون ٹخنوں سے بھی نیچے نہ ہو تو ایسی پتلون پہننا فی نفسہٖ مباح ہے، لیکن پھر بھی اس کا پہننا اچھا نہیں اور کراہت سے خالی نہیں“۔(اصلاحی خطبات:5/294)

عورتوں کے لئے پینٹ شرٹ پہننا :

اوپر جو کچھ پینٹ کے بارے میں تفصیل ذکر کی گئی ہے وہ مَردوں کے حوالے سے تھی، عورتوں کے لئے پینٹ پہننا جائز نہیں، اِس لئے کہ اِس میں کافروں کے ساتھ مشابہت کا معنی پایا جاتا ہے، مَردوں کے کپڑوں کے ساتھ بھی مشابہت پائی جاتی ہے، جو حدیث کی رو سے موجب لعنت ہے، مَردوں کے بنسبت عورتوں میں یہ لِباس اور بھی زیادہ بے شرمی، بے حجابی، بے ستری اور عُریانی کا باعث ہے، اِس لئے عورتوں کو بہر حال اس سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ واضح رہے کہ آج کل جو چوڑی دار پاجامے چلے ہوئے ہیں اُن میں اور پینٹ پہننے میں کوئی خاص فرق نہیں ہے، وہ بھی پہن کر عُریانی اور برہنگی کا ایسا سماں پیدا ہوتا ہے، جس کی وضاحت کی بھی حاجت نہیں ہے۔

کالر والی قمیص پہننا:

مولانا ظفر احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرماتے ہیں: بے شک کالر لگانا مشابہت بالنصاریٰ (عیسائیوں کے ساتھ مشابہت) میں داخل ہے، اور ناجائز ہے۔(امداد الاحکام:4/335)

حضرت مولانا یوسف لُدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کالر لگانا انگریزوں کا شعار ہے، مسلمانوں کو اس سے پرہیز کرنا چاہیئے۔(آپ کے مسائل اور اُن کا حل:8/370)

لیکن اب مسلمانوں میں اس کا بکثرت رَواج ہو جانے کی وجہ سے یہ کافروں کا شعار تو باقی نہیں رہا، لیکن اب بھی اس سے اجتناب ہی کرنا بہتر ہے، اِس لئے کہ یہ صلحاء کے لِباس کا طریقہ نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ امّت کے علماء، صلحاء اور متقی و پرہیز گار لوگ ایسے کالَر کا استعمال نہیں کرتے، وہ شیر وانی کالَر استعمال کرتے ہیں، اِس لئے اُنہی کے طریقے کو اپنانا چاہیئے، تاکہ بروزِ قیامت صلحاء کے ساتھ حشر ہو۔اللھم احشرنا فی زمرتھم۔

حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اب یہ کفار و فساق کا شعار نہیں، اِس لئے تشبہ ممنوع میں داخل نہیں، البتہ ہمارے اطراف میں اتقیاء اور صلحاء کا یہ لِباس نہیں اس لئے ایسے لباس کا ترک اولیٰ و انسب ہے۔(فتاویٰ محمودیہ:19/267)

گلے میں ٹائی لٹکانا:

گلے میں ٹائی لٹکانا بھی مسلمانوں والا لِباس نہیں، مغربی تہذیب کا حصہ ہے، اِس لئے اس سے احتراز کرنا چاہیئے۔

حضرت مولانا یوسف لُدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میں نے کسی کتاب میں پڑھا ہے کہ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کا جب پہلا ایڈیشن شائع ہوا تو اس میں ٹائی کے متعلق بتایا گیا تھا کہ اس سے مراد وہ نشان ہے جو صلیب مقدس کی علامت کے طور پر عیسائی گلے میں ڈالتے ہیں، لیکن بعد کے ایڈیشنوں میں اس کو بدل دیا گیا۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح ہندو مذہب کا شعار "زنار" ہے، اسی طرح ٹائی عیسائیوں کا مذہبی شعار ہے، اور کسی قوم کے مذہبی شعار کو اپنانا نہ صرف ناجائز ہے بلکہ اسلامی غیرت و حمیت کے بھی خلاف ہے۔(آپ کے مسائل اور اُن کا حل:8/371)

لیکن اب چونکہ یہ ٹائی لٹکانا مسلمانوں میں بھی عام ہو چکا ہے اور مشابہت کا معنی باقی نہ رہا، اِس لئے اس کے اندر وہ شدّت باقی نہ رہے گی، تاہم پھر بھی صلحاء کے لِباس کے مطابق نہ ہونے کی وجہ سے اجتناب ہی بہتر ہے۔

حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ٹائی ایک وقت میں نصاریٰ کا شعار تھا اس وقت اس کا حکم بھی سخت تھا، اب غیر نصاریٰ بھی بکثرت استعمال کرتے ہیں، بہت سے صوم و صلوٰۃ کے پابند مسلمان بھی استعمال کرتے ہیں اب اس کے حکم میں تخفیف ہے، اس کو شرک یا حرام نہیں کہا جائے گا، کراہیت سے اب بھی خالی نہیں، کہیں کراہیت سخت ہوگی کہیں ہلکی۔(فتاویٰ محمودیہ:19/289)

تشبّہ بالجنس المُخالِف کی ممانعت:

اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کو دو مختلف صنف (صنفِ قوی اور صنفِ نازک) بنایا ہے اور دونوں کو ظاہری و باطنی طور پر بہت سے امتیازات و خصوصیات عطاء کی ہیں اُن کے درمیان فرق رکھا گیا ہے، اُن کے لئے اِس بات کو روا نہیں رکھا گیا کہ وہ ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کریں، ایسا کرنے والوں کو لعنت کا مَورِد اور رحمتِ خداوندی سے دور قرار دیا گیا ہے۔

لِباس و پوشاک جو انسان کی شخصیت کا ایک اہم جزء اور بہترین عکّاس ہے اُس میں بھی بطور خاص ایک دوسرے کی مشابہت سے قطعی طور پر منع کیا گیا ہے، تاکہ ایک دوسرے سے ممتاز رہیں اور اختلاطِ صنف کا معاملہ پیش نہ آئے۔ چنانچہ کسی مَرد یا عورت کے لئے اپنے مُخالف جنس کے جیسا لِباس پہننا، وضع قطع اختیار کرنا، عادات اور طور طریقے اپنانا سب حرام اور ناجائز ہے، جس سے اجتناب کرنا نہایت ضروری ہے ذیل میں کچھ حدیثیں ذکر کی جارہی ہیں جن سے اِس ممانعت کی قطعیت اور اُس کی شدّت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے:

1. حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اُن مَردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اور اُن عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ۔(بخاری:5885)
2. نبی کریم ﷺ نے اُن مَردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورت جیسا لِباس پہنے، اور اُس عورت پر بھی لعنت فرمائی ہے جو مَرد جیسا لِباس پہنے۔لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ، وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ۔(شعب الایمان: 7416)

3. نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: تین افراد ایسے ہیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت کے دن دیکھیں گے بھی نہیں: ایک والدین کا نافرمان، دوسرا شراب کا عادی مُجرِم اور تیسرا احسان جتلانے والا۔ اور تین افراد ایسے ہیں جو جنّت میں داخل نہیں ہوں گے: ایک وہ مَرد جو عورتوں جیسا لِباس پہنے اور دوسری وہ عورت جو مَرد جیسا لباس پہنے، اور دَیُّوث۔ ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللهُ إِلَيْهِمْ: الْعَاقُّ بِوَالِدَيْهِ، وَمُدْمِنُ خَمْرٍ، وَمَنَّانٌ، وَثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ: الرَّجُلُ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ، وَالْمَرْأَةُ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ، وَالدَّيُّوثُ۔(شعب الایمان: 7417)

4. حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک عورت کو دیکھا جس نے مردوں جیسے جوتے پہنے ہوئے تھے پس آپ ﷺ نے مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةً عَلَيْهَا نَعْلٌ، فَلَعَنَ الرَّجُلَةَ مِنَ النِّسَاءِ۔(شعب الایمان: 7418)

5. حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے عورت بننے والے مَردوں اور مرد بننے والی عورتوں پر لعنت فرمائی۔ فرمایا: اُنہیں اپنے گھروں سے نکال دو۔ لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِينَ مِنَ الرِّجَالِ، وَالْمُذَكَّرَاتِ مِنَ النِّسَاءِ، قَالَ: أَخْرِجُوهُمْ مِنَ الْبُيُوتِ۔(شعب الایمان:7420)(بخاری:5886)

6. تمہارے جوانوں میں بہترین جوان وہ ہیں جو تمہارے بوڑھے لوگوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اور تمہارے بوڑھے لوگوں میں سے بدترین لوگ وہ ہیں جو تمہارے جوانوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں، تمہاری بدترین عورتیں وہ ہیں جو تمہارے مَردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں اور تمہارے بدترین مرد وہ ہیں جو تمہاری عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔ إِنَّ خَيْرَ شَبَابِكُمْ مَنْ تَشَبَّهَ بِشُيُوخِكُمْ، وَشَرَّ شُيُوخِكُمْ مَنْ تَشَبَّهَ بِشَبَابِكُمْ، وَشَرَّ نِسَائِكُمْ مَنْ تَشَبَّهَ بِرِجَالِكُمْ، وَشَرَّ رِجَالِكُمْ مَنْ تَشَبَّهَ بِنِسَائِكُمْ۔(شعب الایمان: 7420)

7. نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: جو عورت مَردوں کی اور جو مَرد عورتوں کی مشابہت اختیار کرے اُس کا ہم سے کوئی تعلّق نہیں۔ لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِالرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ، وَلَا مَنْ تَشَبَّهَ بِالنِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ۔(مسند احمد:462)

8. حضرت سُوید بن غفلہ فرماتے ہیں کہ مَردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں کا ہم سے اور ہمارا اُن سے کوئی تعلّق نہیں۔ الْمُتَشَبِّهَةُ بِالرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ لَيْسَتْ مِنَّا، وَلَسْنَا مِنْهَا۔(ابن ابی شیبہ:26495)

تشبّہ اختیار کرنے کی وعیدیں:

1. **تشبّہ اختیار کرنے والوں کی عاقبت کی خرابی** : نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: جس نے جس قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کی وہ (کل قیامت کے دن) اُسی کے ساتھ ہو گا۔مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔(ابوداوٗد:4031)

2. **تشبّہ بالکفار کے مُرتکب سے حضور کا لاتعلّقی کا اِظہار:** نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: اُس کا ہم سے کوئی تعلّق نہیں جو ہمارے علاوہ کسی اور (کافروں) کی مشابہت اختیار کرے۔لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِغَيْرِنَا۔(ترمذی:2695)

3. **جنسِ مُخالف کی مشابہت اختیار کرنے والے ملعون ہیں** : آپ ﷺ نے ایسے مرد و عورت پر لعنت فرمائی ہے جو مخالف جنس کی مشابہت اختیار کرتے ہیں، چنانچہ حدیث میں ہے: نبی کریم ﷺ نے اُن مَردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اور اُن عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو مَردوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ۔(بخاری:5885)

4. **جنسِ مُخالف کی مشابہت اختیار کرنے والے بدترین لوگ ہیں:** آپ ﷺ نے مخالف جنس کی مشابہت اختیار کرنے والے مرد و عورت کو بدترین مرد و عورت قرار دیا، چنانچہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے: تمہاری بدترین عورتیں وہ ہیں جو تمہارے مَردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں اور تمہارے بدترین مرد وہ ہیں جو تمہاری عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔وَشَرَّ نِسَائِكُمْ مَنْ تَشَبَّهَ بِرِجَالِكُمْ، وَشَرَّ رِجَالِكُمْ مَنْ تَشَبَّهَ بِنِسَائِكُمْ۔(شعب الایمان: 7420)

5. **جنسِ مُخالف کی مشابہت اختیار کرنے والے جنّت سے محروم ہیں:** نبی کریم ﷺ نے مخالف جنس کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں اور عورتوں کو جنت سے محروم قرار دیا، چنانچہ حدیث میں ہے، نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: تین افراد ایسے ہیں جو جنّت میں داخل نہیں ہوں گے: ایک وہ مَرد جو عورتوں جیسا لباس پہنے اور دوسری وہ عورت جو مَرد جیسا لِباس پہنے، اور دَیُّوث۔ثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ: الرَّجُلُ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ، وَالْمَرْأَةُ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ، وَالدَّيُّوثُ۔(شعب الایمان: 7417)

6. **جنسِ مُخالف کی مشابہت اختیار کرنے والوں سے حضور ﷺ کا لاتعلّق ہونا:** نبی کریم ﷺ نے مخالف جنس کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں اور عورتوں سے اپنی لاتعلّقی ظاہر فرمائی، چنانچہ ارشاد فرمایا: جو عورت مَردوں کی

اور جو مرد عورتوں کی مشابہت اختیار کرے اُس کا ہم سے کوئی تعلّق نہیں ۔لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِالرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ، وَلَا مَنْ تَشَبَّهَ بِالنِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ۔(مسند احمد:462)

7. **قومِ لوط کا ایک گناہ جنسِ مُخالف کی مشابہت اختیار کرنا بھی تھا:** علّامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے قومِ لوط کی ہلاکت کے جو اسباب اور گناہ ذکر کیے ہیں اُن میں سے ایک یہ بھی تھا کہ لباس پہننے میں اُن کے مرد عورتوں کی اور عورتیں مردوں کی مُشابہت اختیار کرتے تھے۔وَتَتَشَبَّهُ الرِّجَالُ بِلِبَاسِ النِّسَاءِ وَالنِّسَاءُ بِلِبَاسِ الرِّجَالِ۔(تفسیر القرطبی:342)

اِسلامی امتیاز و خصوصیات کی سلامتی کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اِقدام:

تشبّہ بالکفار کے نتیجے میں اِسلام اور کفر کے درمیان امتیاز ختم ہو کر رہ جاتا ہے، مسلمان اور کافر کے درمیان فرق کرنا مشکل ہو جاتا ہے، جیسا کہ آجکل عموماً لوگوں کی حالت ہو چکی ہے (العِیاذ باللہ) یہ یقیناً اِسلام اور مسلمانوں کے لئے بہت ہی مُہلِک اور نقصان دہ ہے، کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ آنے والے وقتوں میں کافروں کی مشابہت اختیار کرنے کی وجہ سے اِسلام کی شکل بگڑتے بگڑتے کیا سے کیا ہو جائے گی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں جب اسلامی فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا اور قیصر و کسریٰ کا تختہ اُلٹ گیا تو حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو یہ فکر دامنگیر ہوئی کہ عجمیوں کے ساتھ اِختلاط کی وجہ سے اِسلامی امتیازات اور خصوصیات میں کوئی فرق نہ آجائے، چنانچہ اُنہوں نے اس کے سدِّباب کے لئے ایک طرف مسلمانوں کو یہ تاکید کی کہ غیر مسلموں اور مُشرکین کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے سے بچیں، اُن جیسی ہیئت،، لِباس اور وضع قطع اختیار نہ کریں اور دوسری جانب کافروں کے لئے بھی ایک فرمان جاری کیا کہ کفّار اپنی خصوصیات اور امتیازات میں نمایاں رہیں اور مسلمانوں کی وضع قطع اختیار نہ کریں تاکہ مسلمانوں اور کافروں میں اِلتباس اور اشتباہ نہ رہے۔(سیرت المصطفیٰ کاندھلوی)

مسلمانوں کے لئے فرمانِ فاروقی :

مسلمانوں کو یہ فرمان جاری کیا کہ عیش و عشرت سے اجتناب کرو اور مُشرکین کے لِباس کو اپنانے سے بچو اور ریشم پہننے سے بچو ۔وَإِيَّاكُمْ وَالتَّنَعُّمَ، وَزِيَّ أَهْلِ الشِّرْكِ، وَلَبُوسَ الْحَرِيرَ۔(مسلم:2069)

کافروں کے لئے فرمان فاروقی:

کافروں کے لئے یہ فرمان جاری کیا کہ وہ اِس بات کا عہد کریں کہ ہم کسی معاملہ میں بھی مسلمانوں کے ساتھ مشابہت اختیار نہیں کریں گے، نہ لِباس میں، نہ ٹوپی میں، نہ عمامہ میں، نہ جوتے میں، نہ سر کی مانگ میں، اور ہم بول چال میں مسلمانوں جیسی صورت نہیں اپنائیں گے اور نہ مسلمانوں جیسا نام اور کنیت رکھیں گے۔ولا نتشبه بهم في شيء من لباسهم قلنسوة، أو عمامة، أو نعلين، أو فرق شعر، ولا نتكلم بكلامهم، ولا نكتني بكناهم۔(اقتضاء الصراط المستقیم:1/363)

چھٹی صورت: اِزار کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا:

اِسبال کا مطلب:

لغت میں:

"إِرْسَالُ شَيْءٍ مِنْ عُلُوٍّ إِلَى سُفْلٍ"۔اوپر سے نیچے کی طرف کسی چیز کو لٹکانا "اِسبال" کہلاتا ہے۔(مقاییس اللغۃ:3/129)

اصطلاح میں:

"إِسْبَالُ الرَّجُلِ إِزَارُهُ أَسْفَلَ مِنْ الْكَعْبَيْنِ"۔مرد کے اِزار کا ٹخنوں سے نیچے ہونا "اِسبال" کہلاتا ہے۔(عالمگیری:5/333)

خلاصہ یہ ہے کہ مرد کے جسم کے کپڑوں میں سے کوئی بھی کپڑا جبکہ وہ نیچے لٹک کر ٹخنوں سے نیچے ہو جائے تو اُسے شرعاً اِسبال کہا جاتا ہے، جو احادیث کی رو سے مَردوں کے لئے سخت حرام اور ناجائز ہے، اور یہ کپڑا پہننے کی ناجائز صورت ہے، جو ہمارے معاشرے میں بکثرت رائج ہے، جبکہ اِس سے بچنا ضروری ہے۔

اِسبالِ اِزار صرف شلوار میں نہیں:

احادیث میں ذکر کردہ اِزار کو ٹخنوں سے نیچے رکھنے کی ممانعت کا حکم صرف اِزار کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، بلکہ شلوار، پاجامہ، پینٹ، قمیص، جبہ، عمامہ، سردی وغیرہ سے بچاؤ کے لئے اوڑھی گئی چادر وغیرہ سب کا یہی حکم ہے کہ اُن کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا جائز نہیں۔(شرح البخاری لابن بطال:9/81)(عون المعبود:11/104)(بذل المجہود:16/411)(فتح الباری:10/262)

جس نے تکبّر کے ساتھ اپنے کپڑے کو کھینچا(یعنی ٹخنوں سے نیچے لٹکایا) اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کی جانب رحمت کی نگاہ سے نہیں دیکھیں گے۔ راوی کہتے ہیں: اس میں اِزار و قمیص سب برابر ہے، یعنی سب کا یہی حکم ہے کہ اُسے ٹخنوں سے نیچے نہیں لٹکایا جاسکتا۔مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مَخِيلَةً لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ القِيَامَةِ، فَقُلْتُ لِمُحَارِبٍ: أَذَكَرَ إِزَارَهُ؟ قَالَ: مَا خَصَّ إِزَارًا وَلاَ قَمِيصًا۔(بخاری:5791)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: اِسبال قمیص، اِزار، اور عمامہ سب میں ہوتا ہے، جو شخص تکبّر کے طور پر اُسے ٹخنوں سے نیچے لٹکائے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کی جانب رحمت کی نگاہ سے نہیں دیکھیں گے۔عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:الْإِسْبَالُ فِي الْإِزَارِ، وَالْقَمِيصِ، وَالْعِمَامَةِ، مَنْ جَرَّ مِنْهَا شَيْئًا خُيَلَاءَ، لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۔(ابوداؤد:4094)(شعب الایمان:5723)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اِزار کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے (کہ اُسے ٹخنوں سے نیچے نہ رکھا جائے) وہی قمیص کے بارے میں بھی ہے۔مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْإِزَارِ، فَهُوَ فِي الْقَمِيصِ ۔(ابوداؤد:4095)(شعب الایمان:5724)

اِسبال کا حکم:

اِسبالِ اِزار مردوں کے لئے حرام اور عورتوں کے لئے جائز ہے۔(المسالک فی شرح مؤطا مالک:7/294)(عون المعبود:11/96)

اِسبالِ اِزار مطلقاً حرام ہے، صرف تکبّر کی حالت میں نہیں:

بہت سے لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوتی ہے کہ کپڑوں کا ٹخنوں سے نیچے لٹکانا صرف تکبّر اور غرور کے طور پر حرام ہے، اگر تکبّر نہ ہو تو جائز ہے، چنانچہ اُنہیں جب اِس فعلِ قبیح سے منع کیا جاتا ہے تو جھٹ سے کہہ دیتے ہیں کہ میرے دل میں کوئی تکبّر تھوڑی ہے۔ اور وہ دلیل یہ دیتے ہیں کہ حدیث میں " خُيَلَاءَ " تکبّر کے طور پر اِزار لٹکانے والے کے لئے وعیدیں ذکر کی گئی ہیں، لہٰذا تکبّر کے بغیر اسے ناجائز نہیں کہا جاسکتا۔

نیز وہ اِستدلال کرتے ہیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اُس روایت سے جس میں اُنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا یہ عذر بیان کیا تھا" إِنَّ أَحَدَ جَانِبَيْ إِزَارِي يَسْتَرْخِي، إِنِّي لَأَتَعَاهَدُ ذَلِكَ مِنْهُ "یعنی میرے اِزار کا ایک جانب کا حصہ لٹک جاتا ہے جس کی وجہ سے میں اس کا بہت خیال رکھتا ہوں کہ کہیں ٹخنوں پر لٹک نہ جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: لَسْتَ مِمَّنْ يَفْعَلُهُ خُيَلَاءَ ۔یعنی آپ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جو اسے غرور و تکبر کی وجہ سے کرتے ہیں۔(ابوداؤد:4085)

اِسبالِ اِزار کے مطلقاً ممنوع ہونے کے دلائل:

یہ خیال درست نہیں، اِسبالِ اِزار کی ممانعت مطلقاً ہے خواہ تکبّر کے ساتھ ہو یا بغیر تکبّر کے۔ علّامہ ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کسی مَرد کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے کپڑوں کو ٹخنوں سے نیچے لٹکائے اور یہ بہانہ بنائے کہ میں تکبّر کے طور پر نہیں کرتا، اِس لئے کہ ممانعت کی روایات تکبّر نہ ہونے کی صورت کو بھی شامل ہیں، پس اُس کا دعویٰ ہر گز قابلِ تسلیم نہیں ہوگا، بلکہ اُس کا اِزار کا لٹکانا تکبّر پر ہی دلالت کرے گا۔(عون المعبود:11/96)(اوجز المسالک:16/183)(تکملہ فتح الملہم:4/107)

اور اس کے مطلقاً ممنوع ہونے کی وجوہات اور دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

﴿پہلی دلیل﴾

اِس لئے کہ بہت سی روایات میں بغیر کسی قید کے مطلقاً بھی مُمانعت ذکر کی گئی ہے، لہٰذا جن روایات میں " خُيَلَاءَ "کی قید مذکور ہے وہ قیدِ احترازی نہیں، بلکہ قیدِ اتفاقی ہے۔(فتاویٰ رحیمیہ:5/148)

قیدِ اتفاقی کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ حکم کا مدار اُس قید پر نہیں ہوتا، پس اس اعتبار سے یہ تکبّر کی قید بھی باعتبار اکثر و اَغلَب کے ذکر کردی گئی ہے، کیونکہ عموماً یہ فعل تکبّر کے طور پر ہی کیا جاتا ہے بالخصوص اُس وقت تو اِس کا اور بھی رَواج تھا جبکہ آپ ﷺ نے اس کی ممانعت فرمائی تھی، چنانچہ زمانہ جاہلیت میں اِزار لٹکا کر چلنے کا عام معمول تھا، اور وہ لوگ اِس کو فخر وغرور کے ساتھ کیا کرتے تھے۔

﴿دوسری دلیل﴾

اِس فعل کے مطلقاً ممنوع ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اِزار کو لٹکا کر چلنے میں پائنچے گندے اور بعض اوقات نجس بھی ہوجاتے ہیں، چنانچہ نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: اپنے اِزار کو اونچا رکھو، اِس لئے کہ اِس سے کپڑے زیادہ دیر تک باقی رہیں گے اور زیادہ صاف بھی رہیں گے۔ارْفَعْ إِزَارَكَ فَإِنَّهُ أَبْقَى وَأَنْقَى۔(مسند احمد:23086)ظاہر ہے کہ اِس حکمت کو سامنے رکھتے ہوئے تکبّر کی قید کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی۔(تکملہ فتح الملہم:4/106)(فتح الباری:10/263)

﴿تیسری دلیل﴾

اِس فعل کے مطلقاً ممنوع ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اِزار کو لٹکا کر چلنے میں عورتوں کے ساتھ مشابہت بھی پائی جاتی ہے، کیونکہ شریعت میں عورتوں کے لئے ٹخنوں کو چھپانے کا حکم ہے، پس جو لوگ ٹخنے کو ڈھانکتے ہیں وہ در اصل عورتوں کے لِباس کی مشابہت اختیار کرتے ہیں، حالانکہ مَردوں کے لئے عورتوں کی مُشابہت اختیار کرنا جائز نہیں۔ چنانچہ حدیث میں ہے نبی کریم ﷺ نے اُن مَردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورت جیسا لِباس پہنے۔لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ۔(شعب الایمان: 7416)(تکملہ فتح الملہم:4/106)(فتح الباری:10/263)

﴿چوتھی دلیل﴾

نبی کریم ﷺ سے بہت سے مواقع پر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ٹخنوں سے نیچے اِزار رکھنے پر تنبیہ کرنا ثابت ہے، حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اندر تکبّر نہ تھا اور نہ ہی اُنہوں نے تکبّر کے طور پر کیا تھا، لیکن پھر بھی آپ ﷺ اُنہیں اِزار اونچا

رکھنے کی تلقین کیا کرتے تھے ، جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے ، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے ایک قبطی (قبطیوں کا تیار کردہ) کپڑا پہنایا اور حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کو بھی ایک دھاری دار جوڑا پہنایا۔ آپ ﷺ نے مجھے دیکھا کہ میں نے کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکایا ہوا ہے ، آپ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور مجھے کندھوں سے پکڑ کر اِرشاد فرمایا: اے ابنِ عمر! کپڑوں کا جو بھی حصہ زمین کو لگتا ہے وہ جہنم کی آگ میں جلے گا۔ كَسَانِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبْطِيَّةً، وَكَسَا أُسَامَةَ حُلَّةً سِيَرَاءَ قَالَ: فَنَظَرَ فَرَآنِي قَدْ أَسْبَلْتُ، فَجَاءَ فَأَخَذَ بِمَنْكِبِي وَقَالَ: يَا ابْنَ عُمَرَ، كُلُّ شَيْءٍ مَسَّ الْأَرْضَ مِنَ الثِّيَابِ فَفِي النَّارِ۔ (مسند احمد: 5727)

بعض مواقع پر تو نبی کریم ﷺ کے تنبیہ کرنے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنا عُذر پاؤں میں عیب ہونا بھی پیش کیا ، لیکن آپ ﷺ نے پھر بھی اُنہیں اِزار اونچا کرنے ہی کی تعلیم دی ۔ چنانچہ بنو ثقیف کے ایک صحابی کے بارے میں آتا ہے کہ اُنہوں نے اِزار لٹکایا ہوا تھا ، نبی کریم ﷺ نے اُنہیں دیکھا تو تیزی سے اُن کے پیچھے گئے اور جاکر اُس کا کپڑا پکڑ کر ارشاد فرمایا: ”ارْفَعْ إِزَارَكَ“ ، اُنہوں نے کہا یا رسول اللہ! میرے پاؤں ٹیڑھے ہیں ، چلنے میں گھٹنے ٹکراتے ہیں (اِس لئے میں نے اِس عیب کو چھپانے کی غرض سے یہ کیا ہے) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”كُلُّ خَلْقِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ حَسَنٌ“ اللہ تعالیٰ کی ہر خلقت خوبصورت ہے (اِس لئے اِس عیب کو چھپانے کی ضرورت نہیں ، تم اپنا اِزار اونچا ہی رکھو۔ راوی کہتے ہیں کہ اُس کے بعد اُن صحابی کا یہ عالَم تھا کہ ہمیشہ اُن کا اِزار آدھی پنڈلیوں تک ہی نظر آتا تھا۔ (مسند احمد: 19472) ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے یہ جواب دیا: ”ذَلِكَ أَقْبَحُ مِمَّا بِسَاقِكَ“ یہ اِزار کو لٹکانا تو اُس سے بھی زیادہ بُرا ہے جو تمہارے پنڈلیوں کو لاحق ہے۔ (المطالب العالیۃ بزوائد المسانید الثمانیۃ: 2216)

قابلِ غور بات یہ ہے کہ اگر واقعی اِسبالِ اِزار صرف تکبّر ہی کی وجہ سے ممنوع تھا تو نبی کریم ﷺ کو اُن کو اِس قدر تاکید کرنے کی کیا ضرورت تھی ، بالخصوص جبکہ اُن کی مجبوری بھی ایک بڑی مجبوری تھی ، لہٰذا اِس کے سوا کچھ نہیں کہ جاسکتا کہ اِسبالِ اِزار مطلقاً ممنوع ہے ، اُس کی ممانعت کے لئے تکبّر کی قید کوئی قیدِ واقعی نہیں۔ (تکملہ فتح الملہم: 4/107)

﴿پانچویں دلیل﴾

مطلقاً ممنوع ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اِزار کو لٹکا کر چلنے میں تکبّر کا غالب امکان پایا جاتا ہے۔(فتح الباری:10/264)

اور چونکہ تکبّر ایک مخفی اور پوشیدہ مَرض ہے،اس کا انسان کو احساس بھی نہیں ہوپاتا،بہت سے تکبّر میں مبتلاء لوگوں کو اپنے مَرض کا اِدراک ہی نہیں ہوتا اور وہ بزعمِ خویش خود کو ایک متواضع انسان سمجھ رہے ہوتے ہیں،اِس لئے حکم کا مدار سبب پر ہی رکھ دیا گیا ہے،خواہ علّت یعنی تکبّر پایا جائے یا نہیں،اور یہ ایسا ہے جیسا کہ سفر میں قصر کا حکم مطلقاً ہے،اگرچہ اُس کا سبب "مشقّت" نہ بھی پایا جائے،اِسی طرح نومِ غالب(ٹیک لگا کر سونا)مطلقاً وضو کے ٹوٹنے کا سبب ہے،اگرچہ ریح کا خروج نہ بھی پایا جائے،اور اس کی شریعت میں بہت سی مثالیں ہیں،پس مناسب یہی ہے کہ یہاں "جَرِّ اِزار" کے مسئلہ میں بھی مطلقاً ممانعت کا حکم لگایا جائے،اگرچہ تکبّر نہ بھی پایا جائے۔(تکملہ فتح الملہم:4/107)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے اِستدلال کا جواب:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے اِستدلال کرنا درست نہیں،اِس لئے کہ:

1. حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جسم نحیف تھا اور یہ کمزوری کی وجہ سے ہوتا تھا۔(فتح الباری:10/255)
2. صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ قصداً یہ نہیں کیا کرتے تھے بلکہ غفلت میں غیر اختیاری طور پر ہوجاتا تھا۔(فتح الباری:10/255)
3. حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ فعل کبھی کبھی ہوتا تھا،مستقل نہیں۔(فتح الباری:10/255)
4. جب بھی احساس ہوجاتا تو فوراً اِزار کو اُٹھالیا کرتے تھے،چھوڑ نہیں دیتے تھے۔(فتح الباری:10/255)
5. اُنہیں نبوّت کی سچی زبان سے اِس بات کی تصدیق ہوگئی تھی کہ اُن کے اندر تکبّر نہیں ہے۔(بخاری: 3665)

آج کل اِزار لٹکانے والوں کے اندر اِن تمام شرائط کی کہاں رعایت پائی جاتی ہے،اور اگر دیگر شرائط پائی بھی جائیں تو نبوّت کی سچی زبان کی تصدیق کہاں سے لائیں گے کہ واقعۃً تکبّر نہیں ہے ۔پس لامحالہ یہی کہا جائے گا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے واقعہ اور عمل سے اِستدلال کرنا درست نہیں۔

اِسبالِ اِزار کی ممانعت اور اُس کی وعیدیں:

ٹخنوں سے نیچے پائنچے رکھنا ایسا گناہ بے لذت ہے کہ جس میں لذت کوئی نہیں لیکن عذاب اور وعیدیں بڑی سخت ہیں، چند وعیدیں ذکر کی جارہی ہیں:

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی نظرِ رحمت سے محرومی :

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے ازار کو تکبر کرتے ہوئے لٹکایا (ٹخنوں سے نیچے) اللہ تعالی قیامت کے روز اسے (نظرِ رحمت سے) نہیں دیکھیں گے۔مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔(ابوداؤد:4085)لَا يَنْظُرُ اللَّهُ يَوْمَ القِيَامَةِ إِلَى مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ۔(ترمذی:1730)لاَ يَنْظُرُ اللَّهُ يَوْمَ القِيَامَةِ إِلَى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا۔(بخاری:5788)مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مَخِيلَةً لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ القِيَامَةِ۔(بخاری:5791)

قُریش کا ایک نوجوان اپنے کپڑوں ٹخنوں سے نیچے لٹکاتے ہوئے جارہا تھا، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اُسے بلایا اور پوچھا تم کِس قبیلہ سے تعلّق رکھتے ہو؟ اُس نوجوان نے کہا: قبیلہ بنی بکر سے، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں قیامت کے دن نظرِ رحمت سے دیکھیں؟ اُس نے کہا جی ہاں، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر اپنے اِزار کو اونچا کرلو، اِس لئے کہ میں نے ابو القاسم ﷺ سے اپنے کانوں سے سُنا ہے (یہ کہتے ہوئے اُنہوں نے اپنے ہاتھوں سے کانوں کی طرف اِشارہ کیا) کہ جو شخص تکبّر کی نیت سے اپنے اِزار کو گھسیٹتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی جانب قیامت کے دن نظرِ رحمت سے نہیں دیکھیں گے۔مَرَّ فَتًى مُسْبِلًا إِزَارَهُ مِنْ قُرَيْشٍ، فَدَعَاهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ فَقَالَ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ فَقَالَ: مِنْ بَنِي بَكْرٍ، فَقَالَ: تُحِبُّ أَنْ يَنْظُرَ اللهُ تَعَالَى إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ارْفَعْ إِزَارَكَ، فَإِنِّي سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَأَوْمَأَ بِإِصْبَعِهِ إِلَى أُذُنَيْهِ - يَقُولُ: مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ لَا يُرِيدُ إِلَّا الْخُيَلَاءَ، لَمْ يَنْظُرِ اللهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔(مسند احمد:5327)

جنت کی خوشبو بھی نصیب نہیں ہو گی:

مسلمانوں کی جماعت! اللہ تعالیٰ سے ڈرو، رشتوں کو ملاؤ، کیونکہ صلہ رحمی سے بڑھ کر کسی چیز کا ثواب جلدی نہیں ملتا۔ اور ظلم و تعدی سے اِحتراز کرو، کیونکہ ظلم کی سزا سے جلدی کسی چیز کی سزا نہیں ملتی، اور والدین کی نافرمانی سے احتراز کرو، کیونکہ جنت کی خوشبو ایک ہزار برس کی مسافت سے آئے گی، مگر اللہ کی قسم! والدین کا نافرمان اس کو نہیں پائے گا، نہ قطع رحمی کرنے والا، نہ بڑھا زناکار اور نہ از راہِ تکبر اپنی چادر گھسیٹنے والا، کبریائی صرف اللہ ربّ العالمین کے لئے ہے۔ يَا مَعْشَرُ الْمُسْلِمِينَ، اتَّقُوا اللَّهَ، وَصِلُوا أَرْحَامَكُمْ، فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ ثَوَابٍ أَسْرَعُ مِنْ صِلَةِ رَحِمٍ، وَإِيَّاكُمْ وَالْبَغْيَ، فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ عُقُوبَةٍ أَسْرَعَ مِنْ عُقُوبَةِ بَغْيٍ، وَإِيَّاكُمْ وَعُقُوقَ الْوَالِدَيْنِ، فَإِنَّ رِيحَ الْجَنَّةِ يُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَلْفِ عَامٍ، وَاللَّهِ لَا يَجِدُهَا عَاقٌّ، وَلَا قَاطِعُ رَحِمٍ، وَلَا شَيْخٌ زَانٍ، وَلَا جَارٌّ إِزَارَهُ خُيَلَاءَ، إِنَّمَا الْكِبْرِيَاءُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ (طبرانی اوسط:5664)

دردناک عذاب:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تین آدمی وہ ہیں کہ اللہ تعالی قیامت کے روز نہ ان سے گفتگو فرمائیں گے نہ ان کی طرف (نظر رحمت سے) دیکھیں گے اور نہ انہیں گناہوں سے پاک صاف کریں گے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہو گا، میں نے عرض کیا: وہ کون لوگ ہیں یارسول اللہ! وہ تو بیشک ناکام و نامراد ہو گئے، حضور اکرم ﷺ نے تین مرتبہ ان الفاظ کا اعادہ فرمایا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں بیشک وہ تو ناکام و نامراد ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کپڑوں کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا، احسان جتلانے والا اور اپنے سامان کے سودے کو جھوٹی قسم کے ذریعہ نافذ کرنے والا۔ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ، قُلْتُ: مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ خَابُوا وَخَسِرُوا؟ فَأَعَادَهَا ثَلَاثًا، قُلْتُ: مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ خَابُوا وَخَسِرُوا؟ فَقَالَ: الْمُسْبِلُ، وَالْمَنَّانُ، وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ۔ (ابوداؤد:4087)

اللہ تعالیٰ کے نقد عذاب کا ایک واقعہ :

کبھی کسی گناہ کا عذاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نقد بھی مل جاتا ہے، اِس لئے گناہ کرتے ہوئے انسان کو جری نہیں ہونا چاہیئے، نجانے کب اللہ تعالیٰ کی پکڑ کا سامنا ہو جائے۔ اِسی طرح کا ایک واقعہ ”جرِّاِزار“ کا بھی حدیث میں ذکر کیا گیا ہے:

ایک شخص اپنا اِزار گھسیٹتے ہوئے چل رہا تھا کہ اچانک (اللہ کی پکڑ کا شکار ہوا) زمین میں دھنس گیا، پس وہ قیامت تک زمین میں اسی طرح شدّت کے ساتھ مسلسل گرتا ہی چلا جائے گا۔ بَيْنَا رَجُلٌ يَجُرُّ إِزَارَهُ، إِذْ خُسِفَ بِهِ، فَهُوَ يَتَجَلَّلُ فِي الأَرْضِ إِلَى يَوْمِ القِيَامَةِ۔(بخاری:5788)(فتح الباری:10/261)

جہنم کی آگ :

بہت سی حدیثوں میں ٹخنوں سے نیچے کپڑا رکھنے کا عذاب ”جہنم کی آگ“ بیان کیا گیا ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اِزار کا وہ حصہ جو ٹخنوں سے نیچے ہو گا جہنم میں جلے گا۔ مَا أَسْفَلَ مِنَ الكَعْبَيْنِ مِنَ الإِزَارِ فَفِي النَّارِ۔(بخاری:5787)

مومن کا کپڑا پنڈلیوں کے سخت حصہ (گھٹنے سے کچھ نیچے) تک ہونا چاہیئے، (اگر یہاں تک نہ ہو سکے تو) پھر پنڈلیوں کے نصف حصہ تک، (یہ بھی نہ ہو سکے تو) پھر ٹخنوں تک ہونا چاہیئے، اور ٹخنوں سے (نیچے درست نہیں لہٰذا اس سے) نیچے جو ہو گا وہ جہنم کی آگ میں جلے گا۔ إِزْرَةُ الْمُؤْمِنِ إِلَى عَضَلَةِ سَاقَيْهِ، ثُمَّ إِلَى نِصْفِ سَاقَيْهِ، ثُمَّ إِلَى كَعْبَيْهِ، فَمَا كَانَ أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ فِي النَّارِ۔(مسند احمد:7857)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے ایک قبطی (قبطیوں کا تیار کردہ) کپڑا پہنایا اور حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کو بھی ایک دھاری دار جوڑا پہنایا۔ آپ ﷺ نے مجھے دیکھا کہ میں نے کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکایا ہوا ہے، آپ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور مجھے کندھوں سے پکڑ کر اِرشاد فرمایا: اے ابنِ عمر! کپڑوں کا جو بھی حصہ زمین کو لگتا ہے وہ جہنم کی آگ میں جلے گا۔ كَسَانِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبْطِيَّةً، وَكَسَا أُسَامَةَ حُلَّةً سِيَرَاءَ قَالَ:

فَنَظَرَ فَرَآنِي قَدْ أَسْبَلْتُ، فَجَاءَ فَأَخَذَ بِمَنْكِبِي وَقَالَ:يَا ابْنَ عُمَرَ، كُلُّ شَيْءٍ مَسَّ الْأَرْضَ مِنَ الثِّيَابِ فَفِي النَّارِ۔(مسند احمد:5727)

نماز قبول نہیں ہوتی :

اِسبالِ اِزار کے ساتھ نماز بھی قبول نہیں ہوتی اور قبول نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ فرض تو ساقط ہو جاتا ہے لیکن نماز مکروہ ہوتی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ نماز کا ثواب نہیں ملتا۔(فتاویٰ رحیمیہ:5/148)احادیث ملاحظہ فرمائیں:

بے شک اللہ تعالیٰ ازار لٹکانے والے کی نماز قبول نہیں کرتے۔إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبَلُ صَلَاةَ رَجُلٍ مُسْبِلٍ۔(ابوداؤد:4086)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص اپنا تہبند نیچے لٹکائے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: جاؤ، جاکر وضو کرو، وہ شخص گیا اور وضو کرکے پھر آیا(اور حسبِ سابق ازار نیچے کرکے نماز پڑھنے لگا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے پھر وہی کہا: جاؤ، جاکر وضو کرو۔ یہ دیکھ کر ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: یارسول اللہ! آپ کیوں انہیں بار بار وضو کا حکم کرتے ہیں پھر خاموش ہو جاتے ہیں ؟ آپ نے فرمایا: وہ ازار لٹکا کر نماز پڑھ رہا تھا اور اللہ تعالی تہبند لٹکا کر نماز پڑھنے والے کی نماز کو قبول نہیں فرماتے۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يُصَلِّي مُسْبِلًا إِزَارَهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:«اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ»، فَذَهَبَ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ جَاءَ، فَقَالَ:«اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ»، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا لَكَ أَمَرْتَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ، ثُمَّ سَكَتَّ عَنْهُ، قَالَ:إِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ مُسْبِلٌ إِزَارَهُ، وَإِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبَلُ صَلَاةَ رَجُلٍ مُسْبِلٍ۔(ابوداؤد:4086)

جو شخص تکبّر کے طور پر نماز میں اپنا اِزار ٹخنوں سے نیچے رکھے اللہ تعالیٰ اُس کی طرف سے اُس کے لئے نہ جنت حلال ہوگی نہ جہنم حرام ہوگی(یعنی اُس کی نماز کا کوئی فائدہ و ثواب نہ ملے گا)۔مَنْ أَسْبَلَ إِزَارَهُ فِي صَلَاتِهِ خُيَلَاءَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي حِلٍّ وَلَا حَرَامٍ۔(ابوداؤد:4086)(عون المعبود:2/140)(فتاویٰ رحیمیہ:5/146)

تابعین سے منقول ہے کہ جس کا اِزار زمین پر یا ٹخنوں کو چھونے لگا اُس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔مَنْ مَسَّ إِزَارُهُ كَعْبَيْهِ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ قَالَ: وَقَالَ زِرٌّ:مَنْ مَسَّ إِزَارُهُ، الْأَرْضَ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ۔(ابن ابی شیبہ:24814)

فائدہ :........ نماز قبول نہ ہونے کی وجہ علّامہ ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں کہ نماز کی حالت تواضع کی ہے جبکہ اِزار کا لٹکانا تکبّر اور غرور کی نشانی ہے اور ظاہر ہے کہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں، پس اِسی وجہ سے نماز قبول نہیں ہوتی، اور وضو کے اعادے کا حکم بطور ادب اور تاکید کے ہے۔ومعناه: أنّ الصّلاة حالُ تواضعٍ، وإسبالُ الإزارِ فعلُ مُتكبِّر فتعارضا، وأمره بإعادة الوضوء أدبًا له وتأكيدًا عليه۔(المسالک فی شرح مؤطامالک:7/295)

اللہ تعالیٰ کی محبّت سے محرومی :

نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے پاس سے ایک شخص اِزار لٹکا کر گزرا، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے ارشاد فرمایا: اپنے اِزار کو اُٹھاؤ، اِس لئے کہ اللہ تعالیٰ اِزار لٹکانے والے سے محبت نہیں کرتے۔مَرَّ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ يَجُرُّ إِزَارَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:ارْفَعْ إِزَارَكَ فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يُحِبُّ الْمُسْبِلِينَ۔(شعب الایمان:5720)

ایک روایت میں یہ ارشاد منقول ہے: اپنا اِزار اُٹھاؤ، بے شک اللہ تعالیٰ تکبّر کرنے والوں سے محبت نہیں کرتے۔ارْفَعْ إِزَارَكَ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرَ۔(المطالب العالیۃ:2216)

ایک صحابی نے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ سے نصیحت کی درخواست کرتے ہوئے عرض کیا : مجھ سے عہد لیجیے! (تاکہ میں اُس کی پاسداری کروں) آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے اُنہیں مختلف نصیحتیں فرمائیں، اُن میں سے ایک یہ بھی تھی: «وَارْفَعْ إِزَارَكَ إِلَى نِصْفِ السَّاقِ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَإِلَى الْكَعْبَيْنِ، وَإِيَّاكَ وَإِسْبَالَ الْإِزَارِ، فَإِنَّهَا مِنَ الْمَخِيلَةِ، وَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمَخِيلَةَ»اپنے تہبند کو نصف ساق (آدھی پنڈلی) تک اونچا رکھو، پس اگر یہ نہیں کرسکتے تو کم از کم ٹخنوں سے اونچا رکھو اور تہبند (شلوار یا پاجامہ وغیرہ) ٹخنوں سے نیچے لٹکانے سے بچتے رہو اس لیے کہ یہ تکبر میں سے ہے اور بیشک اللہ تعالی تکبر کو پسند نہیں فرماتے۔(ابوداؤد:4084)

شعبان کی پندرہویں شب میں مغفرت سے محرومی:

شعبان کی پندرہویں شب جس میں اللہ تعالیٰ قبیلہ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ افراد کو جہنم سے آزاد کرتے ہیں، اُس شب میں بھی اِزار ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا اللہ تعالیٰ کی مغفرتِ عامّہ سے محروم رہ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اُس کی

جانب دیکھتے بھی نہیں۔أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ: هَذِهِ اللَّيْلَةُ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ وَلِلَّهِ فِيهَا عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ بِعَدَدِ شُعُورِ غَنَمِ كَلْبٍ، لَا يَنْظُرُ اللهُ فِيهَا إِلَى مُشْرِكٍ، وَلَا إِلَى مُشَاحِنٍ، وَلَا إِلَى قَاطِعِ رَحِمٍ، وَلَا إِلَى مُسْبِلٍ، وَلَا إِلَى عَاقٍّ لِوَالِدَيْهِ، وَلَا إِلَى مُدْمِنِ خَمْرٍ.(شعب الایمان:5/362)

اِزار کتنا اونچا رکھا جائے :

اِزار وغیرہ کو اونچا رکھنے کا جو حکم ہے اُس پر عمل کرنے کی صورت یہ ہے کم از کم ٹخنوں سے اونچا رکھا جائے اور کم از کم یہ مقدار یعنی ٹخنوں سے اوپر رکھنا ضروری ہے ، پھر مزید کتنا اونچا رکھنا چاہیئے اِس میں اختیار دیا گیا ہے، خواہ آدھی پنڈلی تک رکھیں یا اس سے کچھ نیچے ٹخنوں سے اوپر اوپر رکھیں، مزید نیچے یعنی ٹخنوں سے نیچے رکھنا جائز نہیں۔

احادیث سے معلوم ہوتا ہے آپ ﷺ نے دو درجے ذکر کیے ہیں: (1)...... آدھی پنڈلی تک۔(2)...... ٹخنوں تک۔

آدھی پنڈلیوں تک اِزار رکھنا مستحب ہے اور اُس سے نیچے ٹخنوں سے اوپر اوپر رکھنا بلا کراہت جائز ہے، البتہ ٹخنوں سے نیچے رکھنا ممنوع ہے۔(بذل المجہود:16/411)(اوجز المسالک:16/191)(فتح الباری:10/259)

خلاصہ:

اِزار رکھنے کے تین درجے ہیں:

- **حرام :** اَسفل من الکعبَین یعنی ٹخنوں سے نیچے رکھنا حرام ہے۔(ترمذی:1783)(المسالک شرح مؤطا مالک:7/294)
- **جائز:** مافوق الکعبَین یعنی ٹخنوں سے کچھ اوپر رکھنا جائز بلا کراہت ہے۔(بذل:16/411)(اوجز:16/191)
- **مستحب :** نصف الساقَین یعنی آدھی پنڈلیوں تک رکھنا مستحب ہے۔(بذل المجہود:16/411)(اوجز:16/191)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میری پنڈلی یا اپنی پنڈلی کا سخت حصہ پکڑ کر فرمایا تہبند کی یہ جگہ ہے، اگر یہ نہ ہو سکے تو تھوڑا سا نیچے، یہ بھی نہ ہو تو تہبند کا ٹخنوں سے کوئی تعلق نہیں ۔عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَضَلَةِ سَاقِي، أَوْ سَاقِهِ، فَقَالَ:هَذَا مَوْضِعُ الإِزَارِ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَأَسْفَلَ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَلَا حَقَّ لِلإِزَارِ فِي الكَعْبَيْنِ۔(ترمذی:1783)

حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ آدھی پنڈلی سے اوپر اِزار رکھنے کو ناپسند کیا کرتے تھے۔عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، قَالَ: كَانُوا يَكْرَهُونَ الْإِزَارَ فَوْقَ نِصْفِ السَّاقِ۔(ابن ابی شیبہ:24828)

آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل نصفِ ساق تک اِزار رکھنے کا تھا :

آدھی پنڈلیوں تک اِزار رکھنا سب سے بہترین طریقہ ہے، اور یہ خود نبی کریم ﷺ اور آپ کے پیارے جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اختیار کردہ طریقہ ہے، لہٰذا اِس بہتر کیا چیز ہو سکتی ہے۔

1. ایک شخص کو اِزار لٹکانے پر تنبیہ کرتے ہوئے آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: کیا تمہارے لئے میری ذات میں اُسوہ (قابلِ تقلید نمونہ) نہیں ہے؟ وہ صحابی کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے اِزار کو دیکھا وہ ٹخنوں سے اوپر اور پنڈلی کی سخت ہڈی سے نیچے (یعنی آدھی پنڈلی تک) تھا۔أَمَا لَكَ فِيَّ أُسْوَةٌ، فَنَظَرْتُ إِلَى إِزَارِهِ فَإِذَا فَوْقَ الْكَعْبَيْنِ، وَتَحْتَ الْعَضَلَةِ۔(مسند احمد:23087)
2. ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ خریم ﷺ اسدی بہت عمدہ آدمی ہے اگر اس کے پٹھے (بال) لمبے نہ ہوتے اور وہ ازار نیچے نہ لٹکاتا یہ بات حضرت خریم رضی اللہ عنہ عنہ تک پہنچی تو انہوں نے فوراً چھری لے کر اپنے بڑھے ہوئے بالوں کو کانوں تک کاٹ دیا اور اپنے ازار کو نصف پنڈلی تک اونچا کر دیا۔«نِعْمَ الرَّجُلُ خُرَيْمٌ الْأَسَدِيُّ، لَوْلَا طُولُ جُمَّتِهِ، وَإِسْبَالُ إِزَارِهِ»،فَبَلَغَ ذَلِكَ خُرَيْمًا فَعَجِلَ، فَأَخَذَ شَفْرَةً فَقَطَعَ بِهَا جُمَّتَهُ إِلَى أُذُنَيْهِ، وَرَفَعَ إِزَارَهُ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ۔(ابو داوٗد:4089)
3. بنو ثقیف کے ایک صحابی کے بارے میں آتا ہے کہ اُنہوں نے اِزار لٹکایا ہوا تھا، نبی کریم ﷺ نے اُنہیں دیکھا تو تیزی سے اُن کے پیچھے گئے اور جا کر اُن کا کپڑا پکڑا اور ارشاد فرمایا:"اِرْفَعْ إِزَارَكَ"یعنی اپنا اِزار اُٹھاؤ، اُنہوں نے کہا یا رسول اللہ! میرے پاؤں ٹیڑھے ہیں، چلنے میں گھٹنے ٹکراتے ہیں (اِس لئے میں نے اِس عیب کو چھپانے کی غرض سے یہ کیا

ہے) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "كُلُّ خَلْقِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ حَسَنٌ" اللہ تعالیٰ کی ہر خلقت خوبصورت ہے (اِس لئے اِس عیب کو چھپانے کی ضرورت نہیں، تم اپنا اِزار اونچا ہی رکھو۔ راوی کہتے ہیں کہ اُس کے بعد اُن صحابی کا یہ عالَم تھا کہ ہمیشہ اُن کا اِزار آدھی پنڈلیوں تک ہی نظر آتا تھا۔(مسند احمد:19472)

4. ایک صحابی نے نبی کریم ﷺ سے نصیحت کی درخواست کرتے ہوئے عرض کیا: مجھ سے عہد لیجیے!(تاکہ میں اُس کی پاسداری کروں) آپ ﷺ نے اُنہیں مختلف نصیحتیں فرمائیں، اُن میں سے ایک یہ بھی تھی: «وَارْفَعْ إِزَارَكَ إِلَى نِصْفِ السَّاقِ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَإِلَى الْكَعْبَيْنِ، وَإِيَّاكَ وَإِسْبَالَ الْإِزَارِ، فَإِنَّهَا مِنَ المَخِيلَةِ، وَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمَخِيلَةَ» اپنے تہبند کو نصف ساق (آدھی پنڈلی) تک اونچا رکھو، پس اگر یہ نہیں کرسکتے تو کم از کم ٹخنوں سے اونچا رکھو اور تہبند (شلوار یا پاجامہ وغیرہ) ٹخنوں سے نیچے لٹکانے سے بچتے رہو اس لیے کہ یہ تکبر میں سے ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں فرماتے۔(ابوداؤد:4084)

5. حضرت ابو اِسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ وہ اپنی آدھی پنڈلیوں تک اِزار باندھا کرتے تھے۔عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ:رَأَيْتُ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَأْتَزِرُونَ عَلَى أَنْصَافِ سُوقِهِمْ۔(ابن ابی شیبہ:24830)

6. حضرت ابو سلیمان اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت کرّم اللہ وجہہ کو جب بھی اِزار پہنے ہوئے دیکھا تو یہی نظر آیا کہ اُنہوں نے آدھی پنڈلیوں تک اِزار باندھا ہوتھا۔أَبُو سُلَيْمَانَ الْمُكْتِبُ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ:مَا رَأَيْتُ عَلِيًّا عَلَيْهِ إِزَارٌ إِلَّا يُحَاذِي إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ۔(ابن ابی شیبہ:24832)

7. حضرت موسیٰ بن دہقان فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابو سعید خدری اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ اُن کا اِزار آدھی پنڈلیوں تک تھا۔عَنْ مُوسَى بْنِ دِهْقَانٍ، قَالَ: «رَأَيْتُ أَبَا سَعِيدٍ، وَابْنَ عُمَرَ إِزَارَهُمَا إِلَى أَنْصَافِ سُوقِهِمَا۔(ابن ابی شیبہ:24833)

8. حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا اِزار آدھی پنڈلی تک ہوتا تھا، ایک دفعہ کسی نے اُن کو کچھ نیچے کرنے کا کہا تو آپ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: میں یہ کیسے چھوڑ سکتا ہوں یہ تو میرے محبوب یعنی نبی اکرم ﷺ کا اِزار رکھنے کا طریقہ تھا۔عَنْ عُثْمَانَ

بْنِ عَفَّانَ: كَانَ إِزَارُهُ إِلَى نِصْفِ سَاقَيْهِ، فَقِيلَ لَهُ فِي ذَلِكَ، فَقَالَ:هَذِهِ إِزْرَةُ حَبِيبِي يَعْنِي النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔(ابن ابی شیبہ:24834)

ٹخنوں سے اوپر کپڑا رکھنے کے فضائل و فوائد:

بہترین شخص ہونا:

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: سمرہ کتنے اچھے آدمی ہیں اگر وہ اپنے بالوں کو کاٹ لیں اور اِزار اوپر رکھیں! حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو فوراً اس پر عمل کیا، اپنے بال کاٹ لیے اور اِزار اونچا کرلیا۔نِعْمَ الْفَتَى سَمُرَةُ، لَوْ أَخَذَ مِنْ لِمَّتِهِ، وَشَمَّرَ مِنْ مِئْزَرِهِ فَفَعَلَ ذَلِكَ سَمُرَةُ أَخَذَ مِنْ لِمَّتِهِ، وَشَمَّرَ مِنْ مِئْزَرِهِ۔(مسند احمد:17788)

ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ خریم ﷺ اسدی بہت عمدہ آدمی ہے اگر اس کے پٹھے (بال) لمبے نہ ہوتے اور وہ ازار نیچے نہ لٹکاتا یہ بات حضرت خریم رضی اللہ عنہ عنہ تک پہنچی تو انہوں نے فوراً چھری لے کر اپنے بڑھے ہوئے بالوں کو کانوں تک کاٹ دیا اور اپنے ازار کو نصف پنڈلی تک اونچا کر دیا۔«نِعْمَ الرَّجُلُ خُرَيْمٌ الْأَسَدِيُّ، لَوْلَا طُولُ جُمَّتِهِ، وَإِسْبَالُ إِزَارِهِ»،فَبَلَغَ ذَلِكَ خُرَيْمًا فَعَجِلَ، فَأَخَذَ شَفْرَةً فَقَطَعَ بِهَا جُمَّتَهُ إِلَى أُذُنَيْهِ، وَرَفَعَ إِزَارَهُ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ۔(ابو داؤد:4089)

کپڑوں کا زیادہ چلنا:

حضرت عُبیدہ بن خلف فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منوّرہ آیا، اُس وقت نوجوان تھا، میں نے ایک چتکبری (سیاہ و سفید) چادر کو اِزار کے طور پر پہنی ہوئی تھی اور (نیچے ہونے کی وجہ سے) میں اُسے زمین پر گھسیٹ رہا تھا، اچانک مجھے کسی نے پیچھے سے پکڑ کر کوکھ پر دبایا اور یہ کہا: سُن لو! اگر تم اپنے اِزار کو اونچا رکھو گے تو اِس سے کپڑے زیادہ دیر تک باقی رہیں گے اور زیادہ صاف بھی رہیں گے، میں نے پلٹ کر دیکھا تو وہ رحمتِ کائنات ﷺ تھے، میں نے کہا: یارسول اللہ! یہ تو چتکبری چادر ہے (اِزار تو نہیں) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں! (تب بھی اوپر ہی رکھو) اگرچہ چادر ہی کیوں نہ ہو، کیا تمہارے لئے میری ذات میں اُسوہ (قابلِ تقلید نمونہ) نہیں ہے؟ میں نے آپ ﷺ کے اِزار کو دیکھا وہ ٹخنوں سے اوپر اور پنڈلی کی سخت ہڈی سے

نیچے (یعنی آدھی پنڈلی تک) تھا۔قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ وَأَنَا شَابٌّ مُتَأَزِّرٌ بِبُرْدَةٍ لِي مَلْحَاءَ أَجُرُّهَا، فَأَدْرَكَنِي رَجُلٌ فَغَمَزَنِي بِمِخْصَرَةٍ مَعَهُ، ثُمَّ قَالَ: أَمَا! لَوْ رَفَعْتَ ثَوْبَكَ كَانَ أَبْقَى وَأَنْقَى، فَالْتَفَتُّ، فَإِذَا هُوَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّمَا هِيَ بُرْدَةٌ مَلْحَاءُ، قَالَ:وَإِنْ كَانَتْ بُرْدَةً مَلْحَاءَ، أَمَا لَكَ فِيَّ أُسْوَةٌ، فَنَظَرْتُ إِلَى إِزَارِهِ فَإِذَا فَوْقَ الْكَعْبَيْنِ، وَتَحْتَ الْعَضَلَةِ۔(مسند احمد:23087)

کپڑوں کا صاف ستھرا رہنا:

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: سُن لو! اگر تم اپنے اِزار کو اونچا رکھو گے تو اِس سے کپڑے زیادہ دیر تک باقی رہیں گے اور زیادہ صاف بھی رہیں گے ۔أَمَا! لَوْ رَفَعْتَ ثَوْبَكَ كَانَ أَبْقَى وَأَنْقَى۔(مسند احمد:23087)ارْفَعْ إِزَارَكَ فَإِنَّهُ أَبْقَى وَأَنْقَى۔(مسند احمد:23086)

تقویٰ کے حصول کا ذریعہ ہے :

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: اپنے اِزار کو اونچا رکھو، اِس لئے کہ یہ زیادہ پرہیز گاری اور زیادہ صاف رہنے کا ذریعہ ہے۔ارْفَعْ إِزَارَكَ فَإِنَّهُ أَتْقَى وَأَنْقَى۔(شعب الایمان:5737)ایک اور روایت میں ہے: اپنے کپڑوں کو ٹخنوں سے اونچا رکھو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ارْفَعْ إِزَارَكَ، وَاتَّقِ اللهَ۔(طبرانی کبیر:7241)

ساتویں صورت: کپڑوں میں بے جا اِسراف کرنا :

اِسراف کا مطلب:

لُغت میں: لغوی معنیٰ ” مُجاوزةُ القَصْدِ “ کے آتے ہیں۔یعنی حدِّ اعتدال سے تجاوز کرنا۔(لسان العرب:9/148)

اصطلاح میں: اصطلاح میں اِسراف کی بہت سی تعریفیں کی گئی ہیں:

(1)......... کسی دینی اور دنیوی قابل ذکر فائدہ کے بغیر مال کو تباہ و برباد کرنا اور بے جا خرچ کرنا "اسراف" کہلاتا ہے۔إِهْلَاكُ الْمَالِ وَإِضَاعَتُهُ، وَإِنْفَاقُهُ مِنْ غَيْرِ فَائِدَةٍ مُعْتَدٍّ بِهَا دِينِيَّةٍ أَوْ دُنْيَوِيَّةٍ.(الطريقة المحمّدية:105)

(2)......... کسی بھی چیز میں اِفراط سے کام لینا اور حدِّ اعتدال سے آگے بڑھنا اِسراف کہلاتا ہے۔ وَالْإِسْرَافُ: الْإِفْرَاطُ فِي الشَّيْءِ وَمُجَاوَزَةُ الْحَدِّ.(تفسیر قرطبی:4/231)

(3)......... اِسراف قول و فعل میں حد سے آگے بڑھنے کا نام ہے اور اِنفاق میں اِس کا اِستعمال زیادہ مشہور ہے۔الْإِسْرَافُ مُجَاوَزَةُ الْحَدِّ فِي كُلِّ فِعْلٍ أَوْ قَوْلٍ وَهُوَ فِي الْإِنْفَاقِ أَشْهَرُ۔(فتح الباری:10/253)

اِسراف کی صورتیں:

حد سے تجاوز کرنے کی مُختلف صورتیں ہوتی ہیں:

1. غیر مَصرف میں خرچ کرنا۔
2. اللہ تعالیٰ کی معصیت میں خرچ کرنا اگرچہ ایک پیسہ ہی کیوں نہ ہو۔
3. جائز اور مُباح کاموں میں ضرورت اور حدِّ اعتدل سے زیادہ خرچ کرنا۔
4. حلال سے تجاوز کرکے حرام کو اختیار کرنا، یا کسی حرام کو حلال سمجھ لینا۔(معارف القرآن:3/545 — 6/504)

اِسراف کا تعلّق صرف اِنفاقِ مال سے نہیں:

بہت سے لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوتی ہے کہ وہ اِسراف صرف مال کے بے جا خرچ کرنے کو کہتے ہیں، حالانکہ یہ اِسراف کا ایک بہت ہی محدود اور تنگ سا تصوّر ہے، قرآن و سنّت سے معلوم ہوتا ہے کہ اِسراف صرف مال کے خرچ کرنے میں نہیں، بلکہ زندگی کے تمام شعبوں میں راہِ اعتِدال سے ہٹ جانا اِسراف کہلاتا ہے، چاہے قول میں ہو یا فعل میں، جیسا کہ علّامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ بالا تعریف سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔

کھانے پینے میں اِسراف : یہ ہے کہ بھوک اور ضرورت سے زیادہ کھایا پیا جائے، یا قدرت و اختیار کے باوجود ضرورت سے اِس قدر کم کھایا جائے کہ کمزوری کی وجہ سے واجبات کی قدرت ہی باقی نہ رہے، حلال سے تجاوز کرکے حرام کو اختیار کیا جائے، کسی حرام چیز کو حلال سمجھ لیا جائے، ہر وقت کھانے پینے کے دھندے میں مشغولیت اختیار کرلی جائے، من چاہی ہر چیز کو کھالیا جائے۔(معارف القرآن:3/546)

لِباس میں اِسراف : یہ ہے کہ لِباس سے متعلّق کسی شرعی ممانعت کو اختیار کیا جائے، مثلاً: لِباس میں برہنگی اِختیار کرنا، کافروں اور فاسقوں کی مشابہت کو اپنانا، مَردوں کے لئے عورتوں اور عورتوں کے لئے مَردوں جیسے کپڑے پہننا، مَردوں کے لئے ریشم اور سونا پہننا، کپڑوں کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا وغیرہ۔ یہ سب لِباس میں اِسراف کی صورتیں ہیں اِس لئے کہ یہ راہِ اعتدال سے ہٹنے کی شکلیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں ہیں۔ اِسی طرح ضرورت و حاجت سے زیادہ لِباس بنانے کے پیچھے پڑنا اور اُن میں حدِّ اعتدال سے زیادہ زیب و زینت اختیار کرنا، یہ بھی اِسراف کہلاتا ہے۔

وقت میں اِسراف : یہ ہے کہ اُسے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں یا بے کار و فضول کاموں میں ضائع کیا جائے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے "لغویات" سے اِعراض کرنے والوں کو فلاح یاب قرار دیا ہے۔(المومنون:3)

پانی میں اِسراف : یہ ہے کہ اُسے ضائع کیا جائے، استعمال کرتے ہوئے اُسے ضرورت سے زیادہ بہانا حدیث کے مطابق اِسراف ہے، نبی کریم ﷺ ایک دفعہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے، وہ وضو کررہے تھے، آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: «مَا هَذَا السَّرَفُ» یہ کیسا اِسراف ہے؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: «أَفِي الْوُضُوءِ إِسْرَافٌ» کیا وضو میں بھی اِسراف ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: ہاں! وضو میں بھی اِسراف ہوتا ہے، اگرچہ تم کسی جاری نہر پر کیوں نہ بیٹھے ہو۔(ابن ماجہ:425)

خرچ میں اِسراف : یہ ہے کہ معصیت میں خرچ کیا جائے، یا مُباح چیزوں میں ضرورت سے زائد خرچ کیا جائے۔ قرآن کریم میں ایک جگہ رحمان کے پیارے بندوں کی صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو فضول

خرچی نہیں کرتے اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان کا خرچ ان دونوں کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے۔﴿الَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا، وَلَمْ يَقْتُرُوا، وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَامًا﴾۔(الفرقان:67)

بدلہ لینے میں اِسراف: یہ ہے کہ بدلہ لینے میں "فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ" پر عمل کرتے ہوئے انصاف سے کام لینے کے بجائے ظلم وزیادتی کرنے لگیں، قرآن کریم نے اس کو بھی "اِسراف" کہا ہے، چنانچہ اِرشاد ہے:

﴿فَلَا يُسْرِفْ فِي الْقَتْلِ﴾اور جو شخص مظلومانہ طور پر قتل ہوجائے تو ہم نے اُس کے ولی کو(قصاص کا)اختیار دیا ہے، چنانچہ اس پر لازم ہے کہ وہ قتل کرنے میں حد سے تجاوز نہ کرے۔(الاسراء:33)

ایک جگہ اِرشاد فرمایا:﴿وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَنْ صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَنْ تَعْتَدُوا﴾اور کسی قوم کے ساتھ تمہاری یہ دشمنی کہ اُنہوں نے تمہیں مسجدِ حرام سے روکا تھا تمہیں اِس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم(ان پر)زیادتی کرنے لگو۔اِس آیت سے معلوم ہوا کہ دشمن کے ساتھ بھی کوئی زیادتی کرنا جائز نہیں۔(آسان ترجمہ قرآن کریم:1/323)

قول میں اِسراف: یہ ہے کہ زبان سے گناہ کی بات کی جائے، مثلاً جھوٹ بولنا، غیبت کرنا، گالی دینا، کسی کو تکلیف دینے والی بات کرنا یا فضولیات اور لغویات میں زبان کو بکثرت اِستعمال کرنا یہ سب زبان کی مقررہ حدود سے تجاوز ہے جو قول میں اِسراف کہلاتا ہے۔

عمل میں اِسراف: یہ ہے کہ گناہ کبیرہ کا اِرتکاب کیا جائے، چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے گناہِ کبیرہ کو بھی اِسراف سے تعبیر کیا ہے، چنانچہ اِرشاد ہے:﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا﴾۔(آلِ عمران:147)وَإِسْرافَنا: يَعْنِي الْكَبَائِرَ.(تفسیر قرطبی:4/231)﴿قُلْ يَاعِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا﴾۔(الزمر:53)أفرطوا في الجناية عليها بالإسراف في المعاصي.(تفسیر بیضاوی:5/46)

اِسراف کی مُمانعت:

اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتے ہیں: کھاؤ اور پیؤ اور حد سے نہ نکلو﴿كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا﴾۔(الاعراف:31)

اور اپنا ہاتھ اپنی گردن کے ساتھ بندھا ہوا نہ رکھو اور نہ اسے بالکل ہی کھول دو کہ پھر تم پشیمان اور تہی دست ہو کر بیٹھ جاؤگے۔﴿وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَحْسُورًا﴾۔(الاسراء:29)

مال کو بے جا خرچ نہ کرو بے شک بیجا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔﴿وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا﴾۔(الاسراء:27)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: کھاؤ پیو اور صدقہ کرو اور کپڑے پہنو (تمہیں اجازت ہے) جب تک کہ اِسراف اور تکبّر (کی گندگی) نہ شامل ہو جائے۔كُلُوا وَاشْرَبُوا وَتَصَدَّقُوا وَالْبَسُوا مَا لَمْ يُخَالِطْهُ إِسْرَافٌ، أَوْ مَخِيلَةٌ۔(ابن ماجہ:3605)

ایک اور روایت میں ہے: بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تین چیزوں کو پسند اور تین چیزوں کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے: تین چیزیں یہ پسند کی ہیں کہ تم اُس کی عبادت کرو، اُس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ اور سب مل کر اللہ تعالیٰ کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ میں مت پڑو۔ اور تین ناپسندیدہ چیزیں فضول باتوں کے پیچھے پڑنا، کثرت سے (بے فائدہ) سوالات کرنا اور مال کو ضائع کرنا ہے۔إِنَّ اللهَ يَرْضَى لَكُمْ ثَلَاثًا، وَيَكْرَهُ لَكُمْ ثَلَاثًا، فَيَرْضَى لَكُمْ: أَنْ تَعْبُدُوهُ، وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَأَنْ تَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا، وَيَكْرَهُ لَكُمْ: قِيلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَإِضَاعَةَ الْمَالِ۔(مسلم:1715)

اِسراف کے بارے میں وعیدیں:

اللہ تعالیٰ کی محبّت سے محرومی:

سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کا مبغوض بندہ بن جاتا ہے، اللہ تعالیٰ ایسے شخص سے محبت نہیں کرتے، چنانچہ ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اِسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔﴿إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ﴾۔(الاعراف:31)

شیطان کا بھائی بننا:

ایک بڑا نقصان یہ ہے کہ انسان اِسراف کے گناہ کا مرتکب ہو کر شیطان کے نقشِ قدم پر کل پڑتا ہے، اِسی لئے قرآن کریم نے ایسے شخص کو شیطان کا بھائی قرار دیا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

بے شک اِسراف کرنے والے شیاطین کے بھائی ہیں۔﴿إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ﴾۔(الاسراء:27)

علّامہ بَرکوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شیطان کا بھائی بھی شیطان ہی ہوتا ہے اور شیطان سے زیادہ کوئی اور بُرا نام نہیں ہو سکتا، پس اِس اعتبار سے اِسراف کی یہ سب سے بڑی مذمّت ہے، اِس سے بڑی اور کوئی مذمّت نہیں ہو سکتی۔وَأَخُ الشَّيْطَانِ شَيْطَانٌ، وَلَا اسْمَ أَقْبَحُ مِنْ الشَّيْطَانِ فَلَا ذَمَّ أَبْلَغُ مِنْ هَذَا۔(الطریقة المحمدیة:103)

بے وقوف ہونا:

قرآن کریم نے اِسراف کے مُرتکب کو "بے وقوف" بھی کہا ہے، چنانچہ اِرشاد ہے:

﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ﴾ اور بے وقوفوں کو اپنا وہ مال حوالے نہ کرو جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے زندگی کا سرمایہ بنایا ہے۔(النّساء:5){السفهاء}المبذرين من الرجال والنساء والصبيان۔(تفسیر الجلالین:1/98)

اللہ تعالیٰ کا ناپسندیدہ عمل:

اِسراف نام ہے مال کے ضائع کرنے کا، جو کہ یقیناً ایک انتہائی ناپسندیدہ عمل ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے بھی اِس عمل کو پسند نہیں کیا، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد ہے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے فضول باتوں کے پیچھے پڑنا، کثرت سے (بے فائدہ) سوالات کرنا اور مال کو ضائع کرنا ناپسند قرار دیا ہے (مکمل حدیث پیچھے گزر چکی ہے)۔وَيَكْرَهُ لَكُمْ: قِيلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَإِضَاعَةَ الْمَالِ۔(مسلم:1715)

کافروں کا طرزِ عمل:

حد سے تجاوز کرنا کافروں کا طرزِ عمل ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں "مُسرِف" یعنی حد سے تجاوز کرنے کا لفظ کافروں اور سرکشوں کے لئے اِستعمال کیا گیا ہے، چند آیات ملاحظہ ہوں:

اللہ تعالیٰ نے مُسرِف (حد سے تجاوز کرنے والے) کے بارے میں یہ اِرشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے ہدایت نہیں دیتے اور گمراہ کر دیتے ہیں۔﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ﴾اللہ تعالیٰ کسی ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو حد سے گزر جانے والا (اور) جھوٹ بولنے والا ہو۔(المؤمن:28)

﴿كَذَلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُرْتَابٌ﴾اسی طرح اللہ تعالیٰ اُن تمام لوگوں کو گمراہی میں ڈالے رکھتا ہے جو حد سے گزرے ہوئے، شکی ہوتے ہیں۔(المؤمن:34)

﴿وَأَنَّ الْمُسْرِفِينَ هُمْ أَصْحَابُ النَّارِ﴾بے شک حد سے تجاوز کرنے والے ہی جہنمی ہیں۔(المؤمن:43)

قومِ لوط جو کہ اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے حدِّ اعتدال سے تجاوز کر چکے تھے اُن کے بارے میں کہا گیا: ﴿بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُسْرِفُونَ﴾بلکہ تم لوگ حد سے آگے بڑھنے والے ہو۔(الأعراف:81)

فرعون جس نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا اُس کے بارے میں کہا گیا:﴿إِنَّهُ كَانَ عَالِيًا مِنَ الْمُسْرِفِينَ﴾بے شک وہ سرکش حد سے تجاوز کرنے والوں میں سے تھا۔(الدّخان:31)

اِن آیات میں اگرچہ اِسراف کا معنی کفر اختیار کرنے کے ہیں، مال کو بے دریغ خرچ کرنا مراد نہیں، لیکن یہ کیا کم ہے کہ انسان اِسراف کا مرتکب ہو کر اُس نام کا مصداق بنے جو کافروں کے لئے اِستعمال کیا گیا ہے۔

لِباس میں اِسراف کی شکلیں:

لِباس میں عموماً چار طرح کے بڑے اِسراف پائے جاتے ہیں:

1. **اپنی حیثیت سے زائد مہنگے کپڑے بنانا:**

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جتنی وسعت دی ہے اُس کے مطابق کپڑے بنانا درست ہے، اور اچھی حیثیت ہونے کے باوجود بھی بہت زیادہ مہنگے کپڑوں سے اِجتناب کرنا حدیث کے مطابق زیادہ بہتر ہے، چنانچہ حدیث میں ایسے شخص کے لئے فضیلت بیان

کی گئی ہے کہ جو قدرت کے باوجود بھی تواضع اور ترکِ زینت کے طور پر خوبصورت کپڑوں کو ترک کرے گا اللہ تعالیٰ اُسے عزّت و کرامت کا جوڑا پہنائیں گے۔مَنْ تَرَكَ لُبْسَ ثَوْبِ جَمَالٍ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ تَوَاضُعًا كَسَاهُ اللَّهُ حُلَّةَ الْكَرَامَةِ۔(ابوداؤد:4778)اور اگر کوئی اپنی حیثیت سے بھی زیادہ خرچہ کرکے مہنگے کپڑے خریدنے میں لگا رہے تو یہ اِسراف کہلاتا ہے، کیونکہ یہ قدرت کی دی ہوئی وسعت سے تجاوز کرنا ہے۔

2. حد سے زیادہ کپڑے بنانا:

انسان کو زیادہ سے زیادہ مال جمع کرنے کی فطری خواہش ہوتی ہے ،لِباس کے متعلّق بھی انسان اِسی روِش کا شکار ہو کر زیادہ سے زیادہ کپڑے بنوانے اور خریدنے کے پیچھے پڑا رہتا ہے۔ کپڑوں کے گٹھر کے گٹھر جمع ہوجاتے ہیں، ایسا بھی ہوتا ہے کہ بسااوقات کپڑوں کی کثرت کا یہ عالَم ہوتا ہے کہ اُنہیں پہننے کی نوبت بھی نہیں آتی، لیکن "هَلْ مِنْ مَزِيدٍ" کی حرص اور دوڑ ختم ہونے کے بجائے بڑھتی ہی چلی جاتی ہے، ظاہر ہے کہ اسے اِسراف نہیں تو اور کیا کہیں گے۔

3. ناجائز کپڑے پہننا:

ایسا کپڑا جس کے پہننے سے شریعت نے منع کیا ہے، اُس کا پہننا بھی اِسراف ہے۔ مثلاً: اِس قدر باریک کپڑا پہننا جس سے اعضاءِ ستر نظر آتے ہوں ، تنگ اور چست کپڑا پہننا جس سے اعضاءِ ستر کی ساخت اور اُن کا حجم واضح اور نمایاں ہوتا ہو، مَردوں کے لئے عورتوں اور عورتوں کے لئے مَردوں جیسا کپڑا پہننا، کپڑوں میں کفار و مشرکین یا فاسق و فاجر لوگوں کی مشابہت اختیار کرنا پر، مَردوں کے لئے ریشم اور سونا، پہننا، مَردوں کے لئے ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکانا، عورتوں کے لئے ٹخنے، کلائی، پنڈلی، سر کے بال کھولنا، نام و نمود اور شہرت و ریاکاری کا کپڑا پہننا وغیرہ وغیرہ، یہ سب کپڑوں کی ممنوع اور ناجائز شکلیں ہیں، ان کو اختیار کرنا "اِسراف" کہلاتا ہے، اِس لئے کہ یہ سب شکلیں کپڑوں کے بارے میں بیان کردہ شرعی حدود سے تجاوز کرنا ہے اور اسی کو اِسراف کہا جاتا ہے۔

4. کپڑوں کو ضائع کرنا :

کپڑوں کے بارے میں اِسراف کی ایک شکل "اِضاعتِ مال" بھی اختیار کی جاتی ہے، یعنی مال کو ضائع کرنا، اور وہ اِس طرح کہ کپڑوں کو بسا اوقات ضائع کر دیا جاتا ہے، مثلاً: کپڑے اِستعمال کرنے کے بعد پھینک دینا، جلا دینا، پھاڑ دینا، کپڑوں میں ایسا کوئی بھی تصرّف کرلینا جس کے بعد وہ کسی کے لئے بھی قابلِ استعمال نہ رہیں، ظاہر ہے کہ یہ سب صورتیں کپڑوں کو ضائع کر دینے کے مترادف ہے، حالانکہ اگر یہی کپڑے جن کے استعمال سے انسان مستغنی ہو چکا ہے، اگر کسی غریب کو دیدیے جاتے تو اُس کے بدن ڈھانپنے، ستر چھپانے کے کام آسکتا تھا، بلکہ بعض اوقات تو اِس قدر اہم اور قیمتی کپڑے ضائع کر دیے جاتے ہیں کہ کسی غریب اور متوسط کے لئے وہ کپڑے زینت و تجمّل اختیار کرنے کا کام بھی دے سکتے تھے، لیکن انسان دولت و فراوانی کے نشہ میں مست و غافل ہو کر اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کی ناقدری کرتے ہوئے بڑی بے دردی کے ساتھ اُنہیں ضائع و برباد کر دیتا ہے، ظاہر ہے کہ مال کے اِس ضیاع کو سوائے اِسراف کے اور کیا کہا جاسکتا ہے۔

کپڑوں کے ضائع کرنے کے اِسراف سے بچنے کے لئے نبی کریم ﷺ کے مندرجہ ذیل اِرشادات پڑھیئے جس میں آپ ﷺ نے کسی کو کپڑا پہنانے کے کتنے فضائل بیان کیے ہیں:

کسی کو لِباس پہنانے کے فضائل:

1. حدیث میں آتا ہے جو شخص نیا کپڑا پہنے اور یہ دعاء پڑھے: **"اَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِيْ مَا أُوَارِي بِهِ عَوْرَتِيْ، وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِيْ حَيَاتِي"** اُس کے بعد پُرانا کپڑا غرباء و مساکین پر صدقہ کر دے تو وہ اپنی موت و حیات کے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی ذمّہ داری اور پناہ میں آگیا۔ مَنْ لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيدًا فَقَالَ: الحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي مَا أُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي، وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِي حَيَاتِي ثُمَّ عَمَدَ إِلَى الثَّوْبِ الَّذِي أَخْلَقَ فَتَصَدَّقَ بِهِ كَانَ فِي كَنَفِ اللَّهِ وَفِي حِفْظِ اللَّهِ، وَفِي سَتْرِ اللَّهِ حَيًّا وَمَيِّتًا۔(ترمذی:3560)
2. نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: جس مومن نے کسی مومن کو بھوک کی حالت میں کھانا کھلایا اللہ تعالیٰ اُسے قیامت کے دن جنت کے پھل کھلائیں گے، اور جس مومن نے کسی مومن کو پیاس کی حالت میں پانی پلایا اللہ تعالیٰ اُسے قیامت

کے دن "رَحیقِ مَختوم" یعنی مہر لگی ہوئی عُمدہ شراب پلائیں گے، اور جس مومن نے کسی مومن کو برہنگی کی حالت میں کپڑے پہنائے اللہ تعالیٰ اُسے جنّت کے سبز کپڑوں میں سے کپڑا پہنائیں گے۔أَيُّمَا مُؤْمِنٍ أَطْعَمَ مُؤْمِنًا عَلَى جُوعٍ أَطْعَمَهُ اللَّهُ يَوْمَ القِيَامَةِ مِنْ ثِمَارِ الجَنَّةِ، وَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ سَقَى مُؤْمِنًا عَلَى ظَمَإٍ سَقَاهُ اللَّهُ يَوْمَ القِيَامَةِ مِنَ الرَّحِيقِ المَخْتُومِ، وَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ كَسَا مُؤْمِنًا عَلَى عُرْيٍ كَسَاهُ اللَّهُ مِنْ خُضْرِ الجَنَّةِ۔(ترمذی:2449)

3. جو شخص کسی مسلمان کو کپڑا پہنائے تو وہ مستقل اللہ تعالیٰ کے پردہ (حفاظت) میں رہتا ہے جب تک کہ اُس کپڑے کا ایک بھی دھاگہ پہننے والے کے اوپر ہوتا ہے۔مَنْ كَسَا مُسْلِمًا ثَوْبًا لَمْ يَزَلْ فِي سِتْرِ اللَّهِ مَا دَامَ عَلَيْهِ مِنْهُ خَيْطٌ أَوْ سِلْكٌ۔(مستدرکِ حاکم:7422)

4. جب کوئی مسلمان کسی مسلمان کو کپڑا پہنائے تو وہ کپڑا پہنانے والا مسلسل اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہتا ہے جب تک کہ اُس کپڑے کا ایک ٹکڑا بھی اُس پہننے والے کے جسم پر موجود ہوتا ہے۔مَا مِنْ مُسْلِمٍ كَسَا مُسْلِمًا ثَوْبًا إِلَّا كَانَ فِي حِفْظٍ مِنَ اللَّهِ مَا دَامَ مِنْهُ عَلَيْهِ خِرْقَةٌ۔(ترمذی:2484)

5. نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: جس نے کسی مسلمان کو سوار کرایا یا کسی برہنہ کو کپڑے پہنائے اللہ تعالیٰ اُس کے لئے راحت کو واجب کردیتے ہیں۔مَنْ حَمَلَ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، أَوْ كَسَا عَارِيًا أَوْجَبَ اللَّهُ لَهُ الرَّوْحَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔(الترغیب فی فضائل الاعمال للشاہین:370)

6. حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں: جس نے کسی برہنہ شخص کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کپڑے پہنائے اللہ تعالیٰ اُس کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔من كسا عاريا أراد به الله تعالى أدخله الله الجنة۔(کنز العمال:44279)

آٹھویں صورت: کپڑوں کو رِیاء و تکبّر کے طور پر پہننا:

لِباسِ شہرت کسے کہتے ہیں:

لِباسِ شہرت اُس لِباس کو کہا جاتا ہے جس کو لوگوں کو دکھانے کے لئے پہنا جائے، خواہ فخر و غرور کے طور پر ہو یا زہد و تقویٰ کے ظاہر کرنے کی غرض سے ہو۔(بذل المجہود:16/ 356)

آج کل ریاکاری اور دکھاوے لئے پہنے جانے کپڑوں کا مردوں اور عورتوں میں بہت رواج ہو گیا ہے، تقریبات میں شادی بیاہ کے موقع پر تو باقاعدہ اس کا ایک مقابلہ ہوتا ہے، اس کے علاوہ بھی عام روز مرّہ کی زندگی میں کپڑا خریدتے اور پہنتے ہوئے ہمیشہ لوگوں کی جانب نظر رہتی ہے کہ لوگ کیا کہیں گے، لوگوں کو پسند آئے گا یا نہیں، حالآنکہ کپڑا اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ایک نعمت اور انسان کی بنیادی ضروریات میں سے ہے، اِس میں کسی کو دکھانے اور کسی سے ”واہ واہ“ سننے کی نیت ہر گز شامل نہیں ہونی چاہیئے، اللہ تعالیٰ کا شکر اداء کرتے ہوئے اِس نعمت کو سنت کے مطابق استعمال کرنا چاہیئے۔

لِباس سے منتفع ہونے کے درجات اور اُن کا حکم:

حکیم الامّت مجدّد الملّت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نوّر اللہ مَرقدہٗ نے لِباس سے متعلّق اپنے ایک وعظ میں بڑی قیمتی بات اِرشاد فرمائی ہے جس سے لِباس کے پہننے کے مقاصد کو بڑی اچھی طرح سمجھا جاسکتا ہے، اُس کا خلاصہ یہ ہے:

لِباس سے نفع حاصل کرنے کے چار درجات ہیں:

(1)ضرورت۔ (2)آسائش۔ (3)آرائش۔ (4)نمائش۔

پہلا درجہ: ضرورت کا درجہ اختیار کرنا تو ضروری ہے یعنی اِس قدر کپڑا کہ جس سے ستر پوشی کا فائدہ حاصل ہو سکے۔

دوسرا درجہ: آسائش کا درجہ یہ ہے کہ ضرورت تو مثلاً 100 روپے گز سے پوری ہو جاتی ہو لیکن اس سے تکلیف ہوتی ہو اس لئے 150 روپے گز کا کپڑا پہن لیا جائے، یہ جائز ہے۔

تیسرا درجہ: آرائش کا درجہ یہ ہے کہ 150 روپے گز کا کپڑا جو کہ راحت حاصل کرنے کے لئے کافی تھا لیکن دل کو خوش کرنے کے لئے کوئی ڈیزائن اور کڑھائی والا کپڑا 180 روپے گز میں خرید لیا جائے اور یہ خریدنا اپنے دل کو خوش کرنے کے لئے ہو، یہ بھی جائز ہے، کیونکہ اس میں بھی نام و نمود اور شہرت مقصود نہیں، اپنی ذاتی راحت ہی کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

چوتھا درجہ: نمائش کا ہے اور وہ یہ ہے کہ کپڑا ریاکاری اور دِکھاوے کی نیت سے پہنا جائے، یہ حرام اور ناجائز ہے، اِس لئے کہ اِسی کو لباسِ شہرت کہتے ہیں جو حدیث کی رو سے پہننا درست نہیں۔(خطبات حکیم الامّت، حقوق الزوجین:20/162)

لِباسِ شہرت کی مُمانعت:

شریعت کی رُو سے ایسا لِباس پہننا حرام ہے، نبی کریم ﷺ نے اِس کی مُمانعت فرمائی ہے۔

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: کھاؤ پیو اور صدقہ کرو اور کپڑے پہنو، تمہیں اجازت ہے بس اِس بات کا خیال رہے کہ اِسراف اور تکبّر نہیں ہونا چاہیئے۔ كُلُوا وَاشْرَبُوا وَتَصَدَّقُوا وَالْبَسُوا مَا لَمْ يُخَالِطْهُ إِسْرَافٌ، أَوْ مَخِيلَةٌ۔(ابن ماجہ:3605)

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: شیطان سُرخ رنگ کو پسند کرتا ہے، پس تم سرخ رنگ اور ہر طرح کے شہرت والے لِباس سے بچو۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ يَزِيدَ الثَّقَفِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ الشَّيْطَانَ يُحِبُّ الْحُمْرَةَ فَإِيَّاكُمْ وَالْحُمْرَةَ وَكُلَّ ثَوْبٍ ذِي شُهْرَةٍ۔(شعب الایمان:5915)(طبرانی اوسط:7708)

لِباسِ شہرت کی صورتیں:

لِباسِ شہرت کی مُختلف صورتیں ہیں:

1. ایسا لِباس جس کا پہننا ہی سرے سے جائز نہ ہو۔ جیسے برہنہ کپڑے، باریک اور چست کپڑے وغیرہ۔
2. ایسا لِباس جس کا پہننا تو جائز ہو لیکن اُس کے پہننے سے مقصود فخر و غرور اور نام کمانا ہو۔
3. ایسا لِباس جس کے ذریعہ فقراء پر اپنی برتری کا اظہار اور اُن کی دل شکنی مقصود ہو۔

4. ایسالِباس جس کو مسخرہ کے طور پر پہنا جائے، یعنی لوگوں کو اُس لِباس کے ذریعہ ہنسانا مقصود ہو۔

5. ایسالِباس جس کے ذریعہ اپنے زُہد، عمل اور تقویٰ کا اِظہار مقصود ہو۔ جیسے پیوند لگے ہلکے درجے کا کپڑا اِس غرض سے پہنا جائے کہ لوگ صوفی اور زاہد کہیں گے۔

6. ایسالِباس جو کسی منصب اور مقام کی علامت ہو اور انسان نااہل ہونے کے باوجود اُس لِباس کو اِس لئے اختیار کرے تاکہ لوگ اُسے اُس مقام و منصب کا حامل سمجھیں۔ جیسے: جاہل ہونے کے باوجود فقہاء کا لباس پہننا، عامی ہونے کے باوجود رئیس اور سید جیسالِباس پہننا۔(مرقاۃ المفاتیح:72782)

لِباسِ شہرت کی وعیدیں:

نبی کریم ﷺ نے اِیسے لِباس کے بارے میں بڑی سخت وعیدیں ذکر فرمائی ہیں: چند وعیدیں ملاحظہ فرمائیں:

آگ کا لِباس: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جس نے شہرت کی چادر پہنی یا شہرت کا کپڑا پہنا اللہ تعالیٰ اُسے قیامت کے دن آگ کا لباس پہنائیں گے۔قَالَ ابْنُ عُمَرَ:مَنْ لَبِسَ رِدَاءَ شُهْرَةٍ، أَوْ ثَوْبَ شُهْرَةٍ أَلْبَسَهُ اللَّهُ نَارًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔(ابن ابی شیبہ:25266)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: جس شخص نے شہرت کا کپڑا پہنا اللہ تعالی قیامت کے روز اسے ویسا ہی کپڑا پہنائیں گے پھر اس میں آگ بھڑکا دی جائے گی۔مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ أَلْبَسَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَوْبًا مِثْلَهُ ،زَادَ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ: ثُمَّ تُلَهَّبُ فِيهِ النَّارُ۔(ابوداؤد:4029)

جس نے شہرت کالِباس پہنا اللہ تعالیٰ اُسے قیامت کے دن ذلّت و رُسوائی کا لِباس پہنائیں گے اور پھر اُس میں آگ بھڑکا دیں گے۔مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ فِي الدُّنْيَا، أَلْبَسَهُ اللَّهُ ثَوْبَ مَذَلَّةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ أَلْهَبَ فِيهِ نَارًا۔(ترمذی:3607)

ذلّت و رُسوائی کا لِباس: نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: جس نے شہرت کا لباس پہنا اللہ تعالیٰ اُسے آخرت میں ذلّت کا لباس پہنائیں گے۔مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ فِي الدُّنْيَا، أَلْبَسَهُ اللهُ ثَوْبَ مَذَلَّةٍ فِي الْآخِرَةِ۔(سنن کبریٰ للنسائی:9487)

اللہ تعالیٰ کا اِعراض: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو شہرت کی سواری پر سوار ہوا یا شہرت کا لباس پہنا وہ کتنا ہی شریف کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ اُس سے اُس وقت تک اعراض کریں گے جب تک وہ لباس اور سواری پر قائم رہے۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: «مَنْ رَكِبَ مَشْهُورًا مِنَ الدَّوَابِّ، أَوْ لَبِسَ مَشْهُورًا مِنَ الثِّيَابِ، أَعْرَضَ اللَّهُ عَنْهُ مَا دَامَ عَلَيْهِ، وَإِنْ كَانَ عَلَيْهِ كَرِيمًا»۔(ابن ابی شیبہ:25268)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جو شہرت کا لباس پہنے اللہ تعالیٰ اُس سے اعراض کرتے ہیں جب تک کہ وہ کپڑا اُتار نہ دے۔ مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ أَعْرَضَ اللهُ عَنْهُ حَتَّى يَضَعُهُ۔(شعب الایمان:5820)(ابن ماجہ:3608)

اللہ تعالیٰ کی نظرِ رحمت سے محرومی :

حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: جو شخص اِس نیت سے کپڑا پہنے تاکہ اس کے ذریعہ لوگوں پر اپنے فخر کا اِظہار کرے اور لوگ اس کو دیکھیں، اللہ تعالیٰ اُس کی جانب (نظرِ رحمت سے) نہیں دیکھیں گے جب تک کہ وہ کپڑا اُتار نہ دے۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:مَا مِنْ أَحَدٍ يَلْبَسُ ثَوْبًا لِيُبَاهِيَ بِهِ، فَيَنْظُرُ النَّاسُ إِلَيْهِ، لَمْ يَنْظُرِ اللهُ إِلَيْهِ حَتَّى يَنْزِعَهُ مَتَى مَا نَزَعَهُ۔(طبرانی کبیر:23/283)

اللہ تعالیٰ کے عذاب کا واقعہ: حدیث میں ایک تکبر کرنے والے کا بڑا عبرت ناک قصہ ذکر کیا گیا ہے کہ کوئی شخص زمین پر خراماں خراماں اکڑتے ہوئے چل رہا تھا، اُس کے لمبے لمبے بال اور جسم کی دونوں (اوپر نیچے کی) چادریں اُسے بہت اچھی لگ رہی تھیں کہ اچانک (اللہ کا عذاب آیا) وہ زمین میں دھنس گیا، پس وہ قیامت تک اسی طرح زمین میں دھنستا رہے گا۔ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي قَدْ أَعْجَبَتْهُ جُمَّتُهُ وَبُرْدَاهُ، إِذْ خُسِفَ بِهِ الْأَرْضُ، فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِي الْأَرْضِ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ.(مسلم: 2088)بَيْنَمَا رَجُلٌ يَتَبَخْتَرُ، يَمْشِي فِي بُرْدَيْهِ قَدْ أَعْجَبَتْهُ نَفْسُهُ، فَخَسَفَ اللهُ بِهِ الْأَرْضَ، فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.(مسلم: 2088)

قیامت کے دن اُس کا وزن قائم نہیں ہو گا:

حضرت عبد اللہ بن بریدہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ قریش کا ایک آدمی حلّے (کپڑوں کے جوڑے) میں مٹکتا ہوا آیا، جب اُٹھ کر گیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اے بریدہ! یہ ایسا شخص ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے لئے کوئی وزن قائم نہیں کریں گے۔عَنْ عَبد اللَّهِ بْنِ بُرَيدة عَنْ أَبِيهِ، رَضِي اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيه وَسَلَّم فَأَقْبَلَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ يَخْطِرُ فِي حُلَّةٍ لَهُ فَلَمَّا قَامَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى الله عَلَيه وَسَلَّم قال: يابريدة! هَذَا مِمَّنْ لا يُقِيمُ اللَّهُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا.(مسند البزار:10/323)

نویں صورت: تصویروں والے کپڑے :

تصویر کا حکم:

جمہور علماء، صحابہ و تابعین اور ائمہ اربعہ کے نزدیک کسی جاندار کی صورت بنانا مطلقاً بغیر کسی اِستثناء کے حرام ہے ——خواہ مجسمہ کی صورت میں ہو یا نقش اور رنگ کی صورت میں، اِسی طرح خواہ قلم سے اس کی نقاشی کی جائے یا مشینوں کے ذریعہ اس کو چھاپا جائے، یا فوٹو کے ذریعہ اس کا عکس قائم کیا جائے، یہ سب تصاویر و تماثیل ہی ہیں۔ جن کی حرمت احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔(امداد المفتین:825،826)

علّامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہمارے اصحاب اور دیگر علماء کرام نے فرمایا: جاندار کی تصویر کشی کرنا حرمت کے اعتبار سے بہت ہی سخت ہے اور یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے، اِس لئے کہ تصویر پر بہت ہی سخت وعیدوں کے ساتھ ڈرایا دھمکایا گیا ہے جو کہ احادیث نبویہ میں ذکر کی گئی ہیں، چاہے اس کا بنانا اس طور پر ہو کہ اس تصویر کی توہین و تحقیر کی جائے گی یا کچھ اور مقصد (تعظیم وغیرہ) ہو، بہر کیف تصویر ہر حال میں حرام ہے، اِس لئے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی خلقت کے ساتھ مشابہت اختیار کرنا پایا جاتا ہے، (نیز یہ حرمت ہر حال میں ہے) خواہ کپڑے میں ہو یا بچھونے میں یا درہم و دینار اور سکوں (یعنی کرنسی) میں یا برتن میں یا دیوار میں یا کسی بھی چیز میں لگی ہو۔قَالَ أَصْحَابُنَا وَغَيْرُهُمْ مِنَ الْعُلَمَاءِ تَصْوِيرُ صُورَةِ الْحَيَوَانِ حَرَامٌ شَدِيدُ التَّحْرِيمِ وَهُوَ مِنَ الْكَبَائِرِ لِأَنَّهُ مُتَوَعَّدٌ عَلَيْهِ بِهَذَا الْوَعِيدِ الشَّدِيدِ الْمَذْكُورِ فِي الْأَحَادِيثِ وَسَوَاءٌ صَنَعَهُ بِمَا يُمْتَهَنُ أَوْ بِغَيْرِهِ فَصَنْعَتُهُ حَرَامٌ بِكُلِّ حَالٍ لِأَنَّ فِيهِ مُضَاهَاةً لِخَلْقِ اللَّهِ تَعَالَى وَسَوَاءٌ مَا كَانَ فى ثوب

أو بساط أودرهم أَوْ دِينَارٍ أَوْ فَلْسٍ أَوْ إِنَاءٍ أَوْ حَائِطٍ أَوْ غَيْرِهَا وَأَمَّا تَصْوِيرُ صُورَةِ الشَّجَرِ وَرِحَالِ الْإِبِلِ وَغَيْرِ ذَلِكَ مِمَّا لَيْسَ فِيهِ صُورَةُ حَيَوَانٍ فَلَيْسَ بِحَرَامٍ۔(شرح النووی:14/81)

تصویر والے کپڑوں کا حکم:

ایسے کپڑے کا اِستعمال کرنا حرام ہے جس پر کسی جاندار کی تصویر بنی ہو، ہاں! اگر کسی غیر جاندار مثلاً درخت اور پہاڑ وغیرہ کی تصویر بنی ہو تو جائز ہے۔وَهَذِهِ الْكَرَاهَةُ تَحْرِيمِيَّةٌ وَظَاهِرُ كَلَامِ النَّوَوِيِّ فِي شَرْحِ مُسْلِمٍ الْإِجْمَاعُ عَلَى تَحْرِيمِ تَصْوِيرِهِ صُورَةَ الْحَيَوَانِ.............فَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ حَرَامًا لَا مَكْرُوهًا۔(البحر الرائق:2/29)(مرقاۃ المفاتیح:4489)

تنبیہ :......... بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ کپڑوں میں تصویر صرف نماز کی حالت میں منع ہے، چنانچہ اُنہیں جب تصویر والے کپڑوں سے منع کیا جاتا ہے تو وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نماز تھوڑی پڑھ رہے ہیں، حالانکہ یہ کہنا غلط ہے، تصویر والے کپڑے پہننا مطلقاً حرام ہے، اور نماز میں تو اس کی قباحت و شناعت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔وَفِي الْخُلَاصَةِ وَتُكْرَهُ التَّصَاوِيرُ عَلَى الثَّوْبِ صَلَّى فِيهِ أَوْ لَمْ يُصَلِّ اهـــ.(البحر الرائق:2/29)

صلیب والے کپڑوں کا حکم:

کپڑوں میں اگر صلیب (عیسائیوں کا مخصوص مذہبی نشان) کی تصویر بنی ہو تو وہ کپڑا بھی تصویر والے کپڑے کی طرح حرام ہے، اِس لئے کہ صلیب کی تصویر اگرچہ جاندار کی تصویر نہیں ہے لیکن چونکہ اُس میں عیسائیوں کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے اِس لئے وہ بہر صورت حرام ہی ہے، چنانچہ علّامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ تصویر کی حرمت کی تفصیل ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: وَالظَّاهِرُ أَنَّهُ يَلْحَقُ بِهِ الصَّلِيبُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ تِمْثَالَ ذِي رَوْحٍ لِأَنَّ فِيهِ تَشَبُّهًا بِالنَّصَارَى۔(شامیہ:1/648)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں ایسی کوئی بھی چیز نہیں چھوڑی جس میں تصویریں ہوں یا صلیب کا نشان ہو مگر یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے توڑدیا۔عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حِطَّانَ، أَنَّ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَتْرُكُ فِي بَيْتِهِ شَيْئًا فِيهِ تَصَالِيبُ إِلَّا نَقَضَهُ۔(بخاری:5952)

تصویر کی قباحت اور اُس کی وعیدیں:

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: فرشتے اُس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویریں ہوں۔ لاَ تَدْخُلُ المَلاَئِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلاَ تَصَاوِيرُ۔(بخاری:5949)

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: ملائکہ (رحمت) اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو، نہ کتے والے گھر میں اور نہ جبنی والے گھر میں۔ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ، وَلَا كَلْبٌ، وَلَا جُنُبٌ۔(ابوداؤد:4152)

فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو یا کوئی مورتی ہو۔ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ، وَلَا تِمْثَالٌ۔(ابوداؤد:4153)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیشک جبرائیل نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ آج کی رات مجھ سے ملاقات کریں گے لیکن انہوں نے مجھ سے ملاقات نہیں کی۔ پھر حضور اکرم ﷺ کے دل میں خیال آیا کہ ہمارے بستر کے نیچے ایک کتے کا پلا ہے آپ ﷺ نے فوراً اُسے نکالنے حکم دیا چنانچہ اسے نکالا گیا پھر آپ نے اپنے دست مبارک پر پانی لیا اور پلے کی جگہ پر چھڑک دیا۔ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور اکرم ﷺ سے ملاقات فرمائی تو کہا کہ ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو اور نہ تصویر والے گھر میں۔ اگلے دن صبح کو حضور اکرم ﷺ نے کتوں کے قتل کا حکم دے دیا یہاں تک کہ چھوٹے کھیت کی حفاظت کے لیے کتے کو بھی مارنے کا حکم دیدیا البتہ بڑے کھیت کی حفاظت والے کتے کو چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ عَنِ ابْنِ السَّبَّاقِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: حَدَّثَتْنِي مَيْمُونَةُ، زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَام كَانَ وَعَدَنِي أَنْ يَلْقَانِي اللَّيْلَةَ، فَلَمْ يَلْقَنِي»، ثُمَّ وَقَعَ فِي نَفْسِهِ جَرْوُ كَلْبٍ تَحْتَ بِسَاطٍ لَنَا، فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِهِ مَاءً فَنَضَحَ بِهِ مَكَانَهُ، فَلَمَّا لَقِيَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام قَالَ: «إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ»، فَأَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ، حَتَّى إِنَّهُ لَيَأْمُرُ بِقَتْلِ كَلْبِ الْحَائِطِ الصَّغِيرِ، وَيَتْرُكُ كَلْبَ الْحَائِطِ الْكَبِيرِ۔(ابوداؤد:4157)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا کہ گزشتہ رات آپ کے پاس آیا تھا پس میں اِس لئے داخل نہیں ہوا کیونکہ دروازہ پر مورتیاں بنی تھی اور گھر میں تصویروں سے منقش پردہ کا کپڑا تھا۔ اور گھر میں کتا بھی تھا۔ لہٰذا آپ گھر میں موجود تصاویر کے تو سر کاٹنے کا حکم دیدیجیے تو وہ درخت کی طرح (بے جان) ہو جائیں گے اور پردہ کے بارے میں حکم دیں کہ اسے کاٹ دیا جائے پس اس میں بیٹھنے کے لئے دو مَسندیں (بیٹھنے کی گدیاں) بنا لی جائیں جو روندی جائیں گی (تو اس سے تصویر کی تعظیم کا معنی باقی نہیں رہے گا) اور کتے کو باہر نکالنے کا حکم دیدیجئے، حضور اکرم ﷺ نے ایسا ہی کیا۔ وہ کتا حضرت حسن رضی اللہ عنہ یا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا تھا جو ان کے پلنگ کے نیچے تھا پس اس کے بارے میں حکم دیا گیا تو اسے نکال دیا گیا۔ أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام، فَقَالَ لِي: أَتَيْتُكَ الْبَارِحَةَ فَلَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَكُونَ دَخَلْتُ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ عَلَى الْبَابِ تَمَاثِيلُ، وَكَانَ فِي الْبَيْتِ قِرَامُ سِتْرٍ فِيهِ تَمَاثِيلُ، وَكَانَ فِي الْبَيْتِ كَلْبٌ، فَمُرْ بِرَأْسِ التِّمْثَالِ الَّذِي فِي الْبَيْتِ يُقْطَعُ، فَيَصِيرُ كَهَيْئَةِ الشَّجَرَةِ، وَمُرْ بِالسِّتْرِ فَلْيُقْطَعْ، فَلْيُجْعَلْ مِنْهُ وِسَادَتَيْنِ مَنْبُوذَتَيْنِ تُوطَآنِ، وَمُرْ بِالْكَلْبِ فَلْيُخْرَجْ، فَفَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِذَا الْكَلْبُ لِحَسَنٍ - أَوْ حُسَيْنٍ - كَانَ تَحْتَ نَضَدٍ لَهُمْ، فَأُمِرَ بِهِ فَأُخْرِجَ۔(ابوداوٗد:4158)

نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے زمانہ میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو حکم دیا جبکہ وہ بطحاء میں تھے کہ وہ کعبہ مشرفہ میں جائیں اور اس میں جو تصویر ہو اسے مٹا دیں۔ پس حضور اکرم ﷺ جب تک کہ اس میں سے ہر تصویر مٹا نہیں دی گئی اس میں داخل نہیں ہوئے ۔عَنْ جَابِرٍ،أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ زَمَنَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِالْبَطْحَاءِ أَنْ يَأْتِيَ الْكَعْبَةَ، فَيَمْحُوَ كُلَّ صُورَةٍ فِيهَا، فَلَمْ يَدْخُلْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى مُحِيَتْ كُلُّ صُورَةٍ فِيهَا۔(ابوداوٗد:4156)

تصویر بنانے والوں کی وعیدیں:

1. ایک حدیث میں ہے: قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ سخت عذاب اُن لوگوں کو ہوگا جو تصویر بنانے (کھینچنے) والے ہیں۔ اِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ القِيَامَةِ الْمُصَوِّرُونَ۔(بخاری:5950)

2. نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: لوگوں میں سب سے زیادہ سخت عذاب قیامت کے دن اُن لوگوں کو ہو گا اللہ تعالیٰ کی خلقت کے ساتھ مشابہت اختیار کرتے ہیں (تصویر بناتے ہیں)۔أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ القِيَامَةِ الَّذِينَ يُضَاهُونَ بِخَلْقِ اللَّهِ۔(بخاری:5954)

3. سیدنا ابن عمرؓ نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو لوگ تصویریں بناتے ہیں قیامت کے دن ان کو عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ جس کو تم نے بنایا اس کو (ذرا) زندہ تو کرو۔إِنَّ الَّذِينَ يَصْنَعُونَ هَذِهِ الصُّوَرَ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ القِيَامَةِ، يُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ۔(بخاری:5951)

4. ایک حدیث قدسی میں ہے، اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتے ہیں: اُس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جو میری طرح پیدا کرنا (بنانا) چاہے، اُسے چاہیے کہ ایک چیونٹی، ایک دانہ یا جَو تو بنا کر دکھائے۔وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ خَلْقًا كَخَلْقِي؟ فَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً، أَوْ لِيَخْلُقُوا حَبَّةً أَوْ لِيَخْلُقُوا شَعِيرَةً۔(مسلم:2111)(بخاری:5953)

5. جس نے دنیا میں کوئی (جاندار کی) تصویر بنائی اُسے قیامت کے دن اس بات کا پابند بنایا جائے گا کہ اس تصویر میں روح پھونکے، لیکن وہ کبھی نہیں پھونک سکے گا۔مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فِي الدُّنْيَا كُلِّفَ يَوْمَ القِيَامَةِ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ، وَلَيْسَ بِنَافِخٍ۔(بخاری:5959)

6. نبی کریم ﷺ نے خون، کتا اور زانیہ کی اُجرت و کمائی سے منع فرمایا اور سود کھانے والے پر، کِھلانے والے پر، جسم گودنے والی عورتوں پر (جو جسم گود کر اس میں رنگ بھرتی ہیں) اور اُن عورتوں پر جو یہ کام کرواتی ہیں اور تصویر بنانے والے پر لعنت فرمائی۔عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ اشْتَرَى غُلاَمًا حَجَّامًا، فَقَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ، وَثَمَنِ الكَلْبِ، وَكَسْبِ البَغِيِّ، وَلَعَنَ آكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ، وَالوَاشِمَةَ وَالمُسْتَوْشِمَةَ وَالمُصَوِّرَ۔(بخاری:5962)

7. نبی کریم ﷺ ایک سفر سے تشریف لائے، میں نے ایک پردہ لٹکا رکھا تھا جس میں تصویریں بنی ہوئی تھیں، آپ ﷺ نے مجھے اُس کے اُتار دینے کا حکم دیا تو میں نے اُتار دیا۔عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ، وَعَلَّقْتُ دُرْنُوكًا فِيهِ تَمَاثِيلُ، فَأَمَرَنِي أَنْ أَنْزِعَهُ فَنَزَعْتُهُ۔(بخاری:5955)

کپڑوں میں غیر جاندار کی تصویر بنی ہو تو جائز ہے۔

کپڑوں میں اگر غیر جاندار کی تصویر بنی ہو، جیسے: پھول بوٹے، نقش و نگار وغیرہ جو ڈیزائننگ کے طور پر بنائے جاتے ہیں اُس میں کوئی حرج نہیں، وہ جائز ہیں۔

حضرت ابو طلحہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے مروی ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بیشک (رحمت کے) فرشتے تصویر والے گھر میں داخل نہیں ہوتے۔ بسر کہتے ہیں کہ پھر زید بن خالد بیمار ہوئے تو ہم نے ان کی عیادت کی تو ان کے گھر کے دروازہ پر تصویر والا پردہ پڑا ہوا پایا۔ میں نے عبید اللہ الخولانی جو کہ ام المومنین حضرت میمونہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا (زوجہ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کے سوتیلے بھائی تھے، ان سے کہا: کیا زید نے ہمیں تصویر والی حدیث نہیں بتلائی تھی؟ (تو پھر خود ان کے گھر میں یہ تصویر کیسے لگی ہوئی ہے؟) حضرت عبید اللہ نے کہا کیا تم نے یہ نہیں سنا تھا کہ اُنہوں نے یہ کہا تھا "سوائے ان نقش و نگار کے جو کپڑے پر ہوں"؟ (لہٰذا یہ تصویر جاندار کی نہیں، نقش و نگار والی ہے جس کا لگانا جائز ہے)۔عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ، صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِنَّ المَلاَئِكَةَ لاَ تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ الصُّورَةُ» قَالَ بُسْرٌ: ثُمَّ اشْتَكَى زَيْدٌ، فَعُدْنَاهُ، فَإِذَا عَلَى بَابِهِ سِتْرٌ فِيهِ صُورَةٌ، فَقُلْتُ لِعُبَيْدِ اللَّهِ، رَبِيبِ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَمْ يُخْبِرْنَا زَيْدٌ عَنِ الصُّوَرِ يَوْمَ الأَوَّلِ؟ فَقَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ: أَلَمْ تَسْمَعْهُ حِينَ قَالَ:«إِلَّا رَقْمًا فِي ثَوْبٍ»۔(بخاری:5958)

نبی کریم ﷺ سے ثابت کپڑوں کی تفصیلات

عمامہ:

عمامہ کا مطلب :

عِمامہ عین کے کسرہ کے ساتھ پڑھا جاتا ہے، عین کے فتح کے ساتھ پڑھنا غلط ہے۔(جمع الوسائل:1/165)(مرقاۃ:7/2773)

عمامہ لُغت میں اُس لِباس کو کہا جاتا ہے جو سر پر پیچ کی شکل میں لپیٹا جاتا ہے۔اللِّبَاسُ الَّذِي يُلاَثُ (يُلَفُّ) عَلَى الرَّأْسِ تَكْوِيرًا۔(الموسوعة الفقهية الكويتية:30/300)

عمامہ کے فضائل :

عمامہ کے ہر پیچ پر ایک نور دیا جائے گا:

حضرت رُکانہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق کرنے والی چیز ٹوپی کے اوپر عمامہ باندھنا ہے، عمامہ باندھنے والے کو ہر اُس پیچ (چکر) کے بدلے میں جو وہ اپنے سر پر گھماتا ہے قیامت کے دن ایک نور دیا جائے گا۔العمامة على القلنسوة فصل ما بيننا وبين المشركين يعطى يوم القيامة بكل كورة يدورها على رأسه نورا۔(کنز العمال:41134)

عمامہ فرشتوں کی نشانی ہے:

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: عماموں کو اپنے اوپر لازم کرلو، کیونکہ یہ فرشتوں کی نشانی ہے اوراُس کے شملے کو پنی پیٹھ کی جانب لٹکایا کرو۔عَلَيْكُمْ بِالْعَمَائِمِ فَإِنَّهَا سِيمَاءُ الْمَلَائِكَةِ وَأَرْخُوا لَهَا خَلْفَ ظُهُورِكُمْ۔(شعب الایمان:5851)

عمامہ اِسلام کی پہچان ہے:

نبی کریم ﷺ نے ایک دفعہ حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کو بلایا اور اُن کے سر پر کالا عمامہ باندھا اور اُس کا شملہ دونوں کندھوں کے درمیان پیچھے چھوڑ دیا اور اِرشاد فرمایا: اِس طرح عمامہ باندھا کرو، بے شک عمامہ مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان فاصل (فرق کرنے والا) ہے اور عمامہ اِسلام کی نشانی ہے۔دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا فَعَمَّمَهُ بِعِمَامَةٍ سَوْدَاءَ ثُمَّ أَرْخَاهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِنْ خَلْفِهِ فَقَالَ هَكَذَا فَاعْتَمُّوا فَإِنَّ الْعَمَائِمَ حَاجِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ وَهِيَ سِيمَاءُ الإِسْلامِ۔(الکامل لابن عدی:5/286)

عمامہ باندھنا پچھلی قوموں کی مُخالفت ہے:

حضرت خالد بن معدان فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کے پاس صدقہ کے کچھ کپڑے لائے گئے ، آپ ﷺ نے اُسے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تقسیم کردیا، آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: عمامہ باندھا کرو، اپنے سے پہلی امّتوں کی مُخالفت کرو۔عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثِيَابٍ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَسَمَهَا بَيْنَ أَصْحَابِهِ فَقَالَ:اعْتَمُّوا خَالِفُوا عَلَى الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ۔(شعب الایمان:5850)

عمامہ ایمان اور کفر کے درمیان فرق کرنے والا ہے:

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: بے شک عمامہ کفر اور ایمان کے درمیان فاصل (فرق کرنے والا) ہے۔إِنَّ الْعِمَامَةَ حَاجِزَةٌ بَيْنَ الْكُفْرِ وَالْإِيمَانِ۔(مسند ابی داوٗد الطیالسی:149)

عمامے باندھنا حلم اور بردباری میں اِضافہ کا ذریعہ ہے:

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: عمامہ باندھا کرو، تمہارے حلم میں اِضافہ ہوگا اور عمامے عرب کے تاج ہیں۔ اعْتَمُّوا تَزْدَادُوا حِلْمًا وَالْعَمَائِمُ تِيجَانُ الْعَرَبِ۔(شعب الایمان:5849)(السنن الکبریٰ للبیہقی:19736)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں: عمامہ باندھا کرو، تمہارے حلم میں اِضافہ ہوگا۔ اعْتَمُّوا تَزْدَادُوا حِلْمًا۔(مستدرکِ حاکم:7411)(طبرانی کبیر:12946)

عمامے عرب کے تاج اور اُن کی عزّت ہیں:

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: عمامے عرب کے تاج ہیں۔ وَالْعَمَائِمُ تِيجَانُ الْعَرَبِ۔(شعب الایمان:5849)

حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عمامے عرب کے تاج ہیں اور حبوہ باندھ کر بیٹھنا عربوں کی دیواریں ہیں (کہ جیسے دیوار سے ٹیک لگایا جاتا ہے اِسی طرح حبوہ میں بھی ٹیک لگ جاتا ہے۔ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: الْعَمَائِمُ تِيجَانُ الْعَرَبِ وَالْحُبْوَةُ حِيطَانُ الْعَرَبِ۔(شعب الایمان:5852)

عمامے ایمان والوں کا وقار ہے، عرب کی عزّت ہے، جب عرب اس عمامے کو اُتار کر رکھ دیں گے، تو گویا اُنہوں نے اپنی عزّت کو اُتار کر رکھ دیا۔ العمائم وقار للمؤمن وعز للعرب، فإذا وضعت العرب عمائمها وضعت عزها۔(فردوس دیلمی، بحوالہ کنز العمال:41147)

عمامے عرب کے تاج ہیں، جب وہ عمامے رکھ دیں گے تو گویا اپنی عزّت اُتار کر رکھ دیں گے۔ العمائم تيجان العرب، فإذا وضعوا العمائم وضعوا عزهم۔(فردوس دیلمی، بحوالہ کنز العمال:41133)

عمامہ باندھنا مومن کا وقار ہے:

عمامے ایمان والوں کا وقار ہے، عرب کی عزّت ہے، جب عرب اس عمامے کو اُتار کر رکھ دیں گے، تو گویا اُنہوں نے اپنی

عزّت کو اُتار کر رکھ دیا۔العمائم وقار للمؤمن وعز للعرب، فإذا وضعت العرب عمائمها وضعت عزها۔(فردوس دیلمی،بحوالہ کنز العمال:41147)

عمامے کے ساتھ نماز پڑھنے کا ثواب ستر گنا زیادہ ہے:

عمامہ کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھنا ستر رکعت بغیر عمامہ کے نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔رکعتان بعمامة خير من سبعين ركعة بلا عمامة۔(فردوس دیلمی،بحوالہ کنز العمال:41138)

عمامہ فطرت کے عین مطابق ہے:

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے:میری اُمّت جب تک ٹوپیوں پر عمامہ باندھتی رہے گی وہ ہمیشہ فطرت پر قائم رہے گی۔لا تزال أمتي على الفطرة ما لبسوا العمائم على القلانس۔(فردوس دیلمی،بحوالہ کنز العمال:41148)

عمامے کے ساتھ نماز پڑھنے کا ثواب پچیس گنا زیادہ ہے:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:نفل یا فرض نماز عمامہ کے ساتھ پڑھنا بغیر عمامہ کے پچیس نمازیں پڑھنے کے برابر ہے۔صلاة تطوع أو فريضة بعمامة تعدل خمسا وعشرين صلاة بلا عمامة۔(تاریخ لابن عساکر:37/355)

عمامے کے ساتھ جمعہ پڑھنا ستر جمعوں کے برابر ہے:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:عمامہ کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھنا بغیر عمامہ کے ستر جمعہ کے برابر ہے۔وجمعة بعمامة تعدل سبعين جمعة بلا عمامة۔(تاریخ لابن عساکر:37/355)

جمعہ کے دن فرشتوں کا عمامہ باندھنے والوں کو سلام:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ اپنے بیٹے حضرت سالم بن عبد اللہ کو عمامہ کی ترغیب دیتے ہوئے اِرشاد فرمایا: اے میرے پیارے بیٹے! عمامہ باندھا کرو، کیونکہ فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھ کر حاضر ہوتے ہیں اور عمامہ باندھنے والوں کو غروبِ آفتاب تک سلام کرتے ہیں۔اي بني اعتم فإن الملائكة يشهدون يوم الجمعة معتمين فيسلمون على أهل العمائم حتى تغيب الشمس۔(تاریخ لابن عساکر:37/355)

جمعہ کے دن عمامہ باندھنے والوں پر رحمت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد ہے: بے شک اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھنے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔إِنَّ اللَّهَ وَمَلائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى أَصْحَابِ الْعَمَائِمِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔(الکامل لابن عدی:5/2)

عمامہ کی مقدار:

علّامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمامہ کی مقدار کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں، البتہ بیہقی نے شعب الایمان میں یہ روایت نقل کی ہے:

> ”حضرت ابوعبد السلام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح عمامہ باندھا کرتے تھے؟ اُنہوں نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمامہ (کے پیچ) کو اپنے سر پر گھمایا کرتے تھے اور پیچھے لاکر دبادیا کرتے تھے، اور عمامہ کا ایک شملہ اپنے دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑدیا کرتے تھے“۔(شعب الایمان:5838)

اِس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ کچھ ذراع کا ہوتا تھا(لیکن اُس کی مقدار معلوم نہیں)۔وَأَمَّا مِقْدَارُ الْعِمَامَةِ الشَّرِيفَةِ فَلَمْ يَثْبُتْ فِي حَدِيثٍ، وَقَدْ رَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ «عَنْ أَبِي عبد السلام

قَالَ:(سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَعْتَمُّ؟ قَالَ:كَانَ يُدِيرُ الْعِمَامَةَ عَلَى رَأْسِهِ وَيَغْرِزُهَا مِنْ وَرَائِهِ وَيُرْسِلُ لَهَا ذُؤَابَةً بَيْنَ كَتِفَيْهِ)» ، وَهَذَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّهَا عِدَّةُ أَذْرُعٍ۔(الحاوی للفتاویٰ للسیوطی:1/84)

امام جزری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی ذکر کیا ہے کہ میں نے بہت سی سیر وتواریخ کی کتابیں کھنگالیں تاکہ میں نبی کریم ﷺ کے عمامہ کی مقدار معلوم کرسکوں، لیکن مجھے کچھ معلوم نہ ہوا، یہاں تک کہ مجھے کسی معتمد شخص نے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے یہ بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کی دو پگڑیاں تھیں، ایک چھوٹی، دوسری بڑی، چھوٹی کی مقدار سات ذراع اور بڑی کی مقدار بارہ ذراع تھی۔قَالَ الْجَزَرِيُّ فِي تَصْحِيحِ الْمَصَابِيحِ قَدْ تَتَبَّعْتُ الْكُتُبَ وَتَطَلَّبْتُ مِنَ السِّيَرِ وَالتَّوَارِيخِ لِأَقِفَ عَلَى قَدْرِ عِمَامَةِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَلَمْ أَقِفْ عَلَى شَيْءٍ، حَتَّى أَخْبَرَنِي مَنْ أَثِقُ بِهِ أَنَّهُ وَقَفَ عَلَى شَيْءٍ مِنْ كَلَامِ النَّوَوِيِّ، ذَكَرَ فِيهِ أَنَّهُ «كَانَ لَهُ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - عِمَامَةٌ قَصِيرَةٌ، وَعِمَامَةٌ طَوِيلَةٌ، وَأَنَّ الْقَصِيرَةَ كَانَتْ سَبْعَةَ أَذْرُعٍ، وَالطَّوِيلَةَ اثْنَى عَشَرَ ذِرَاعًا» اهـ۔(مرقاۃ المفاتیح:1/84)

حضرت علّامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے عمامہ کی مقدار عموماً تین شرعی ذراع، نمازوں میں سات ذراع اور جمعہ و عیدَین میں بارہ ذراع ہوا کرتی تھی۔کانت عمامته في أكثر الأحيان ثلاثة أذرع شرعية، وفي الصلوات الخمس سبعة أذرع وفي الجُمع والأعياد اثنا عشر ذراعاً۔(العَرف الشّذی:3/253)

عمامہ کا رنگ:

نبی کریم ﷺ سے مختلف رنگوں کا عمامہ پہننا ثابت ہے:

(1)سیاہ عمامہ۔　(2)سفید عمامہ۔　(3)زرد عمامہ۔　(4)سُرخ عمامہ۔

کالا عمامہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے موقع پر مکہ مکرّمہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔عَنْ جَابِرٍ قَالَ:دَخَلَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم مَكَّةَ يَوْمَ الفَتْحِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ۔(ترمذی:1735)

حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر تشریف فرما دیکھا اور آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا جس کے دونوں کناروں کو آپ نے اپنے دونوں کندھوں پر لٹکایا ہوا تھا۔عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى الْمِنْبَرِ، وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ قَدْ أَرْخَى طَرَفَهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ۔(ابو داؤد:4077)

سفید عمامہ:

حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کالے رنگ کا ایک کھردرے کپڑے کا عمامہ پہنا ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں اپنے قریب بلایا اور اُن کا عمامہ کھولا اور پھر اُن کے سر پر سفید عِمامہ باندھا، اور اُس کا شَملہ پیچھے کی جانب چار انگلیوں یا اس کے قریب قریب کی مقدار کے برابر چھوڑ دیا اور فرمایا: پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن عوف! اِس طرح سے عمامہ باندھا کرو ،اِس لئے کہ یہ بہت ہی اچھا اور خوبصورت ہے۔وَأَصْبَحَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَدِ اعْتَمَّ بِعِمَامَةٍ مَنْ كَرَابِيسَ سَوْدَاءَ، فَأَدْنَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَقَضَهُ وَعَمَّمَهُ بِعِمَامَةٍ بَيْضَاءَ، وَأَرْسَلَ مِنْ خَلْفِهِ أَرْبَعَ أَصَابِعَ أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ وَقَالَ: «هَكَذَا يَا ابْنَ عَوْفٍ اعْتَمَّ فَإِنَّهُ أَعْرَبُ وَأَحْسَنُ»۔(مستدرکِ حاکم:4/582) الْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ:رَأَيْتُ عَلَى الشَّعْبِيِّ عِمَامَةً بَيْضَاءَ قَدْ أَرْخَى طَرَفَهَا، وَلَمْ يُرْسِلْهُ۔(ابن ابی شیبہ :24972)إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، قَالَ:«رَأَيْتُ عَلَى سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عِمَامَةً بَيْضَاءَ»۔(ابن ابی شیبہ:24973)

زرد عمامہ:

حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دوزعفران میں رنگے ہوئے کپڑوں میں دیکھا، ایک کپڑا چادر تھی اور دوسرا کپڑا عمامہ تھا۔عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: «رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ مَصْبُوغَانِ بِالزَّعْفَرَانِ رِدَاءٌ وَعِمَامَةٌ»۔(مستدرکِ حاکم:4/209،رقم:7395)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنی داڑھی کو زرد رنگ کرتے تھے، حتی کہ ان کے کپڑے بھی زرد ہوتے تھے تو ان سے کہا گیا کہ آپ زرد رنگ سے کیوں رنگتے ہو؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ زرد رنگ سے رنگا کرتے تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے زیادہ کوئی رنگ پسند نہیں تھا اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے اپنے سارے کپڑوں کو بھی رنگا

کرتے تھے، یہاں تک کہ اپنا عمامہ بھی۔عَنْ زَيْدٍ يَعْنِي ابْنَ أَسْلَمَ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، كَانَ يَصْبُغُ لِحْيَتَهُ بِالصُّفْرَةِ حَتَّى تَمْتَلِئَ ثِيَابُهُ مِنَ الصُّفْرَةِ فَقِيلَ لَهُ لِمَ تَصْبُغُ بِالصُّفْرَةِ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْبُغُ بِهَا، وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْهَا، وَقَدْ كَانَ يَصْبُغُ ثِيَابَهُ كُلَّهَا حَتَّى عِمَامَتَهُ۔(ابوداؤد:4064)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ ہمارے پاس نکل کر آئے، آپ نے زرد رنگ کی قمیص، زرد رنگ کی چادر اور زرد رنگ کا عمامہ زیب تن فرمایا ہوا تھا۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ:«خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ أَصْفَرُ وَرِدَاءٌ أَصْفَرُ وَعِمَامَةٌ صَفْرَاءُ»۔(تاریخ دمشق لابن عساکر:34/385،رقم:3814)

سُرخ عمامہ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو وضو کرتے دیکھا، آپ ﷺ نے قِطری (سرخ دھاریوں والا کھردرا) عمامہ پہنا ہوا تھا، آپ نے عمامہ کے نیچے سے اپنا ہاتھ داخل فرما کر عمامہ کھولے بغیر سر کے اگلے حصہ کا مسح فرمایا۔رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ قِطْرِيَّةٌ، فَأَدْخَلَ يَدَهُ مِنْ تَحْتِ الْعِمَامَةِ فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِهِ وَلَمْ يَنْقُضِ الْعِمَامَةَ۔(ابوداؤد:147)هُوَ ضَرْب مِنَ البُرود فِيهِ حُمْرة، وَلَهَا أعْلام فِيهَا بَعْضُ الْخُشُونَةِ۔(النہایۃ لابن الاثیر:4/80)وَاسْتَدَلَّ بِهِ عَلَى التَّعَمُّمِ بِالْحُمْرَةِ وَهُوَ اسْتِدْلَالٌ صَحِيحٌ۔(عون المعبود:1/172)

نبی کریم ﷺ سے سبز عمامہ پہننا ثابت ہے یا نہیں:

سبز پگڑی کا پہننا کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں۔البتہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جو مختلف رنگ کی پگڑیاں پہنی ہیں، اُن میں ایک رنگ سبز بھی ذکر کیا گیا ہے، چنانچہ مصنّف ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے:

حضرت سلیمان بن ابی عبد اللہ فرماتے ہیں: میں نے اوّلین مہاجرین صحابہ کرام کو پایا ہے، وہ لوگ کھردرے کپڑے کے سیاہ، سفید، سرخ، سبز اور زرد عمامے پہنا کرتے تھے۔عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ:أَدْرَكْتُ الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ يَعْتَمُّونَ بِعَمَائِمَ كَرَابِيسَ سُودٍ، وَبِيضٍ، وَحُمْرٍ، وَخُضْرٍ، وَصُفْرٍ۔(ابن ابی شیبہ:24987)

سبز پگڑی کا حکم:

سبز رنگ چونکہ آپ ﷺ کو محبوب تھا، جنتیوں کا لباس بھی قرآن کریم میں سبز بیان کیا گیا ہے اِس لئے سبز رنگ کی پگڑی کو دوسرے رنگوں پر ترجیح دیے بغیر اگر کوئی استعمال کرتا ہے تو جائز ہے، ہاں! اگر کوئی اسے اپنا شعار اور امتیازی علامت بنالے اور دوسرے رنگوں پر اس کو ترجیح اور فوقیت دے ایسی صورت میں اس کو استعمال بدعت کہلائے گا، کیونکہ کسی مباح اور مستحب چیز کا التزام بدعت اور قابلِ ترک ہوتا ہے۔(کشف الباری، کتاب اللباس:172، 173)

آج کل چونکہ یہ ایک مخصوص طبقہ کا علامتی نشان بن گیا ہے، نیز، لہٰذا ترک کرنا ہی اولیٰ ہے۔ کیونکہ شریعت کا اصول ہے کہ جب کوئی سنّت کام اہلِ بدعت کا شعار بن جائے تو اُس کا ترک کرنا اولیٰ ہوتا ہے، چہ جائیکہ وہ عمل سنت ہی نہ ہو اور اہلِ بدعت کا شعار بن چکا ہو تو اُس کا ترک تو بطریق اولیٰ ضروری ہوگا۔ كُلَّ سُنَّةٍ تَكُونُ شِعَارَ أَهْلِ الْبِدْعَةِ تَرْكُهَا أَوْلَى۔(مرقاۃ، المشی بالجنازۃ:3/1211) إِذَا تَرَدَّدَ الْحُكْمُ بَيْنَ سُنَّةٍ وَبِدْعَةٍ كَانَ تَرْكُ السُّنَّةِ أَوْلَى۔(شامیہ:1/642)

عمامہ باندھنے کا طریقہ :

حضرت ابوعبد السلام فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: نبی کریم ﷺ کس طرح عمامہ باندھا کرتے تھے ؟ اُنہوں نے فرمایا: آپ ﷺ عمامہ (کے پیچ) کو اپنے سر پر گھمایا کرتے تھے اور پیچھے لاکر دبادیا کرتے تھے، اور عمامہ کا ایک شملہ اپنے دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑدیا کرتے تھے۔ أَبُو عَبْدِ السَّلَامِ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَمُّ قَالَ:كَانَ يُدِيرُ الْعِمَامَةَ عَلَى رَأْسِهِ وَيَغْرِزُهَا مِنْ وَرَائِهِ وَيُرْسِلُ لَهَا ذُؤَابَةً بَيْنَ كَتِفَيْهِ۔(شعب الایمان:5838)

عمامہ کا شملہ:

شملہ باندھنا:

عمامہ کا شملہ چھوڑنا چاہیئے، اگرچہ بغیر شملہ کے عمامہ بھی ثابت اور جائز ہے۔(جمع الوسائل:1/168) لیکن اِس دور میں شملہ کے بغیر پگڑی باندھنا "سکھوں" کی علامت بن گیا ہے، لہٰذا اُن کی مشابہت سے اجتناب ہی کرنا چاہیئے۔

شملے کتنے ہونے چاہیئے:

روایات میں ایک شملہ کا بھی ذکر ملتا ہے اور دو کا بھی ثابت ہے:

[ایک کا ثبوت] حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر تشریف فرما دیکھا اور آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا جس کے دونوں کناروں کو آپ نے اپنے دونوں کندھوں پر لٹکایا ہوا تھا۔عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ قَدْ أَرْخَى طَرَفَهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ۔(ابوداؤد:4077)

[دو کا ثبوت] حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ منظر میرے سامنے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ عمامہ زیب تن فرمایا ہوا ہے اور اس کے دونوں شملے آپنے اپنے کندھوں کے درمیان لٹکائے ہوئے ہیں۔جَعْفَرَ بْنَ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ:كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ، قَدْ أَرْخَى طَرَفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ۔(مسلم:1359)

شملہ کہاں رکھا جائے:

سامنے کی جانب، پیچھے کی جانب، دائیں طرف کسی بھی طرف شملہ رکھا جاسکتا ہے۔(جمع الوسائل:1/168)

لیکن اکثر روایات میں چونکہ دونوں کندھوں کے درمیان پیچھے کا تذکرہ ملتا ہے، نیز عمرو بن حُریث کی روایت اس سلسلے میں زیادہ صحیح ہے اِس لئے کندھوں کے درمیان پیچھے لٹکانا نسبتاً افضل ہے۔(کشف الباری، کتاب اللباس:170)

شملہ کو کہاں رکھا جائے، اِس بارے میں روایات ملاحظہ فرمائیں:

[پیچھے لٹکانا] حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: عماموں کو اپنے اوپر لازم کرلو، کیونکہ یہ فرشتوں کی نشانی ہے اور اُس کے شملے کو پنی پیٹھ کی جانب لٹکایا کرو۔عَلَيْكُمْ بِالْعَمَائِمِ فَإِنَّهَا سِيمَاءُ الْمَلَائِكَةِ وَأَرْخُوا لَهَا خَلْفَ ظُهُورِكُمْ۔(شعب الایمان:5851)

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عمامہ باندھتے تو عمامے کے شملے کو دونوں کندھوں کے درمیان لٹکایا کرتے تھے۔حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو بھی اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا اور حضرت عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت قاسم اور سالم رحمۃ اللہ علیہما کو بھی اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا۔كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا اعْتَمَّ سَدَلَ عِمَامَتَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ ، قَالَ نَافِعٌ: وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَسْدِلُ عِمَامَتَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ، قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ: وَرَأَيْتُ القَاسِمَ، وَسَالِمًا يَفْعَلَانِ ذَلِكَ۔(ترمذی:1736)

[سامنے لٹکانا] حضرت ھشام فرماتے ہیں: میں نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اُنہوں نے عمامہ باندھا ہوا تھا اور عمامہ کے دونوں شملے اپنے سامنے کی جانب لٹکائے ہوئے تھے۔عَنْ هِشَامٍ، قَالَ:رَأَيْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ مُعْتَمًّا قَدْ أَرْخَى طَرَفَيِ الْعِمَامَةِ بَيْنَ يَدَيْهِ۔(ابن ابی شیبہ:24977)

[ایک شملہ سامنے اور دوسرا پیچھے] حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا عمامہ باندھا اور اُس کا شملہ میرے سامنے اور پیچھے کی جانب چھوڑ دیا۔عَمَّمَنِي رَسُولُ اللہِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَدَلَهَا بَيْنَ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِي۔(شعب الایمان:5839)عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ رَأَى عَلِيًّا قَدْ اعْتَمَّ بِعِمَامَةٍ سَوْدَاءَ، قَدْ أَرْخَاهَا مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ، وَمِنْ خَلْفِهِ۔(ابن ابی شیبہ:24959)

[دائیں جانب کانوں کے پاس] حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کو کہیں کا والی بناتے تو اُس کے سر پر عمامہ باندھتے اور اُس کا شملہ دائیں جانب کانوں کے پاس چھوڑ دیتے۔عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ:«كَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يُوَلِّي وَالِيًا حَتَّى يُعَمِّمَهُ، وَيُرْخِيَ لَهَا عَذَبَةً مِنْ جَانِبِ الْأَيْمَنِ نَحْوَ الْأُذُنِ»۔(طبرانی کبیر:7641)

شملہ کی مقدار کتنی ہونی چاہیئے:

اِس بارے میں مختلف اقوال احادیث میں ذکر کیے گئے ہیں:

(1)ایک ذراع۔　(2)ایک بالشت۔　(3)چار انگلیوں کے بقدر۔(عون المعبود:11/89)

ان میں سے کسی پر بھی عمل کرسکتے ہیں، البتہ ”نصفِ ظَہر“ کم کم ہونا چاہیئے، اِس سے زیادہ لمبا شملہ ”اِسبال فی العمامہ“ کے تحت داخل ہونے کی وجہ سے درست نہیں۔ اِسبال فی العمامہ کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

[ایک ذراع]۔حضرت سلمہ بن وردان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو سیاہ عمامہ پہنے ہوئے دیکھا جو اُنہوں نے بغیر ٹوپی کے باندھا ہوتھا اور اُس کا شملہ پیچھے کی جانب ایک ذراع کے بقدر چھوڑ رکھا تھا۔سَلَمَةُ بْنُ وَرْدَانَ، قَالَ:رَأَيْتُ عَلَى أَنَسٍ عِمَامَةً سَوْدَاءَ عَلَى غَيْرِ قَلَنْسُوَةٍ، وَقَدْ أَرْخَاهَا مِنْ خَلْفِهِ نَحْوًا مِنْ ذِرَاعٍ۔(ابن ابی شیبہ:24955)عُمَرُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: " رَأَيْتُ وَاثِلَةَ بْنَ الْأَسْقَعِ مُعْتَمًّا قَدْ أَرْخَى عِمَامَتَهُ مِنْ خَلْفِهِ ذِرَاعًا۔(شعب الایمان:5843)

[ایک بالشت]۔اسماعیل ابن عبد الملک فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن جبیر کو دیکھا ہے وہ عمامہ باندھا کرتے تھے اور اُس کا شملہ پیچھے کی جانب ایک بالشت چھوڑا کرتے تھے۔وَكَانَ يَعْتَمُّ وَيُرْخِي لَهَا طرفا شبرا من ورائه۔(طبقات لابن سعد:6/272)عَنْ رِشْدِينَ بْنِ كُرَيْبٍ قَالَ: رَأَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو يَعْتَمُّ بِعِمَامَةٍ حَرْقَانِيَّةٍ وَيُرْخِيهَا شبرا وأقل من شبر۔(طبقات لابن سعد:4/200)عَنْ رِشْدِينَ قال: رأيت محمد ابن الْحَنَفِيَّةِ يَعْتَمُّ بِعِمَامَةٍ سَوْدَاءَ حَرْقَانِيَّةٍ وَيُرْخِيهَا شِبْرًا أَوْ أَقَلَّ مِنْ شِبْرٍ۔(طبقات لابن سعد :5/85)

[چار انگلیوں کے بقدر]۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: عمامہ میں افضل یہ ہے کہ چار انگلیوں کے بقدر یا اس کے قریب قریب شملہ چھوڑا جائے۔ وَأَفْضَلُ عِمَامَتِهِ، مَوْضِعُ أَرْبَعِ أَصَابِعَ أَوْ نَحْوِ ذَلِكَ۔(شعب الایمان:5840)

حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کالے رنگ کا ایک کھردرے کپڑے کا عمامہ پہنا ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں اپنے قریب بلایا اور اُن کا عمامہ کھولا اور پھر اُن کے سر پر سفید عِمامہ باندھا، اور اُس کا شملہ پیچھے کی جانب چار انگلیوں یا اس کے قریب قریب کی مقدار کے برابر چھوڑ دیا اور فرمایا:، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن عوف! اِس طرح سے عمامہ باندھا کرو ،اِس لئے کہ یہ بہت ہی واضح (عربی) اور خوبصورت ہے۔ وَأَصْبَحَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَدِ اعْتَمَّ بِعِمَامَةٍ مَنْ كَرَابِيسَ سَوْدَاءَ، فَأَدْنَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَقَضَهُ وَعَمَّمَهُ بِعِمَامَةٍ بَيْضَاءَ، وَأَرْسَلَ مِنْ خَلْفِهِ أَرْبَعَ أَصَابِعَ أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ وَقَالَ: «هَكَذَا يَا ابْنَ عَوْفٍ اعْتَمَّ فَإِنَّهُ أَعْرَبُ وَأَحْسَنُ»۔(مستدرکِ حاکم:4/582)

اِسبال فی العمامہ:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: اِسبال (یعنی کپڑوں کا لٹکانا) قمیص، اِزار، اور عمامہ سب میں ہوتا ہے۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:الْإِسْبَالُ فِي الْإِزَارِ، وَالْقَمِيصِ، وَالْعِمَامَةِ۔(ابوداؤد:4094)(شعب الایمان:5723)یعنی جس طرح شلوار میں اِسبال ہوتا ہے کہ اُسے ٹخنوں سے نیچے رکھنا درست نہیں اِسی طرح عمامہ میں بھی اِسبال ہوتا ہے اور عمامہ میں اِسبال یہ ہے کہ "نصفِ ظہر" یعنی آدھی کمر سے نیچے رکھا جائے، چنانچہ عمامہ کے شملہ کا اِس قدر طویل ہونا کہ نصفِ ظہر سے تجاوز کر جائے، یہ اِسبال کے تحت داخل ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے۔(اشعۃ اللمعات، بحوالہ کشف الباری، کتاب اللباس:170، 171)

عمامہ کو ٹوپی کے اوپر پہننا چاہیئے۔

حضرت ابو جعفر بن محمد بن رکانہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کُشتی کی تو آپ نے انہیں پچھاڑ دیا۔ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے اور مشرکین کے درمیان ٹوپیوں پر عمامہ باندھنے کا فرق ہے (یعنی مشرکین بغیر ٹوپی کے اور مسلمان ٹوپی پہن کر عمامہ باندھتے

ہیں)۔عَنْ أَبِي جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ رُكَانَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رُكَانَةَ صَارَعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَرَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ رُكَانَةُ:سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:إِنَّ فَرْقَ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُشْرِكِينَ الْعَمَائِمُ عَلَى الْقَلَانِسِ۔(ترمذی:1784)

عمامہ دوسرے کے سر پر باندھنا بھی ثابت ہے۔

حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا عمامہ باندھا اور اُس کا شملہ میرے سامنے اور پیچھے کی جانب چھوڑ دیا۔عَمَّمَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَدَلَهَا بَيْنَ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِي۔(شعب الایمان:5839)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر عمامہ باندھا۔عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: عَمَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔(مسند ابی داؤد الطیالسی:149)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ (جہاد کے لئے لشکر)روانہ فرمایا اور حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو اس پر امیر مقرر کر کے ایک جھنڈا اُنہیں عنایت فرمایا، حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کالے رنگ میں رنگے ہوئے ایک کھردرے کپڑے کا عمامہ پہنا ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں بلا کر اُن کا عمامہ کھولا اور پھر خود اپنے دستِ مبارک سے ان کا عمامہ باندھا، اور آپ کا افضل عمامہ چار انگلیوں کے بقدر یا اس کے قریب قریب شملہ کا ہوتا تھا ،پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:اِس طرح سے عمامہ باندھا کرو، اِس لئے کہ یہ بہت ہی اچھا اور خوبصورت ہے۔إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ سَرِيَّةً وَأَمَّرَ عَلَيْهَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ وَعَقَدَ لِوَاءً فَذَكَرَ الْحَدِيثَ إِلَى أَنْ قَالَ وَعَلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عِمَامَةٌ مِنْ كَرَابِيسٍ مَصْبُوغَةٌ بِسَوَادٍ، فَدَعَاهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَلَّ عِمَامَتَهِ، ثُمَّ عَمَّمَهُ بِيَدِهِ وَأَفْضَلُ عِمَامَتِهِ، مَوْضِعُ أَرْبَعِ أَصَابِعَ أَوْ نَحْوِ ذَلِكَ فَقَالَ: " هَكَذَا فَاعْتَمَّ فَإِنَّهُ أَحْسَنُ وَأَجْمَلُ۔(شعب الایمان:5840)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کو بلایا اور اُن کے سر پر کالا عمامہ باندھا اور اُس کا شملہ دونوں کندھوں کے درمیان پیچھے چھوڑ دیا اور اِرشاد فرمایا:اِس طرح عمامہ باندھا کرو، بے شک عمامہ مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان

فاصل (فرق کرنے والا) ہے اور عمامہ اسلام کی نشانی ہے۔دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا فَعَمَّمَهُ بِعِمَامَةٍ سَوْدَاءَ ثُمَّ أَرْخَاهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِنْ خَلْفِهِ فَقَالَ هَكَذَا فَاعْتَمُّوا فَإِنَّ الْعَمَائِمَ حَاجِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ وَهِيَ سِيمَاءُ الإِسْلامِ۔(الکامل لابن عدی:5/286)

ٹوپی:

ٹوپی سر کے لباس میں سے ایک اہم لباس ہے جسے عربی میں "قَلَنْسُوَةٌ" کہتے ہیں۔اور یہ نبی کریم ﷺ سے پہننا ثابت ہے لہٰذا یہ کہنا غلط ہے کہ ٹوپی کا ثبوت روایات میں نہیں ملتا۔حضرت ابن القیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ آپ ﷺ کے کپڑوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کبھی ٹوپی بغیر عمامہ کے اور کبھی عمامہ بغیر ٹوپی کے پہنا کرتے تھے۔وَكَانَ يَلْبَسُ الْقَلَنْسُوَةَ بِغَيْرِ عِمَامَةٍ، وَيَلْبَسُ الْعِمَامَةَ بِغَيْرِ قَلَنْسُوَةٍ.(زاد المعاد:1/130)

ٹوپی کے ثبوت کی روایات ملاحظہ ہوں:

نبی کریم ﷺ سے ٹوپی پہننے کا ثبوت:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سفید ٹوپی پہنا کرتے تھے۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ قَلَنْسُوَةً بَيْضَاءَ۔(طبرانی کبیر:13/204)(الجامع الصغیر:10092)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی ایک سفید ٹوپی تھی جو (پہنتے ہوئے) سر سے چپکی ہوئی ہوتی تھی۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَلَنْسُوَةٌ بَيْضَاءَ لَاطِئَةً يَلْبَسُهَا۔(تاریخ دمشق لابن عساکر :4/193) (الجامع الصغیر:10093)

حضرت عبد اللہ بن عباس رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ عمامے کے نیچے ٹوپیاں پہنا کرتے تھے اور بغیر عمامے کے بھی ٹوپیاں پہنتے تھے،اور کبھی بغیر ٹوپی کے بھی عمامہ پہن لیا کرتے تھے۔عن بن عَبَّاسٍ كَانَ يَلْبَسُ الْقَلَانِسَ تَحْتَ الْعَمَائِمِ وَبِغَيْرِ الْعَمَائِمِ وَيَلْبَسُ الْعَمَائِمَ بِغَيْرِ الْقَلَانِسِ وَكَانَ يَلْبَسُ الْقَلَانِسَ الْيَمَانِيَّةَ وَهُنَّ الْبِيضُ الْمُضَرَّبَةُ وَيَلْبَسُ

الْقَلَانِسَ ذَوَاتَ الْآذَانِ فِي الْحَرْبِ وَكَانَ رُبَّمَا نَزَعَ قَلَنْسُوَةً فَجَعَلَهَا سُتْرَةً بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي۔(عون المعبود :11/88)(کنز العمّال:18286)

صحابہ وتابعین وغیرہ سے ٹوپی پہننے کا ثبوت:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ٹوپی پہننے کا ثبوت۔ عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَبَا مُوسَى خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ، وَعَلَيْهِ قَلَنْسُوَةٌ، فَمَسَحَ عَلَيْهَا۔(ابن ابی شیبہ:24859)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ٹوپی پہننے کا ثبوت۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ضِرَارٍ قَالَ: رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَتَى الْخَلَاءَ، ثُمَّ خَرَجَ وَعَلَيْهِ قَلَنْسُوَةٌ بَيْضَاءُ مَزْرُورَةٌ فَمَسَحَ عَلَى الْقَلَنْسُوَةِ۔(مصنف عبد الرزاق:745)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ٹوپی پہننے کا ثبوت۔ عَنْ عَاصِمٍ قَالَ: «حَجَجْتُ مَعَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَأَنْزَلْتُهُ مِنَ الْمَحْمَلِ فَبَالَ، فَأَتَيْتُهُ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ وَغَسَلَ أَثَرَ الْبَوْلِ، وَاسْتَنْشَقَ وَمَضْمَضَ ثَلَاثًا، وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَمَسَحَ عَلَى قَلَنْسُوَتِهِ وَخُفَّيْهِ وَأَمَّنَا إِلَى رَاحِلَتِهِ»۔(مسند ابن الجعد:2158)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے ٹوپی پہننے کا ثبوت۔ عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ فَقَدَ قَلَنْسُوَةً لَهُ يَوْمَ الْيَرْمُوكِ، فَقَالَ: اطْلُبُوهَا فَلَمْ يَجِدُوها، فَقَالَ: اطْلُبُوهَا، فَوَجَدُوهَا فَإِذَا هِيَ قَلَنْسُوَةٌ خَلَقَةٌ، فَقَالَ خَالِدٌ: «اعْتَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَلَقَ رَأْسَهُ، فَابْتَدَرَ النَّاسُ جَوَانِبَ شَعْرِهِ، فَسَبَقْتُهُمْ إِلَى نَاصِيَتِهِ فَجَعَلْتُهَا فِي هَذِهِ الْقَلَنْسُوَةِ، فَلَمْ أَشْهَدْ قِتَالًا وَهِيَ مَعِي إِلَّا رُزِقْتُ النَّصْرَ»۔(طبرانی کبیر:3804)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے ٹوپی پہننے کا ثبوت۔ أَبُو إِبْرَاهِيمَ التَّرْجُمَانِيُّ، قَالَ: رَأَيْتُ شَيْخًا بِدِمَشْقَ يُقَالُ لَهُ: أَبُو إِسْحَاقَ الْأَجْرَبُ مَوْلًى لِبَنِي هَبَّارٍ الْقُرَشِيِّ، قَالَ: «رَأَيْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ عُوَيْمِرَ بْنَ قَيْسِ بْنِ خُنَاسَةَ صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْهَلَ، أَقْنَى، يَخْضِبُ بِالصُّفْرَةِ، وَرَأَيْتُ عَلَيْهِ قَلَنْسُوَةً مُضَرَّبَةً صَغِيرَةً، وَرَأَيْتُ عَلَيْهِ عِمَامَةً قَدْ أَلْقَاهَا عَلَى كَتِفَيْهِ»۔(مستدرک حاکم:5450)

حضرت علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ سے ٹوپی پہننے کا ثبوت۔عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدٍ، قَالَ:رَأَيْتُ عَلَى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ قَلَنْسُوَةً بَيْضَاءَ مِصْرِيَّةً۔(ابن ابی شیبہ:24855)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹوپیاں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تین ٹوپیاں تھیں:

(1)سفید مصری ٹوپی۔(2)منقش دھاری دار یا بوٹی دار سبز ٹوپی۔(3)باڑ دار اونچی ٹوپی، جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں پہنا کرتے تھے اور بسا اوقات اسے سترہ بھی بنالیتے تھے۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ لِرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثُ قَلَانِسَ: قَلَنْسُوَةٌ بَيْضَاءُ مُضَرَّبَةٌ، وَقَلَنْسُوَةُ بُرْدٍ حِبَرَةٌ، وَقَلَنْسُوَةٌ ذَاتُ آذَانٍ، يَلْبَسُهَا فِي السَّفَرِ، وَرُبَّمَا وَضَعَهَا بَيْنَ يَدَيْهِ إِذَا صَلَّى۔(اخلاق النبی لابی الشیخ الاصبہانی:2/211،315)

ننگے سر رہنے کا حکم:

گھر سے باہر آنے جانے میں سر کو ڈھانکنے کا اہتمام کرنا چاہیئے، ننگے سر رہنا اور برہنہ سر لوگوں کے سامنے پھرنا یہ ادب اور مروّت کے خلاف ہے۔حضرت مولانا یوسف لُدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”گھر کے اندر اگر آدمی ننگے سر رہا جائے تو کوئی حرج نہیں، لیکن مردوں کا کھلے سر بازاروں میں پھرنا خلافِ ادب ہے، اور فقہاء تو ایسے لوگوں کی شہادت قبول بھی نہیں فرماتے۔آج کل جو مردوں کے ننگے سر بازاروں اور دفتروں میں جانے کا رواج چل نکلا ہے، یہ سب فرنگی تقلید ہے، اچھے اچھے دِین دار لوگ بھی ننگے سر رہنے کے عادی ہوگئے ہیں، **اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ**“۔(آپ کے مسائل اور اُن کا حل، جدید:8/355)

وَالْمَشْيِ بِسَرَاوِيلَ فَقَطْ، وَمَدِّ رِجْلِهِ عِنْدَ النَّاسِ، وَكَشْفِ رَأْسِهِ فِي مَوْضِعٍ يُعَدُّ فِعْلُهُ خِفَّةً وَسُوءَ أَدَبٍ وَقِلَّةَ مُرُوءَةٍ وَحَيَاءٍ، لِأَنَّ مَنْ يَكُونُ كَذَلِكَ لَا يَبْعُدُ مِنْهُ أَنْ يَشْهَدَ بِالزُّورِ.(فتح القدیر:7/414)

قمیص:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کپڑوں میں قمیص سب سے زیادہ پسند تھی۔عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ:كَانَ أَحَبَّ الثِّيَابِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ القَمِيصُ۔(ترمذی:1762)لَمْ يَكُنْ ثَوْبٌ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَمِيصٍ۔(ابوداؤد:4026)

قمیص کے محبوب ہونے کی وجوہات:

نبی کریم ﷺ کے قمیص کو پسند کرنے کی وجوہات یہ ذکر کی گئی ہیں:

1. یہ پہننے میں بہت ہلکی پھلکی محسوس ہوتی ہے۔
2. اس میں ازار اور چادر کے مقابلے میں زیادہ ستر کا اہتمام ہوتا ہے، کیونکہ ازار اور چادر میں ربط و امساک(باندھنے اور روکنے)کی ضرورت ہوتی ہے۔
3. اِس کے پہننے میں تواضع بھی زیادہ ہے۔۔(تحفۃ الاحوذی:5/372)(عون المعبود:11/48)

آستین میں سنت طریقہ :

آستینیں کتنی لمبی ہوں:

آستینوں کا گٹوں تک ہونا:

حضرت اسماء بنت یزید انصاری رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی قمیص کے بازو کلائی تک تھے۔كَانَ كُمُّ يَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الرُّسْغِ۔(ترمذی:1733)

آستینوں کا انگلیوں تک ہونا:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک قمیص پہنی جو ٹخنوں سے اونچی تھی اور اُس کی آستینیں انگلیوں کے ساتھ لگی ہوئی تھیں۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبِسَ قَمِيصًا وَكَانَ فَوْقَ الْكَعْبَيْنِ وَكَانَ كُمُّهُ مَعَ الْأَصَابِعِ۔(مستدرکِ حاکم:7420)

فائدہ :...............مذکورہ دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ آستینیں گٹوں تک ہونی چاہیئے اور گٹوں سے آگے انگلیوں تک بھی جائز اور ثابت ہیں البتہ بہتر یہ ہے کہ گٹوں تک رکھی جائیں۔

ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: دونوں حدیثوں میں کوئی تعارض نہیں ہے، اِس لئے کہ آستین کا گٹوں تک ہونا افضل ہے اور انگلیوں کے کنارے تک ہونا جواز پر محمول ہے، اور اِسی سے معلوم ہوا کہ ہاتھوں کی انگلیوں سے بھی آگے تک آستین رکھنا درست نہیں۔(مرقاۃ المفاتیح:7/2772)(عون المعبود:11/48)

آستینیں تنگ ہونی چاہیئے یا کشادہ:

آستینیں چاہے آگے سے کھلی ہوئی ہوں یا تنگ ہوں، دونوں ہی جائز اور ثابت ہیں۔

آستین کا کھلا ہوا اور کشادہ ہونا:

حضرت ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کی ٹوپیاں سروں سے ملی ہوئی تھیں (اونچی نہیں تھیں) یا آستینیں کشادہ ہوتی تھیں (تنگ نہیں ہوتی تھیں)۔أَبُو كَبْشَةَ الأَنْمَارِيَّ، يَقُولُ:كَانَتْ كِمَامُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُطْحًا۔(ترمذی:1782)

فائدہ:...... کِمَامٌ اگر کُمّہ کی جمع ہو تو اِس کا معنی "گول ٹوپی" کے ہیں، اور اِس صورت میں بُطْحًا کا معنی "چپکی ہوئی" کے کیے جائیں گے، اور مطلب یہ ہوگا " ٹوپیاں سروں سے چپکی ہوتی تھیں اونچی نہیں ہوتی تھیں"۔ اور اگر کِمَامُ جمع ہو کُمّ کی تو اس کا معنی "آستین" کے آتے ہیں۔ اور اِس صورت میں بُطْحًا کا معنی "چوڑی اور کشادہ" کے ہوں گے اور مطلب یہ ہوگا "آستینیں چوڑی اور کشادہ ہوتی تھیں، تنگ نہیں ہوتی تھی"۔(تحفۃ الالمعی:5/106)

آستین کا تنگ ہونا:

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رومی جبہ پہنا جس کی آستینیں تنگ تھیں۔عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ،عَنْ أَبِيهِ،أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبِسَ جُبَّةً رُومِيَّةً ضَيِّقَةَ الكُمَّيْنِ۔(ترمذی:1768)انْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِهِ، ثُمَّ أَقْبَلَ، فَتَلَقَّيْتُهُ بِمَاءٍ، فَتَوَضَّأَ، وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَأْمِيَّةٌ، فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ، فَذَهَبَ يُخْرِجُ يَدَيْهِ مِنْ كُمَّيْهِ، فَكَانَا ضَيِّقَيْنِ، فَأَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنْ تَحْتِ الجُبَّةِ فَغَسَلَهُمَا، وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَعَلَى خُفَّيْهِ۔(بخاری:5798)

سَرَاویل:

سَراویل شلوار کو کہا جاتا ہے،جو در اصل اِزار یعنی تہہ بند ہی کی ایک ترقی یافتہ شکل ہے،پہلے لوگ اِزار (تہہ بند)اِستعمال کرتے تھے،پھر اس کی جگہ شلوار آگئی،عہدِ نبوی میں بھی "اِزار" یعنی تہہ بند پہننے کا رَواج تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سَرَاویل خریدنے کا ثبوت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سَراویل کا خریدنا ثابت ہے۔چنانچہ روایت میں ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بازار گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کپڑے فروخت کرنے والوں کے پاس تشریف لے گئے اور ایک شلوار چار دراہم میں خریدی۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: دَخَلْتُ يَوْمًا السُّوقَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَلَسَ إِلَى الْبَزَّازِينَ، فَاشْتَرَى سَرَاوِيلَ بِأَرْبَعَةِ دَرَاهِمَ۔(طبرانی اوسط:6594)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سَرَاویل کا پہننا ثابت ہے یا نہیں:

اِس بارے میں دو طرح کی روایات ہیں، بعض سے پہننا اور بعض سے نہ پہننا معلوم ہوتا ہے۔(زاد المعاد:1/134)

بہر حال آپ نے پہنی یا نہ پہنی ہو، لیکن یہ بات طے ہے کہ آپ ﷺ نے اس کو پسند بہت کیا تھا اور پسند کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ اس میں تہہ بند کے مقابلے میں ستر کا اہتمام زیادہ ہے، چنانچہ مذکورہ بالا (سَراویل خریدنے کی) روایت ہی میں جب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے سَراویل کے بارے میں دریافت کیا: یارسول اللہ! کیا آپ سَراویل پہنیں گے؟ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: جی ہاں! سفر و حضر میں بھی پہنوں گا، دن و رات میں بھی پہنوں گا، کیونکہ مجھے جسم کے بارے میں ستر پوشی کا حکم دیا گیا ہے، اور مجھے اِس سے زیادہ کسی اور لباس (تہہ بند) میں ستر کا اِتنا زیادہ اہتمام نظر نہیں آتا۔قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَإِنَّكَ لَتَلْبِسُ السَّرَاوِيلَ؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَبِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَفِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ، فَإِنِّي أُمِرْتُ بِالتَّسَتُّرِ، فَلَمْ أَجِدْ شَيْئًا أَسْتَرَ مِنْهُ»۔(طبرانی اوسط:6594)

سرخ دھاری دار چادر:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک پسندیدہ ترین لباس دھاری دار چادر تھی۔عَنْ أَنَسٍ قَالَ:كَانَ أَحَبَّ الثِّيَابِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُهَا الحِبَرَةُ۔(ترمذی:1733)

فائدہ:........حِبَرۃ کا معنی بھی مزیّن کے آتے ہیں۔ سرخ دھاری دار چادر کو کہا جاتا ہے، یہ چادریں یمن میں بنا کرتی تھیں اور دھاریوں کی وجہ سے مزیّن ہوتی تھیں،، ان میں کبھی سبز یا نیلی دھاریاں بھی ہوتی تھیں۔ نبی کریم ﷺ کے پسند کی وجوہات یہ ذکر کی گئی ہیں:

1. یہ چادریں اعلیٰ قسم کے کپڑوں میں شمار ہوتی تھی جو روئی سے بنائی جاتھیں۔
2. اِس میں بہت زیادہ زینت نہیں ہوتی تھی اور دھاریوں کی وجہ سے بہت جلدی میل بھی نہیں پکڑتی تھی۔
3. یہ سبز دھاری دار چادر ہوتی تھی اور سبز آپ ﷺ کو پسند تھا کیونکہ وہ اہلِ جنت کا لباس ہے۔(تحفۃ الاحوذی:5/397)

سفید کپڑے:

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اپنے کپڑوں میں سے سفید کپڑے پہنا کرو اس لیے کہ وہ تمہارے بہترین کپڑے ہیں اور اس میں اپنے مردوں کو کفن دیا کرو۔ اور بیشک تمہارے سرموں میں سے بہترین سرمہ "اثمد" ہے، جو نگاہ کو تیز کرتا ہے اور بالوں کو اگاتا ہے۔الْبَسُوا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ، فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ، وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ، وَإِنَّ خَيْرَ أَكْحَالِكُمُ الْإِثْمِدُ: يَجْلُو الْبَصَرَ، وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ۔(ابوداؤد:4061)

سبز کپڑے:

سبز رنگ آپ ﷺ کا پسندیدہ رنگ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو تمام رنگوں میں سب سے زیادہ محبوب رنگ "سبز" تھا۔عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ أَحَبُّ الْأَلْوَانِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخُضْرَةَ۔(طبرانی اوسط:5731)

نبی کریم ﷺ کا سبز کپڑے پہننا:

حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کی طرف چلا، میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے اوپر دو سبز چادریں ہیں۔عَنْ أَبِي رِمْثَةَ، قَالَ: انْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي نَحْوَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «فَرَأَيْتُ عَلَيْهِ بُرْدَيْنِ أَخْضَرَيْنِ»۔(ابوداؤد:4065)عَنْ أَبِي رِمْثَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ أَخْضَرَانِ۔(ترمذی:2812)

حضرت یعلیٰ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اِضطباع کی حالت میں سبز چادر زیب تن فرما کر بیت اللہ شریف کا طواف فرمایا۔عَنْ يَعْلَى، قَالَ: طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَبِعًا بِبُرْدٍ أَخْضَرَ۔(ابوداؤد:1883)

سیاہ کپڑے:

سیاہ کپڑے پہننا اصل مسئلہ کی رو سے جائز ہے، اس میں کوئی قباحت نہیں، نبی کریم ﷺ سے کالا عمامہ، کالی چادر پہننا ثابت ہے، البتہ اگر کوئی غم اور افسوس کے اظہار کے طور پر سیاہ کپڑے پہنتا ہے جیسا کہ کسی کے انتقال پر یا کسی حادثہ اور افسوس ناک واقعہ یا بطور خاص محرم میں سیاہ کپڑے پہنے جاتے ہیں، کالی پٹی باندھی جاتی ہے وغیرہ وغیرہ، یہ سب ناجائز ہے، اِس لئے کہ اس میں روافض کے ساتھ مشابہت بھی ہے اور غم کے منانے کا ناجائز اور خلافِ سنت طریقہ ہے، جس سے اجتناب بہر حال ضروری ہے۔(کفایت المفتی:9/159، کتاب الحظر والاباحۃ)

حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کالے کپڑے پہننا درست ہے، مگر جب کسی جماعت فساق یا کفار کا شعار ہو جیسا کہ محرم میں روافض کا شعار ہے تو اس سے بچنا چاہیئے۔(فتاویٰ محمودیہ:19/266)

مصیبت کے وقت میں کالے کپڑوں کا پہننا بدعت ہے اور غم کے اظہار کا ایسا طریقہ ہے جو گریبان پھاڑنے اور گال پیٹنے ہی کی طرح کا ایک عمل ہے۔وأما لبس السواد عند المصيبة فمن البدع۔(**مجموع فتاوی ورسائل العثیمین**:17/330)لبس السواد حداداً على الميت من البدع وإظهار الحزن، وهو شبيه بشق الجيوب ولطم الخدود۔(ایضاً:17/414)

نہی سے قبل آپ ﷺ کا ریشمی کپڑے پہننا:

حضرت واقد بن عمر بن سعد بن معاذ کہتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا ، انہوں نے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے کہا میں واقد بن عمر ہوں حضرت انس رضی اللہ عنہ رونے لگے اور فرمایا تمہاری شکل سعد سے ملتی ہے اور وہ بہت بڑے لوگوں میں سے تھے، انہوں نے ایک مرتبہ نبی ﷺ کی خدمت میں ایک ریشمی جبہ بھیجا جس پر سونے کا کام ہوا تھا جب آپ ﷺ نے اسے پہنا اور منبر پر تشریف لائے تو لوگ اسے چھونے لگے اور کہنے لگے کہ ہم نے آج تک ایسا کپڑا نہیں دیکھا ، آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم لوگ اس پر تعجب کرتے ہو حضرت سعد کے جنتی رومال اس سے اچھے ہیں جو تم دیکھ رہے ہو۔وَاقِدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، قَالَ: قَدِمَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَأَتَيْتُهُ، فَقَالَ: مَنْ أَنْتَ؟ فَقُلْتُ: أَنَا وَاقِدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، قَالَ: فَبَكَى، وَقَالَ: إِنَّكَ لَشَبِيهٌ بِسَعْدٍ، وَإِنَّ سَعْدًا كَانَ مِنْ

أَعْظَمِ النَّاسِ وَأَطْوَلِهِمْ، وَإِنَّهُ بُعِثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُبَّةٌ مِنْ دِيبَاجٍ مَنْسُوجٌ فِيهَا الذَّهَبُ، فَلَبِسَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَقَامَ - أَوْ قَعَدَ - فَجَعَلَ النَّاسُ يَلْمِسُونَهَا، فَقَالُوا: مَا رَأَيْنَا كَالْيَوْمِ ثَوْبًا قَطُّ، فَقَالَ: أَتَعْجَبُونَ مِنْ هَذِهِ؟ لَمَنَادِيلُ سَعْدٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِمَّا تَرَوْنَ۔(ترمذی:1723)

فائدہ:.......... یہ ریشم کے بارے میں نہی کا حکم نازل ہونے سے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ لہٰذا اس سے ریشم کے مردوں کے لئے حلال ہونے پر اِستدلال نہیں کیا جاسکتا۔(تحفۃ الاحوذی:5/318)

نبی کریم ﷺ کا اُون کے کپڑے پہننا:

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں ایک اُون کی موٹی چادر اور ایک موٹے کپڑے کا تہبند دکھایا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہی دو کپڑوں میں وفات پائی۔أَخْرَجَتْ إِلَيْنَا عَائِشَةُ كِسَاءً مُلَبَّدًا، وَإِزَارًا غَلِيظًا، فَقَالَتْ: قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَيْنِ۔(ترمذی:1733)

نبی کریم ﷺ کا موٹے کپڑے کا تہبند پہننا:

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تو انہوں نے ایک موٹے کپڑے کا تہبند نکالا جو کہ یمن میں بنایا جاتا تھا اور ایک چادر جسے "مُلَبَّدَہ" کا نام دیا جاتا تھا پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے قسم کھا کر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ان دو کپڑوں میں تھے کہ آپ کی روح مبارک قبض ہوگئی۔عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، فَأَخْرَجَتْ إِلَيْنَا إِزَارًا غَلِيظًا مِمَّا يُصْنَعُ بِالْيَمَنِ وَكِسَاءً مِنَ الَّتِي يُسَمُّونَهَا الْمُلَبَّدَةَ فَأَقْسَمَتْ بِاللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبِضَ فِي هَذَيْنِ الثَّوْبَيْنِ۔(ابوداؤد:4036)

نبی کریم ﷺ کا بہترین جوڑا زیبِ تَن فرمانا:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب حروری (خوارج) کا فتنہ شروع ہوا تو میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ تم ان (خوارج) لوگوں کے پاس جاؤ (بات چیت کر کے سمجھانے کے لیے) تو میں نے یمن کے بہترین جوڑوں میں سے سب سے اچھا جوڑا پہنا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک خوبصورت اور وجیہ مرد تھے، ابن عباس کہتے ہیں: میں ان کے پاس آیا تو وہ کہنے لگے اے ابن عباس! ہم آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں، یہ کیا جوڑا ہے؟ وہ کہنے لگے کہ میرے اوپر کیا عیب لگاتے ہو بیشک میں نے رسول اللہ ﷺ کو جوڑوں میں سے بہترین جوڑا پہنے ہوئے دیکھا۔عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا خَرَجَتِ الْحَرُورِيَّةُ أَتَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ: ائْتِ هَؤُلَاءِ الْقَوْمَ فَلَبِسْتُ أَحْسَنَ مَا يَكُونُ مِنْ حُلَلِ الْيَمَنِ – قَالَ أَبُو زُمَيْلٍ: وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَجُلًا جَمِيلًا جَهِيرًا – قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَأَتَيْتُهُمْ فَقَالُوا: مَرْحَبًا بِكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ مَا هَذِهِ الْحُلَّةُ قَالَ: مَا تَعِيبُونَ عَلَيَّ، لَقَدْ رَأَيْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ مَا يَكُونُ مِنَ الحُلَلِ۔(ابوداود:4037)

نبی کریم ﷺ کا نجرانی چادر پہننا:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ہمراہ جا رہا تھا اور آپ ﷺ کے جسم پر (اس وقت) ایک موٹے حاشیہ کی (موٹے کناروں والی) نجرانی چادر تھی تو ایک اعرابی نے آپ ﷺ کو پکڑ لیا اور زور سے آپ ﷺ کو دبایا، یہاں تک کہ میں نے نبی ﷺ کی گردن مبارک کے ظاہری حصے پر دیکھا کہ اس کے زور سے دبانے کی وجہ سے چادر کے حاشیہ کا نشان پڑ گیا تھا۔ اس کے بعد اس اعرابی نے کہا کہ مجھے بھی اللہ کے اس مال میں سے جو آپ ﷺ کے پاس ہے دلوا دیجئے تو آپ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا اور مسکرائے اس کے بعد اسے کچھ دے دینے کا حکم فرما دیا۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ:«كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيظُ الحَاشِيَةِ»، فَأَدْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَبَذَهُ بِرِدَائِهِ جَبْذَةً شَدِيدَةً، حَتَّى «نَظَرْتُ إِلَى صَفْحَةِ عَاتِقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ البُرْدِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهِ»، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ مُرْ لِي مِنْ مَالِ اللَّهِ الَّذِي عِنْدَكَ، «فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ضَحِكَ، ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ»۔(بخاری:5809)

کپڑوں سے متعلّق آداب واحکام

پہلا ادب: صحیح اور اچھی نیت کرنا:

حدیث میں ہے: اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔(بخاری:1)

بے شک اللہ تعالیٰ انسان کی نیت کے بقدر اجر واقع فرماتے ہیں إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَوْقَعَ أَجْرَهُ عَلَى قَدْرِ نِيَّتِهِ۔(مؤطامالک:935)

مومن کی نیت اُس کے عمل سے بھی بہتر ہوتی ہے۔نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِهِ۔(طبرانی کبیر:5942)

سچی اور اچھی نیت افضل ترین عمل ہے۔أفضل العمل النية الصادقة۔(کنزالعمال:7238)

اچھی نیت انسان کو جنت میں داخل کر دیتی ہے۔النية الحسنة تدخل صاحبها الجنة۔(کنزالعمال:7248)

انسان کو ہر کام میں اچھی نیت کا اہتمام کرنا چاہیئے، اس سے وہ عمل تھوڑا بھی بہت زیادہ اور وزنی ہو جاتا ہے، کپڑا پہننا بھی ایک عمل ہے لہٰذا اس میں بھی اچھی نیت کرنی چاہیئے تاکہ کپڑا پہننا جو کہ ایک انسان کی بنیادی ضرورت وحاجت میں داخل ہے وہ عبادت اور اجر وثواب کا ذریعہ بن جائے۔

کپڑا پہننے میں کیا نیت ہونی چاہیئے:

سترپوشی:

اللہ تعالیٰ نے لِباس کا بنیادی مقصد ہی: " يُوَارِي سَوْآتِكُمْ "(سترپوشی) بتلایا ہے۔اور سترپوشی فرض اور اِسلام کے اوّلین احکام میں سے ہے لہٰذا اِس حکم پر عمل کرنے کی نیت کرلینی چاہیئے۔

تجمّل اور زینت اختیار کرنا:

لِباس کا دوسرا مقصد "زینت" ہے، چنانچہ قرآن کریم میں لِباس کے بنیادی مقاصد کو ذکر کرتے ہوئے "رِیشًا" بھی ذکر کیا گیاہے نیز" خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ " میں بھی کپڑے کو زینت سے تعبیر کیا گیاہے جس سے لِباس کی زینت معلوم ہوتی ہے۔اِسی طرح کپڑا پہننے کی دعاء میں بھی نبی کریم ﷺ نے " وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِي حَيَاتِي " (یعنی میں اس لِباس کے ذریعہ اپنی زندگی میں زینت اختیار کرتا ہوں) کے الفاظ تلقین فرمائے ہیں اُن سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ لِباس میں اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے زینت کا سامان پیدا فرمایا ہے۔

نعمتِ خداوندی کا اِظہار:

ایک نیت یہ بھی کی جاسکتی ہے کہ اے اللہ ! آپ نے جو نعمتیں عنایت فرمائی ہیں اُن کو اِستعمال کر رہا ہوں تاکہ وہ نعمتیں میرے جسم وبدن پر ظاہر ہوں، نبی کریم ﷺ جب کسی کو وسعت ہوتے ہوئے بھی پُرانے اور بوسیدہ کپڑوں میں دیکھتے تو اُسے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے اِظہار کی تلقین فرماتے، ایک صحابی کو فرمایا: جب اللہ نے تمہیں مال دیا ہے تو اللہ کی نعمت کا اثر اور اُس کی جانب سے ملنے والی عزّت و کرامت تمہارے اوپر ظاہر بھی ہونی چاہیئے۔ فَإِذَا آتَاكَ اللَّهُ مَالًا فَلْيُرَ أَثَرُ نِعْمَةِ اللَّهِ عَلَيْكَ، وَكَرَامَتِهِ۔(ابوداؤد:4063)

سردی گرمی سے بچاؤ:

اللہ تعالیٰ نے لِباس کا ایک اہم فائدہ قرآن کریم میں یہ بھی ذکر کیا ہے کہ یہ لِباس تمہیں سردی اور گرمی سے بچاتا ہے:

سردی سے بچانے کی حکمت بیان کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا:۔﴿لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ﴾۔(النحل:5)اور چوپائے اُسی نے پیدا کیے جن میں تمہارے لئے سردی سے بچاؤ کا سامان ہے۔(آسان ترجمہ قرآن)

گرمی سے بچانے کا فائدہ بیان کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا:﴿وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيلَ تَقِيكُمُ الْحَرَّ﴾۔(النحل:81)اور تمہارے لئے ایسے لِباس پیدا کیے جو تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں۔(آسان ترجمہ قرآن)

پس اِس فائدہ کے حصول کی نیت بھی کرلینی چاہیئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر اداء کرنا چاہیئے جس نے سردی اور گرمی دونوں سے بچاؤ کے لئے کیسی عظیم نعمت ہمیں عطاء فرمائی۔

دوسرا ادب: بسم اللہ کا اہتمام:

ہر کام کی طرح کپڑے پہنتے ہوئے بھی "بسم اللہ" پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیئے، یہ سنت عمل بھی ہے اور اس سے اُس کام میں برکت بھی ہوجاتی ہے، اللہ تعالیٰ شیاطین کے اثرات اور تصرّف سے بھی محفوظ فرمادیتے ہیں۔

حدیث میں ہے: اللہ تعالیٰ نے اپنی عزت اور جلال کی قسم کھائی ہے کہ اس کا نام جس چیز پر لیا جائے گا وہ اس میں برکت ڈالدے گا۔(تفسیر ابن کثیر:1/120)

حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دروازہ بند کرتے وقت، چراغ بجھاتے وقت، مشکیزہ باندھتے وقت، برتن ڈھانپتے وقت (غرض ہر کام کرتے ہوئے) اللہ کا نام لیا کرو (بسم اللہ پڑھا کرو)۔أَغْلِقْ بَابَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ، وَأَطْفِئْ مِصْبَاحَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ، وَأَوْكِ سِقَاءَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ، وَخَمِّرْ إِنَاءَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ۔(بخاری:3280)

تیسرا ادب: حلال اور پاکیزہ کپڑوں کا اہتمام:

حرام مال سے کھانے پینے اور پہننے کا اِنتظام کرنا انسان کو اللہ تعالیٰ سے دور کر دیتا ہے اور حدیث کے مطابق ایسے لِباس کے حامل انسان کی دعاء تک قبول نہیں ہوتی۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کا تذکرہ کیا جو طویل اور لمبا (حج، جہاد، علمِ دین یا کوئی بھی بہترین اور مبارک) سفر کرکے آئے، پراگندہ اور غبار آلود ہو اور اپنے ہاتھوں کو آسمان کی جانب پھیلا کر یہ کہہ رہا ہو: " يَا رَبِّ، يَا رَبِّ " اے میرے پروردگار! اے میرے پروردگار!، حالانکہ اُس کا کھانا، پینا اور لِباس و پوشاک سب حرام کا ہو، پرورش بھی اُس کی حرام سے ہوئی ہو تو اُس کی دعاء کیسے قبول ہوگی۔ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ، يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ، يَا رَبِّ، يَا رَبِّ، وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ، وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ، فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ؟۔(مسلم:1015)

چوتھا ادب: حیثیت کے مطابق کپڑے پہننا:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جتنی وسعت دی ہے اُسی کے مطابق کپڑے پہننا بھی چاہیئے، عموماً اِس میں دو طرح کی غلطی کی جاتی ہے: بعض لوگ اپنی حیثیت سے زیادہ مہنگے اور شاندار کپڑوں کے پیچھے لگے رہتے ہیں، یہ بھی غلط ہے اور بعض حضرات وسعت کے ہوتے ہوئے بھی گرے پڑے بوسیدہ کپڑے پہنتے ہیں، یہ بھی حدیث کے مطابق مناسب طریقہ نہیں ہے، نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ اپنی نعمت کا اثر بندے پر دیکھیں۔إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ أَنْ يَرَى أَثَرَ نِعْمَتِهِ عَلَى عَبْدِهِ۔(ترمذی:2819)

پانچواں ادب: سنت کے مطابق کپڑے پہننا:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتے ہیں: اے نبی کہہ دیجئے! اگر تمہیں اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ ہے تو میری اتّباع کرو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا محبوب بنالیں گے اور تمہارے گناہوں کو معاف کردیں گے۔﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ﴾(آلِ عمران:31)

تحقیق اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾(الاحزاب:21)

لِباس انسان کی زندگی کا ایک اہم جزء اور اُس کی شخصیت کی پہچان کا بہت بڑا ذریعہ ہے، اس کا سنت کے مطابق ہونا انسان کے قلب و دماغ اور اُس کی فکر و نظر پر گہرا اثر چھوڑتا ہے، اور یہی لِباس پھر اثر انداز ہوتے ہوتے انسان کو دیگر سنتوں کے اختیار کرنے کے راستہ پر بھی گامزن کردیتا ہے، اِس لئے زندگی کے تمام شعبوں کی طرح لِباس و پوشاک میں بھی بطورِ خاص سنت کی اتباع کو تھامنا چاہیئے، بالخصوص آج کے دور میں جبکہ لوگ سنت کے لِباس کو چھوڑ کر معاشرے کے بدنامِ زمانہ فنکاروں، گلوکاروں، اداکاروں اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے لِباس کو سید الاوّلین والآخرین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے پیارے لِباس

پر فوقیت دے چکے ہیں، اُنہیں سنت کے لِباس سے زیادہ ناچنے اور گانے والوں کے لِباس اور اُن کی وضع قطع پسند آچکی ہے، ایسے فتنہ وفساد کے وقت میں سرورِ کونین پیارے آقا ﷺ کے مبارک اور محبوب لِباس کو اختیار کرنا یقیناً اور بھی زیادہ اجر وثواب کا باعث اور اللہ تعالیٰ کی رضاوخوشنودی کا باعث ہے۔

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: جس نے میری امّت کے فساد میں مبتلاء ہو جانے کی صورت میں میری سنت کو تھاما اُس کے لئے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِي عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِي فَلَهُ أجر مائة شَهِيد۔(مشکوۃ المصابیح:176)

جب تک انسان اپنے کھانے پینے میں لِباس وپوشاک میں، رہن سہن میں، وضع قطع میں زندگی کے تمام شعبوں میں حضور اکرم ﷺ کی سنت کی اتباع نہ کرے اُس وقت تک ایمان کا کامل درجہ حاصل نہیں کر سکتا۔

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: تم میں سے کوئی اُس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اُس کے نزدیک اُس کی اولاد، والد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب و پسندیدہ نہ ہوجاؤں۔لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهِ، وَوَالِدِهِ، وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ۔(ابن ماجہ:67)

چھٹا ادب : لِباس میں اِعتدال اور سادگی کو اپنانا:

اگرچہ عُمدہ اور قیمتی کپڑوں کا پہننا اور کپڑوں میں زیب وزینت اور تجمّل اختیار کرنا بشرطیکہ تکبّر وغرور کے طور پر نہ ہو تو جائز بلکہ مندوب ہے جیسا کہ احادیث سے اِس کی وضاحت ہوتی ہے، نبی کریم ﷺ نے بھی بعض مواقع پر صحابہ کرام کو ادنیٰ درجہ کے کپڑے پہنے دیکھ کر تنبیہ کی تھی، لیکن دوسری جانب یہ بھی ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ اُس کے مقابلے میں تواضع اختیار کرتے ہوئے اعتدال کے ساتھ سادگی کو اپنانا اعلیٰ اور ارفع درجہ ہے۔(اوجز المسالک:16 / 145، 146)

بلکہ خود نبی کریم ﷺ کی عملی زندگی اورآپ کے جاںنثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پاکیزہ زندگیوں کو دیکھا جائے تو یہی نظر آتا ہے کہ آپ نے اور آپ کے پیارے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین نے لِباس وپوشاک اور اوڑھنے بچھونے میں سادگی کو اپنایا تھا اور تمام تر تکلّفات سے کنارہ کش رہتے ہوئے تواضع اور عجز وانکساری کے پیکر بن کر زندگی گزاری تھی۔ بلکہ بغیر کسی شک

اور تردّد کے یہ کہا جاسکتا ہے کہ سادگی اُن کی زندگی کا سب سے نمایاں اور ظاہر و باہر وصف تھا، ما قبل میں اِس کے بہت سے واقعات اور مثالیں ذکر کی جاچکی ہیں، جنہیں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

ان دونوں حکموں اور طریقوں میں سب سے بہتر طریقہ اعتدال کا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر قسم کے تکلّفات و تصنّع سے اِجتناب کرتے ہوئے اپنی حیثیت کے مطابق اعتدال کی راہ کو اپنایا جائے، نہ بہت زیادہ قیمتی پوشاک کے حصول کی فکر میں دن و رات لگائے جائیں، بایں معنی کہ یہی زندگی کا مشغلہ بن کر رہ جائے اور نہ ہی اِس قدر پھٹے پُرانے اور بوسیدہ کپڑے پہنے جائیں کہ لوگوں کو دیکھنے میں محتاجگی اور مفلسی محسوس ہونے لگے، یہ ایک معتدل راستہ ہے جس پر ان شاء اللہ چلتے ہوئے دونوں حکموں پر بآسانی عمل کیا جاسکتا ہے۔

اور یہ اعتدال ایسی چیز ہے جس کا ہر جگہ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اسی سے اعمال میں دوام اور حُسن پیدا ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: میانہ رَوی کو تھام لو، میانہ رَوی کو تھام لو۔عَلَيْكُمْ بِالْقَصْدِ، عَلَيْكُمْ بِالْقَصْدِ۔(ابن حبان:2/72)

ساتواں ادب: محظوراتِ لِباس سے بچنا:

لِباس سے متعلّق شریعت نے جو جو ممنوعات بیان کیے ہیں اُن سے بچنا اور یہ کوئی ادب اور مستحب نہیں، بلکہ لازمی اور واجبی چیز ہے جس سے اجتناب بہر حال لازم اور ضروری ہے اور اُن میں سے کسی بھی اِرتکاب کرنا اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے لِباس کی کھلی ناقدری اور صریح ناشکری ہے جو ـــ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت کرے ـــ آج کل بہت کثرت سے پھیل چکی ہے اور پھیلتی چلی جارہی ہے۔

لِباس سے متعلّق محظورات و ممنوعات کو ما قبل میں بہت تفصیل کے ساتھ بیان کیا جاچکا ہے، یہاں بغیر کسی تفصیل کے صرف اُن کا خلاصہ ذکر کیا جارہا ہے:

1. کپڑوں میں ستر پوشی کا اچھی طرح اہتمام ہونا چاہیئے، نہ اِس قدر چھوٹے ہوں کہ ستر ہی نہ چھپے، نہ اِس قدر رقیق و باریک ہوں کہ جسم جھلک رہا ہوں، نہ اِتنے چست اور تنگ ہوں کہ جسم کا حجم اور نشیب و فراز واضح ہوتا ہو۔

2. مَردوں کے لئے ریشم اور سونا پہننا، گہرے اور خالص سرخ رنگ کا اِستعمال کرنا، یا زعفران اور عُصفر میں رنگے ہوئے کپڑے پہننا درست نہیں، عورتیں پہن سکتی ہیں۔

3. مَردوں کے لئے کپڑوں کو ٹخنوں سے نیچے رکھنا جائز نہیں، حدیث میں اس کی بڑی سخت وعیدیں آئی ہیں۔

4. لِباس میں کافروں اور فاسقوں کی مشابہت اختیار کرنا جائز نہیں، اِسی طرح مَردوں کے لئے عورتوں کی یا عورتوں کے لئے مَردوں کی مشابہت اختیار کرنا جائز نہیں، نبی کریم ﷺ نے ایسے لوگوں پر لعنت فرمائی ہے۔

5. کپڑوں میں بے جا اِسراف، غرور و تکبر اور شہرت وریاکاری کو اختیار کرنا یہ سب شرعاً ناجائز اور ممنوع ہیں، ان سے بہر حال اجتناب کرنا چاہیئے۔

6. ایسے لِباس پہننا جس میں تصاویر بنی ہوں، صلیب یا کوئی اور کافروں کا مخصوص نشان بنا ہو، جائز نہیں۔

اِن سب ممنوعات کی تفصیل "کپڑوں کے ممنوعات کا بیان" کے عُنوان کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

آٹھواں ادب : صاف کپڑے پہننا:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ایک آدمی کو دیکھا کہ پراگندہ حال اور بکھرے ہوئے بال کے ساتھ ہے، تو فرمایا: کیا یہ کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جس سے اپنے بالوں کی پراگندگی کو دور کردے۔ اور ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کے کپڑے میلے کچیلے تھے، فرمایا کہ اسے کوئی ایسی چیز میسر نہیں جس سے یہ اپنے کپڑوں کو دھو سکے۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَى رَجُلًا شَعِثًا قَدْ تَفَرَّقَ شَعْرُهُ فَقَالَ: أَمَا كَانَ يَجِدُ هَذَا مَا يُسَكِّنُ بِهِ شَعْرَهُ، وَرَأَى رَجُلًا آخَرَ وَعَلَيْهِ ثِيَابٌ وَسِخَةٌ، فَقَالَ أَمَا كَانَ هَذَا يَجِدُ مَاءً يَغْسِلُ بِهِ ثَوْبَهُ۔(ابوداؤد:4062)

اِس سے معلوم ہوا کہ انسان کو اپنے کپڑے صاف ستھرے رکھنے چاہیئے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور قول ہے:"مَنْ نَظَّفَ ثَوْبَهُ قَلَّ هَمُّهُ"۔ جس کے کپڑے صاف ستھرے ہوتے ہیں اُس کے غم اور فکریں کم ہوتی ہیں۔(عون المعبود:11/76)

حضرت ابو الاحوص، اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے پاس میلے کپڑوں میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس مال ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ پوچھا: کیا مال ہے؟ میں نے کہا اللہ نے مجھے اونٹ، بکری، گھوڑے اور غلام وغیرہ سب ہی کچھ دے رکھا ہے، فرمایا: جب اللہ نے تمہیں مال دیا ہے تو اللہ کی نعمت کا اثر اور اُس کی جانب سے ملنے والی عزّت و کرامت تمہارے اوپر ظاہر بھی ہونی چاہیئے۔عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَوْبٍ دُونٍ، فَقَالَ: «أَلَكَ مَالٌ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «مِنْ أَيِّ الْمَالِ؟» قَالَ: قَدْ آتَانِي اللَّهُ مِنَ الإِبِلِ، وَالْغَنَمِ، وَالْخَيْلِ، وَالرَّقِيقِ، قَالَ:فَإِذَا آتَاكَ اللَّهُ مَالًا فَلْيُرَ أَثَرُ نِعْمَةِ اللَّهِ عَلَيْكَ، وَكَرَامَتِهِ۔(ابوداؤد:4063)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی کریم ﷺ میرے پاس گھر میں تشریف لائے، مجھ سے اِرشاد فرمایا: اے عائشہ! اِن دونوں چادروں کو دھودو، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، یارسول اللہ! میں نے کل ہی انہیں دھویا ہے، آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: کیا تم جانتی نہیں ہو کہ کپڑا بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتا ہے، اور جب وہ گندا ہوجاتا ہے تو اُس کی تسبیح بند ہوجاتی ہے۔عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي: يَا عَائِشَةُ اغْسِلِي هَذَيْنِ الْبُرْدَيْنِ "، قَالَتْ: فَقُلْتُ: بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ بِالأَمْسِ غَسَلْتُهُمَا، فَقَالَ لِي: أَمَا عَلِمْتِ أَنَّ الثَّوْبَ يُسَبِّحُ، فَإِذَا اتَّسَخَ انْقَطَعَ تَسْبِيحُهُ۔(أخرجه الخطیب فی تاریخہ:4772)(کنز العمال:26009)

نواں ادب: پاک کپڑے پہننا :

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا:﴿ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ﴾۔(المدّثر:4)

اِس آیت میں کپڑوں کے پاک رکھنے کا حکم دیا گیا ہے، اور یہ حکم صرف نماز کے ساتھ ہی مخصوص نہیں، بلکہ تمام احوال میں کپڑوں کا پاک رکھنا ضروری ہے۔(تفسیر مظہری:10/125)

ایک اور جگہ اِرشاد فرمایا:﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔(البقرۃ:222)

کپڑوں میں پاکی اور صفائی دونوں چیزوں کا اہتمام کرنا چاہیئے، عموماً کپڑوں کے حوالے سے ان دونوں کو تاہیوں کا اِرتکاب کیا جاتا ہے۔ بلکہ دیکھا جائے تو کپڑوں کی صفائی کا بڑے تکلّف اور تصنّع سے اہتمام کیا جاتا ہے لیکن پاکی کا اہتمام کرنے والے لوگ کم ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ بہت سے لوگ (مردوں اور عورتوں میں) ایسے لِباس میں مَلبوس ہوتے ہیں جو دیکھنے میں نہایت عمدہ اور قیمتی ہوتا ہے لیکن اُنہیں نماز کا کہا جائے تو یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ "کپڑے نماز کے قابل نہیں"۔ حالانکہ ایک مومن کی شان سے یہ بات بہت بعید تر ہے کہ وہ پورا پورا دن اِس حالت میں گزار دے اور سارا سارا دن آفس اور کاروبار میں اِس طریقے سے گزار دے کہ اُس کے کپڑے نماز کے قابِل ہی نہ ہو۔ اور اِس کوتاہی کے شکار اور مرتکب وہی لوگ ہوتے ہیں جنہیں نماز کی فکر نہیں ہوتی اور نہ ہی دل میں یہ خیال آتا ہے کہ اگر کپڑے پاک نہ ہوئے تو نماز کیسے پڑھی جائے گی۔ نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: "الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ" پاکی ایمان کا ایک حصہ ہے۔(مسلم:223) ایک اور روایت میں ہے: "الطُّهُورُ نِصْفُ الْإِيمَانِ" پاکی ایمان کا نصف حصہ ہے۔(طبرانی کبیر:3423)

دسواں ادب: کپڑا پہنتے ہوئے دائیں طرف سے شروع کرنا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کرتہ پہنتے وقت دائیں جانب سے ابتداء فرماتے۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَبِسَ قَمِيصًا بَدَأَ بِمَيَامِنِهِ۔(ترمذی:1766)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا: جب تم کپڑے پہنو اور وضو کرو تو دائیں جانب سے ابتداء کرو۔ إِذَا لَبِسْتُمْ، وَإِذَا تَوَضَّأْتُمْ، فَابْدَءُوا بِأَيَامِنِكُمْ۔(ابوداؤد:4141)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنی تمام حالتوں میں جس قدر بھی ممکن ہو تا دائیں جانب سے شروع کرنے کو پسند کیا کرتے تھے، وضو کرنے میں، کنگھی کرنے میں، جوتے پہننے میں، مسواک کرنے میں (غرض ہر چیز میں) كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ فِي طُهُورِهِ وَتَرَجُّلِهِ، وَنَعْلِهِ، قَالَ مُسْلِمٌ: «وَسِوَاكِهِ»۔(ابوداؤد:4140)

گیارہوں ادب : کپڑا اُتارتے ہوئے بائیں جانب سے شروع کرنا :

کپڑا پہنتے ہوئے دائیں جانب سے اور اُتارتے ہوئے بائیں جانب سے شروع کرنا چاہیئے، جیسے : کپڑوں سے ہاتھ نکالتے ہوئے یا پاؤں نکالتے ہوئے پہلے بایاں ہاتھ نکالنا چاہیئے اور پھر دایاں ہاتھ۔ اور یہ اصول تمام افعال میں اختیار کرنا چاہیئے ، چنانچہ بیت الخلاء میں داخل اور خارج ہوتے ہوئے، مسجد میں داخل اور خارج ہوتے ہوئے، موزے، جوتے چپل وغیرہ پہنتے اور اُتارتے ہوئے ہر جگہ اسی طریقہ کو اختیار کرنا چاہیئے۔(فتح الباری:10/312)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں:جب تم میں سے کوئی جوتے پہنے تو اُسے چاہیئے کہ پہلے دائیں پاؤں میں پہنے اور جب اُتارے تو پہلے بایاں پاؤں اُتارے، تاکہ پہننے میں دایاں پاؤں پہلے اور اُتارنے میں آخری ہوجائے۔إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِاليَمِينِ، وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ، لِيَكُنِ اليُمْنَى أَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَآخِرَهُمَا تُنْزَعُ۔(بخاری:5855)

بارہواں ادب: کپڑا اُتارتے اور پہنتے ہوئے ستر پوشی کا اہتمام کرنا:

کپڑا اُتارتے اور پہنتے ہوئے چونکہ ستر کھلتا ہے، اِس لئے اُس وقت میں ستر پوشی کا اہتمام کرنا چاہیئے، اور ایسی جگہ کا انتخاب کرنا چاہیئے جہاں کسی قسم کی بے ستری اور بے پردگی نہ ہو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر کا اہتمام کرنے کی حد درجہ تعلیم دی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد ہے: بے شک اللہ تعالیٰ حیاء دار اور پردہ پوشی کرنے والے ہیں اور شرم و حیاء کو اور ستر پوشی کو پسند کرتے ہیں۔إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ حَيِيٌّ سِتِّيرٌ يُحِبُّ الْحَيَاءَ وَالسَّتْرَ فَإِذَا اغْتَسَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَتِرْ.(ابوداؤد:4012)

بلکہ تنہائی اور خلوت میں جبکہ کسی کی نگاہ پڑنے کا بظاہر کوئی امکان بھی نہ ہو تب بھی ضرورت کے بقدر ہی ستر کھولنا چاہیئے، اِس لئے کہ حدیث کے مطابق تنہائی میں بھی انسان کو ستر پوشی کی تعلیم دی گئی ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے: ایک صحابی فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم اپنا ستر کس سے چھپائیں اور کس سے نہ چھپائیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اپنی بیوی اور لونڈی کے علاوہ ہر ایک سے اپنا ستر چھپاؤ۔ میں نے عرض کیا اگر لوگ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھے ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :اگر ہو سکے کہ تمہارے ستر کو کوئی نہ دیکھے تو ضرور ایسا ہی

کرو۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ !اگر کوئی اکیلا ہو تو؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ لوگوں سے زیادہ اس بات کا حقدار ہے کہ اس سے حیا کی جائے۔احْفَظْ عَوْرَتَكَ إِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ» قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِذَا كَانَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ؟ قَالَ:إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَا يَرَيَنَّهَا أَحَدٌ فَلَا يَرَيَنَّهَا، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِذَا كَانَ أَحَدُنَا خَالِيًا؟ قَالَ:اللَّهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيَا مِنْهُ مِنَ النَّاسِ.(ابوداؤد:4017)

تیرہواں ادب : کپڑا اُتارتے ہوئے دعاء پڑھنا:

انسان جب ستر کھولتا ہے تو شیاطین انسان کی شرمگاہ سے کھیلتے ہیں، چنانچہ حدیث میں آتا ہے: نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے جو شخص قضائے حاجت کے لیے جائے تو پردہ اختیار کرے اگر پردہ کی کوئی چیز نہ مل سکے تو کم از کم مٹی کا ایک ڈھیر لگا کر ہی اس کی آڑ میں بیٹھ جائے اس لیے کہ شیطان (برہنگی کی حالت میں) آدمی کی شرمگاہ سے کھیلتا ہے۔وَمَنْ أَتَى الْغَائِطَ فَلْيَسْتَتِرْ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ إِلَّا أَنْ يَجْمَعَ كَثِيبًا مِنْ رَمْلٍ فَلْيَسْتَدْبِرْهُ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَلْعَبُ بِمَقَاعِدِ بَنِي آدَمَ۔(ابوداؤد:35)

لٰہذا ستر کھولتے ہوئے انسان کو وہ دعاء پڑھنی چاہیئے جو حدیث میں تلقین کی گئی ہے اور وہ دعاء یہ ہے: «**بِسْمِ اللَّهِ الَّذِيْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ**» اس دعاء کی برکت سے شیاطین اور اِنسان کے درمیان پردہ حائل ہوجاتا ہے،اِس لئے دعاء کا اہتمام کرنا چاہیئے۔

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا:جنات کی آنکھوں اور انسان کے ستر کے درمیان پردہ یہ ہے کہ جب مسلمان کپڑا اُتارنے کا اِرادہ کرے تو یہ دعاء پڑھے:«**بِسْمِ اللَّهِ الَّذِيْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ**» اللہ تعالیٰ کے نام سے ہی میں کپڑا اُتارتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔(عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی:1/240،رقم:273)

چودہواں ادب : نیا کپڑا ہو تو جمعہ کے دن پہننا بہتر ہے:

نیا کپڑا اگر ممکن ہو تو بہتر یہ ہے کہ جمعہ کے مبارک دن سے اس کا آغاز کرنا چاہیئے۔چنانچہ حدیث میں ہے ، نبی کریم ﷺ جب نیا کپڑا پہنتے تو جمعہ کے دن پہنا کرتے۔كان إذا استجد ثوبا لبسه يوم الجمعة۔(کنز العمّال:18268)

پندرہواں ادب : کپڑا پہننے کی دعاء پڑھنا :

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی نیا کپڑا زیب تن فرماتے تو اس کا نام لیتے یا تو قمیص یا عمامہ، پھر فرماتے: «**اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ كَسَوْتَنِيهِ أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهِ وَخَيْرِ مَا صُنِعَ لَهُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ، وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ**»اے اللہ! آپ ہی کے لئے تعریف ہے آپ نے ہی مجھے یہ کپڑا پہنایا ہے آپ سے ہی اس کی خیر کا سائل ہوں اور جس مقصد کے لیے یہ کپڑا ابنایا گیا ہے اس کی بھی خیر کا سائل ہوں اور اس کے شر سے اور جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے اس کے شر سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔(ابوداؤد:4020)

نوٹ :......مزید دعائیں "کپڑوں سے متعلّق مسنون دعائیں" کے عُنوان کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

سولہواں ادب : اُترے ہوئے کپڑوں کو تہہ کرکے رکھنا:

اُترے ہوئے کپڑوں سے متعلّق شریعت کی تعلیم یہ ہے کہ اُسے ایسے ہی نہ چھوڑدے، بلکہ لپیٹ کر رکھے، کیونکہ حدیث کے مطابق اگر وہ کپڑے ایسے چھوڑدیے جائیں اور لپیٹ کر نہ رکھا جائے تواُن کپڑوں کو شیطان پہنتا ہے، اور اگر لپیٹ کر رکھے جائیں تو شیطان نہیں پہن سکتا۔اطْوُوا ثِيَابَكُمْ تَرْجِعُ إِلَيْهَا أَرْوَاحُهَا، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ إِذَا وَجَدَ الثَّوْبَ مَطْوِيًّا لَمْ يَلْبَسْهُ، وَإِذَا وَجَدَهُ مَنْشُورًا لَبِسَهُ۔(طبرانی اوسط:5702)

سترہواں ادب : پُرانے کپڑوں کو صدقہ کردینا:

جو کپڑے انسان کی ضرورت سے فارغ ہوگئے ہوں، جیسا کہ عموماً نئے کپڑے بناتے ہوئے بہت سے پُرانے کپڑے انسان کے پہننے میں نہیں آتے اور وہ انسان کی ضرورت سے زائد ہوجاتے ہیں، ایسے کپڑوں کے بارے میں بہتر یہی ہے کہ اُنہیں صدقہ کردیا جائے ،اِس سوچ سے اُنہیں الماریوں میں جمع کرکے نہیں رکھنا مناسب نہیں کہ شاید کسی موقع پر کام آجائیں، اِس لئے کہ عموماً دیکھنے میں یہ آتا ہے کہ اِس طرزِ عمل کے نتیجے میں بسا اوقات گھروں کی الماریاں ضرورت سے زائد کپڑوں سے لبالَب بھر جاتی ہیں، اور ایک طویل زمانہ تک وہ کپڑے بغیر کسی مَصرف کے ایسے ہی پڑے پڑے ضائع ہوتے رہتے ہیں،

حالانکہ وہی کپڑے اگر نکال کر تقسیم کر دیے جاتے تو صرف ایک نہیں، کئی کئی غریبوں، مسکینوں اور اُن کے بچوں کے تن ڈھانکنے کے کام آسکتے تھے۔

حدیث میں آتا ہے جو شخص نیا کپڑا پہنے اور یہ دعاء پڑھے: **"اَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِيْ مَا أُوَارِي بِهِ عَوْرَتِيْ، وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِيْ حَيَاتِي"** اُس کے بعد پُرانا کپڑا اغرباء ومساکین پر صدقہ کر دے تو وہ اپنی موت وحیات کے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی ذمّہ داری اور پناہ میں آجاتا ہے۔ مَنْ لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيدًا فَقَالَ: الحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي مَا أُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي، وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِي حَيَاتِي ثُمَّ عَمَدَ إِلَى الثَّوْبِ الَّذِي أَخْلَقَ فَتَصَدَّقَ بِهِ كَانَ فِي كَنَفِ اللَّهِ وَفِي حِفْظِ اللَّهِ، وَفِي سَتْرِ اللَّهِ حَيًّا وَمَيِّتًا۔ (ترمذی:3560)

کپڑوں سے متعلّق مسنون دعائیں

کپڑا پہننے کی دعاء:

(1)........ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: جس شخص نے یہ کھانا کھایا پھر کہا:

«الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي هَذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي، وَلَا قُوَّةٍ» تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے یہ کھانا مجھے کھلایا اور مجھے عطا کیا بغیر میری کسی قوت و طاقت کے تو اس کے اگلے پچھلے سارے گناہ (صغیرہ) معاف کر دیے جاتے ہیں۔ اور فرمایا کہ جس شخص نے کپڑا پہننے کے بعد کہا کہ تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے یہ کپڑا پہنایا اور یہ مجھے عطا کیا۔ میری کسی طاقت و قوت کے بغیر تو اس کے اگلے پچھلے گناہ (صغیرہ) معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (ابوداؤد:4020)

نیا کپڑا پہننے کی دعاء:

(1)......... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی نیا کپڑا زیب تن فرماتے تو اس کا نام لیتے یا تو قمیص یا عمامہ، پھر فرماتے:

«اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ كَسَوْتَنِيهِ أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهِ وَخَيْرِ مَا صُنِعَ لَهُ،وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ، وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ» اے اللہ آپ کی تعریف ہے آپ نے ہی مجھے یہ کپڑا پہنایا ہے آپ سے ہی اس کی خیر کا سائل ہوں اور جس مقصد کے لیے یہ کپڑا بنایا گیا ہے اس کی بھی خیر کا سائل ہوں اور اس کے شر سے اور جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے اس کے شر سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا سَمَّاهُ بِاسْمِهِ إِمَّا قَمِيصًا، أَوْ عِمَامَةً ثُمَّ يَقُولُ: « اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ كَسَوْتَنِيهِ أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهِ وَخَيْرِ مَا صُنِعَ لَهُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ، وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ »۔(ابوداؤد:4020)

(2)......... حضرت علی کرّم اللہ وجہہ ایک کپڑا تین دراہم میں خریدا، پھر جب اُسے پہنا تو یہ دعاء پڑھی:

«الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي رَزَقَنِي مِنَ الرِّيَاشِ مَا أَتَجَمَّلُ بِهِ فِي النَّاسِ، وَأُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي»

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے زینت کا سامان عطاء کیا جس کے ذریعہ میں لوگوں میں تجمّل اور زینت اختیار کرتا ہوں اور اپنے ستر کو بھی چھپاتا ہوں۔ پھر فرمایا کہ یہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔(مسند احمد:1353)

(3)......... **«الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَارَى عَوْرَتِي، وَجَمَّلَنِي فِي عِبَادِهِ»**

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک سفعہ نئے کپڑ پہنے اور یہ دعاء پڑھی: ”تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہی ہیں جس نے میرے ستر کو چھپایا اور اپنے بندوں میں مجھے زینت عطاء فرمائی“

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: لَبِسَ حُذَيْفَةُ ثِيَابًا جُدُدًا، فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَارَى عَوْرَتِي، وَجَمَّلَنِي فِي عِبَادِهِ، ثُمَّ قَالَ: «كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَبِسَ ثِيَابًا جُدُدًا قَالَ مِثْلَ ذَلِكَ»۔(طبرانی اوسط:1073)

کسی کو نیا یا اچھا کپڑا پہنے دیکھیں تو یہ دعاء پڑھیں:

(1)........... حضرت ابو نضرہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے صحابہ میں سے کوئی جب نیا کپڑا پہنتا تو اسے کہا جاتا:

«تُبْلِى وَيُخْلِفُ اللَّهُ تَعَالَى» تم اسے (پہن پہن کر) بوسیدہ کرو اور اس کے بعد اللہ تمہیں اور عطا فرمائیں گے۔قَالَ أَبُو نَضْرَةَ:فَكَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صلّى الله عليه وسلم إِذَا لَبِسَ أَحَدُهُمْ ثَوْبًا جَدِيدًا قِيلَ لَهُ:«تُبْلِى وَيُخْلِفُ اللَّهُ تَعَالَى»۔(ابوداؤد:4020)

(2)........... حضرت ام خالد بنت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ کپڑے لائے گئے ان میں ایک چھوٹی سیاہ چادر بھی تھی آپ نے فرمایا کہ تم اس کے زیادہ مستحق کسے خیال کرتے ہو؟ پس سب لوگ خاموش ہو گئے تو حضور نے فرمایا کہ ام خالد کو میرے پاس لاؤ انہیں لایا گیا تو وہ چادر انہیں پہنا دیں پھر دو مرتبہ فرمایا:

«أَبْلِي وَأَخْلِقِي»(اللہ کرے کہ)تم اسے (پہن پہن کر) بوسیدہ کر دو اور اس کے بعد تمہیں دوبارہ ملے۔

اور حضور ﷺ چادر کے سرخ وزرد نقش و نگار کو دیکھتے جاتے اور فرماتے جاتے کہ "سَناہ سَناہ" اے ام خالد۔ حبشی زبان میں "سَناہ" کے معنی اچھا کے ہیں۔عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِكِسْوَةٍ فِيهَا خَمِيصَةٌ صَغِيرَةٌ فَقَالَ: «مَنْ تَرَوْنَ أَحَقُّ بِهَذِهِ» فَسَكَتَ الْقَوْمُ، فَقَالَ: «ائْتُونِي بِأُمِّ خَالِدٍ» فَأُتِيَ بِهَا، فَأَلْبَسَهَا إِيَّاهَا، ثُمَّ قَالَ: «أَبْلِي وَأَخْلِقِي» مَرَّتَيْنِ، وَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَى عَلَمٍ فِي الْخَمِيصَةِ أَحْمَرَ أَوْ أَصْفَرَ وَيَقُولُ «سَنَاهْ سَنَاهْ يَا أُمَّ خَالِدٍ» وَسَنَاهْ فِي كَلَامِ الْحَبَشَةِ الْحَسَنُ۔(ابوداؤد:4024)

(3)........... حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سفید قمیص پہنے دیکھا، آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ دُھلے ہوئے ہیں یا نئے کپڑے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں دُھلے ہوئے ہیں، آپ ﷺ نے یہ دعاء دی: **«اِلْبَسْ جَدِيدًا، وَعِشْ حَمِيدًا، وَمُتْ شَهِيدًا»** اللہ کرے کہ تم نئے کپڑے پہنو، قابلِ تعریف زندگی گزارو، اور شہادت کی موت مرو۔(ابن ماجہ:3558)

کپڑا اُتارتے ہوئے یہ دعاء پڑھیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: جنات کی آنکھوں اور انسان کے ستر کے درمیان پردہ یہ ہے کہ جب مسلمان کپڑا اُتارنے کا اِرادہ کرے تو یہ دعاء پڑھے: «بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ» اللہ تعالیٰ کے نام سے ہی میں کپڑا اُتارتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ (عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی: 1/240، رقم: 273)

کپڑوں سے متعلّق فقہی مباحث / اختلافاتِ ائمہ

ریشم کے کپڑے سے متعلّق مباحث:

عورتوں کے لئے ریشم کا حکم:

مَردوں کے لئے ریشم پہننا تو بالاتفاق جائز نہیں، البتہ عورتوں کے لئے جائز ہے یا نہیں اِس میں دو قول ہیں:

- جمہور ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم: عورتوں کے لئے ریشم جائز ہے۔
- عبد اللہ بن عمر اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما: عورتوں کے لئے بھی جائز نہیں۔ (حاشیۃ السندی علی النسائی: 8/200)

جمہور کا اِستدلال وہ احادیث ہیں جن میں صراحۃً بڑی وضاحت کے ساتھ عورتوں کے لئے اجازت دی گئی ہے۔ اور ممکن ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو عورتوں کے لئے مباح ہونے کی روایت نہ پہنچی ہو۔ واللہ اَعلم۔

خارش وغیرہ کی ضرورت کے لئے ریشم پہننا:

اضطراری حالت میں مردوں کے لئے بھی ریشم کا استعمال جائز ہوجاتا ہے ، البتہ اگر اضطراری صورتِ حال نہ ہو ، بلکہ ضرورت کی وجہ سے استعمال کیا جائے، مثلاً جسم میں خارش لگ گئی، یا جنگ وغیرہ میں دشمن پر رُعب قائم کرنا یا اُس کے وار سے بچنا مقصود ہو تو کیا ریشم کو استعمال کرسکتے ہیں یا نہیں، اِس میں اختلاف ہے:

- امام ابو حنیفہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہما: خالص ریشم کا استعمال جائز نہیں۔
- شوافع، حنابلہ اور صاحبین رحمۃ اللہ علیہم: جائز ہے۔
- بعض شوافع رحمۃ اللہ علیہم: صرف حالتِ سفر میں جائز ہے۔
- ابن الماجشون مالکی رحمۃ اللہ علیہ: جنگ میں ریشم پہننا مستحب ہے۔

(فتح الباری:6/101)(اِعلاء السنن:17/345)(کشف الباری، کتاب اللباس:191)(تکملہ فتح الملہم:4/111)

نابالغ لڑکوں کو ریشم کے کپڑے پہنانا:

اِس پر سب کا اتفاق ہے کہ مَردوں کے لئے ناجائز اور عورتوں کے لئے حرام ہے، نیز اِس پر بھی اتفاق ہے کہ نابالغ لڑکیوں کو پہنانا بھی جائز ہے، البتہ نابالغ لڑکوں کو پہنانا جائز ہے یا نہیں، اِس میں اختلاف ہے:

- احناف رحمۃ اللہ علیہم: جائز نہیں، البتہ چونکہ وہ مکلّف نہیں، اِس لئے اُن کو پہنانے والا گناہ گار ہوگا۔
- ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم: جَواز اور عدمِ جَواز دونوں طرح کے اقوال ہیں۔(الموسوعة الفقهية الكويتية::17/208)

مخلوط ریشم کا حکم :

ایسا کپڑا جس کے تانے یا بانے میں سے ایک ریشم کا اور دوسرا غیر ریشم کا ہو وہ مخلوط کہلاتا ہے، اُس کے پہننے کے جائز یا ناجائز ہونے میں اختلاف ہے:

- احناف رحمۃ اللہ علیہم: بانے کو دیکھا جائے گا، اگر بانا ریشم کا ہو تو ناجائز ہے، ورنہ جائز ہے۔
- شوافع و حنابلہ رحمۃ اللہ علیہم: غالب کو دیکھا جائے گا، اگر ریشم غالب ہو تو ناجائز، ورنہ جائز ہے۔
- مالکیہ رحمۃ اللہ علیہم: مختلف اقوال ہیں، راجح یہ ہے کہ مکروہ ہے۔(الموسوعة الفقهية الكويتية:17/209)

ریشم کو لباس کے علاوہ دوسری چیزوں میں استعمال کرنا:

ریشم کو بچھونے، بستر، تکیہ اور پردے وغیرہ کے طور پر استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں، اِس میں اختلاف ہے:

- امام ابو حنیفہ اور ابن الماجشون مالکی اور بعض شوافع رحمۃ اللہ علیہم: جائز ہے۔(فتح الباری:10/292)(عمدۃ القاری:22/14)
- جمہور ائمہ ثلاثہ اور صاحبین رحمۃ اللہ علیہم: جائز نہیں۔(الموسوعة الفقهية الكويتية:17/210)

پھر جمہور فقہاء کرام جو لِباس کے علاوہ میں ریشم کے استعمال کو جائز قرار نہیں دیتے، اُن میں اختلاف ہے کہ یہ ممانعت مَرد و عورت دونوں کے لئے یکساں ہے یا صرف مَرد کے لئے ممانعت ہے:

- صاحبین رحمۃ اللہ علیہما: مَرد و عورت دونوں ہی کے لئے ممانعت ہے، اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ سونا پہننا مَرد کے لئے ناجائز اور عورت کے لئے جائز ہے، لیکن سونے کے بَرتن استعمال کرنا دونوں ہی کے لئے ناجائز ہے۔
- ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم: صرف مَرد کے لئے ناجائز ہے، عورت کے لئے جائز ہے، اور یہ ایسا ہی ہے کہ جیسے ریشم کا لِباس پہننے میں مَرد و عورت کے درمیان فرق ہے۔(البنایۃ:12/98،99)(فتح الباری:10/292)

ریشم کا اَستر لگانا:

کسی کپڑے کے اندر اَستر کے طور پر ریشم استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں، اِس میں اختلاف ہے:

- مالکیہ و شوافع رحمۃ اللہ علیہم: اگر کثیر نہ ہو اور عام طور پر اُس کے لگانے کا عرف نہ ہو تو جائز ہے۔
- احناف و حنابلہ رحمۃ اللہ علیہم: جائز نہیں، اِس لئے کہ اَستر میں لگا ہوا ریشم بھی پہننے کے حکم میں ہی ہے، نیز اُس میں تنعّم اور تزیّن کا معنی بھی پایا جاتا ہے۔(الموسوعة الفقهية الكويتية:17/211)

ریشم کا اِزار بند استعمال کرنے میں فقہاء کا اِختلاف:

اِزار بند کو عربی میں ” تِكَّةٌ “ کہتے ہیں، اس کی جمع ” تِکَک “ آتی ہے، یعنی شلوار باندھنے کی چیز ۔(القاموس المُحیط:935)

شلوار میں ریشم کا اِزار بند استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں، اِس میں اختلاف ہے:

- صاحبین رحمۃ اللہ علیہما: مکروہ ہے، نصوص کے مطلق ہونے کی وجہ سے۔
- مالکیہ اور حنابلہ رحمۃ اللہ علیہم: حرام ہے، اِس لئے کہ اِستثناء کی کوئی دلیل نہیں۔
- امام ابو حنیفہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہما: جائز ہے، اِس لئے کہ یہ مستقلاً بغیر شلوار کے نہیں پہنا جاتا، پس اِس کی حیثیت ایک ضمنی کپڑے کی ہوگئی۔(الموسوعة الفقهية الكويتية:17/211)(الدر المختار مع الرّد:6/353)(عالمگیری:5/332)

ریشم کی جائز مقدار:

مَردوں کے لئے کس قدر ریشم استعمال کرنا جائز ہے، اِس میں تین قول ہیں:

- حضرت حسن بصری و ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہما: مطلقاً جائز نہیں اگرچہ چار انگلی سے کم ہی کیوں نہ ہو۔
- بعض مالکیہ: مطلقاً جائز ہے اگرچہ چار انگلی سے زیادہ ہی کیوں نہ ہو۔
- جمہور ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم: چار انگلی تک جائز ہے، اس سے زیادہ جائز نہیں۔(فتح الباری:10/290)

سُرخ کپڑے کا حکم:

سُرخ کپڑے کے حکم میں فقہاء کا اختلاف ہے، فتح الباری(10/305) میں سات اقوال ذکر کیے گئے ہیں:

پہلا قول:الْجَوَازُ مُطْلَقًا۔سُرخ کپڑا پہننا مطلقاً جائز ہے۔

دوسرا قول:الْمَنْعُ مُطْلَقًا۔سُرخ کپڑا پہننا جائز نہیں۔

تیسرا قول :يُكْرَهُ لُبْسُ الثَّوْبِ الْمُشْبَعِ بِالْحُمْرَةِ دُونَ مَا كَانَ صَبْغُهُ خَفِيفًا۔ ایسا کپڑا جو تیز سُرخ رنگ میں رنگا ہوا ہو وہ مکروہ ہے اور جو ہلکا رنگا ہوا ہو وہ جائز ہے۔

چوتھا قول :يُكْرَهُ لُبْسُ الْأَحْمَرِ مُطْلَقًا لِقَصْدِ الزِّينَةِ وَالشُّهْرَةِ وَيَجُوزُ فِي الْبُيُوتِ وَالْمِهْنَةِ۔ زینت اور شہرت کے لئے مطلقاً جائز نہیں، البتہ گھروں میں اور کام کاج کے لئے جائز ہے۔

پانچواں قول : يَجُوزُ لُبْسُ مَا كَانَ صُبِغَ غَزْلُهُ ثُمَّ نُسِجَ وَيُمْنَعُ مَا صُبِغَ بَعْدَ النَّسْجِ۔ کپڑے کی بُنائی سے پہلے دھاگوں کو رنگا گیا ہو تو جائز ہے اور اگر بُنائی کے بعد سے رنگا گیا ہو تو جائز نہیں۔

چھٹا قول :اخْتِصَاصُ النَّهْيِ بِمَا يُصْبَغُ بِالْمُعَصْفَرِ لِوُرُودِ النَّهْيِ عَنْهُ وَلَا يُمْنَعُ مَا صُبِغَ بِغَيْرِهِ مِنَ الْأَصْبَاغِ۔ عُصفُر سے رنگا ہوا کپڑا پہننا جائز نہیں، اس کے علاوہ کسی اور چیز کا رنگا ہوا سُرخ رنگ جائز ہے۔

ساتواں قول :تَخْصِيصُ الْمَنْعِ بِالثَّوْبِ الَّذِي يُصْبَغُ كُلُّهُ وَأَمَّا مَا فِيهِ لَوْنٌ آخَرُ غَيْرُ الْأَحْمَرِ مِنْ بَيَاضٍ وَسَوَادٍ وَغَيْرِهِمَا فَلَا۔ مکمل سُرخ رنگ کا کپڑا جائز نہیں، البتہ کوئی اور رنگ بھی شامل ہو تو جائز ہے، جیسے دھاری دار سُرخ کپڑا۔

عُصفر سے رنگے ہوئے کپڑوں کا حکم:

عورتوں کے لئے بالاتفاق کوئی ممانعت نہیں، مَردوں کے لئے جائز ہیں یا نہیں، اِس میں اختلاف ہے:

- احناف وحنابلہ رحمۃ اللہ علیہم: جائز نہیں، اِس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔
- امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ: مَردوں کے لئے بھی ایسے کپڑے پہننا جائز ہیں۔ البتہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ غالباً امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ تک مُعصفَر کپڑوں کی ممانعت کی روایت پہنچی نہیں تھی، ورنہ وہ ضرور منع کر دیتے۔

- امام مالک رحمۃ اللہ علیہ: تین قول منقول ہیں: (1) جواز مطلقاً۔ (2) گھروں میں جائز اور محافِل و اسواق میں ناجائز۔ (3) زیادہ گہرا رنگ نہ کیا گیا ہو تو جائز ہے، ورنہ نہیں۔

(اوجز المسالک: 16/160 تا 162) (شرح الزرقانی علی المؤطا: 3/425) (الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ: 23/223)

زَعفَران سے رنگے ہوئے کپڑوں کا حکم:

عورتوں کے لئے بالاتفاق کوئی ممانعت نہیں، مَردوں کے لئے جائز ہیں یا نہیں، اِس میں اختلاف ہے:

- امام مالک رحمۃ اللہ علیہ: کپڑوں میں اس کا اِستعمال جائز ہے، بدن پر جائز نہیں۔ (عون المعبود: 11/157)
- ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم: مَردوں کے لئے اس کا اِستعمال جسم اور کپڑوں دونوں میں مطلقاً ممنوع ہے۔

دلائل:

حضرات مالکیہ: مؤطا امام مالک کی حدیث میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کہ وہ زعفران کے رنگے ہوئے کپڑے اِستعمال کرتے تھے۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَلْبَسُ الثَّوْبَ الْمَصْبُوغَ بِالْمِشْقِ وَالْمَصْبُوغَ بِالزَّعْفَرَانِ۔ (مؤطا مالک مع الزرقانی: 4/424)

اور مُزعفر کپڑوں کی ممانعت کی جو روایات ہیں جیسے بخاری شریف کی روایت: " نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ " وہ یا تو حالتِ اِحرام پر محمول ہیں، یا اُن کا مطلب یہ ہے کہ بدن پر لگانے کو منع کیا گیا ہے، کپڑوں میں اِستعمال کر سکتے ہیں۔ (مؤطا مالک مع الزرقانی: 4/425)

ائمہ ثلاثہ: احادیث میں "تزعفُر" کی مطلقاً ممانعت وارد ہوئی ہے، چنانچہ بخاری شریف میں ہے: " نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ "، لہٰذا اسے احرام یا بدن کے ساتھ مخصوص کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔

(مؤطا مع الزرقانی: 4/425) (اوجز المسالک: 16/160، 161) (کشف الباری، کتاب اللباس: 205)

اِشتمال الصمّا:

اِشتِمالِ صمّا کی مُمانعت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو لباسوں سے منع فرمایا ہے ایک صمّاء اور دوسرے یہ کہ کوئی آدمی دونوں زانوں کو پیٹ سے ملا کر ایک کپڑا پیٹھ کی طرف سے لاتے ہوئے اس طرح باندھے کہ شرم گاہ پر کوئی کپڑا نہ ہو۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لِبْسَتَيْنِ: الصَّمَّاءِ، وَأَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ بِثَوْبِهِ لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ۔(ترمذی:1758)

اِشتِمالِ صمّا کا مطلب اور اُس کی تفسیریں :

صمّا لغت میں ٹھوس چیز کو کہتے ہیں، اصطلاحی اعتبار سے اِشتِمالِ صمّا کپڑے کو اوڑھنے کی ایک مخصوص ہیئت کا نام ہے جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، مُحدّثین اور فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک اس کی دو تفسیریں مشہور ہیں:

پہلی تفسیر: ایک ہی کپڑے کو (یعنی اِزار نہ ہو) اپنے جسم پر اِس طرح لپیٹ لینا کہ کہیں سے ہاتھ پاؤں نکالنے کی کوئی جگہ باقی نہ رہے۔هُوَ أَنْ يتجَلّل الرجلُ بثوبه وَلَا يَرْفع مِنْهُ جَانِبًا.وَإِنَّمَا قِيلَ لَهَا صَمَّاء، لِأَنَّهُ يَسُد عَلَى يَدَيه ورجْليه المنافذَ كُلَّها، كالصَّخرة الصَّمَّاء الَّتِي لَيْسَ فِيهَا خرْق وَلَا صَدْع۔(النہایۃ لابن الاثیر:3/54)

دوسری تفسیر: جسم پر ایک ہی کپڑے کو اوڑھ لیا جائے، جبکہ (نیچے کی جانب) دوسرا کوئی کپڑا نہ ہو اور پھر کپڑے کو ایک جانب سے اُٹھا کر کندھے پر رکھ لینا، اِس طرح کہ ستر کھل جائے۔هُوَ أَنْ يتغَطّى بِثَوْبٍ واحِدٍ لَيْسَ عَلَيْهِ غَيرُه، ثُمَّ يرفَعُه مِنْ أحَد جَانِبَيْه فيَضَعه عَلَى منْكبه، فتَنْكَشِف عَوْرَتُهُ۔(النہایۃ لابن الاثیر:3/54)

اِشتِمالِ صمّا کا حکم :

اِشتمالِ صمّا کی ہیئت میں کپڑا پہننے کی وجہ سے ستر کھل جائے تو یہ حرام ہے اور نماز کی حالت میں ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی۔اور اگر ستر نہ کھلے تب بھی حدیث میں چونکہ اس کی ممانعت آئی ہے لہٰذا مکروہ ہو گا۔اور پھر مکروہ تحریمی اور تنزیہی دونوں طرح کے اقوال ہیں، راجح یہ ہے کہ مکروہ تحریمی ہو گا۔(الموسوعة الفقهية الكويتية:4/314)(ردالمحتار:1/652)

اِشتمالِ صمّا کی مُمانعت کی وجہ :

1. کپڑا پہننے کی اس مخصوص ہیئت کی وجہ سے انسان بے دست و پا ہو جاتا ہے اور اگر ٹھوکر وغیرہ لگ کر گرنے لگے تو اپنا بچاؤ بھی نہیں کیا جاسکتا۔کسی نقصان دہ چیز کو دور کرنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔(عمدۃ القاری:4/76)
2. اس ہیئت میں کپڑا پہننے کی وجہ سے ستر کھلنے کا بھی قوی امکان ہوتا ہے۔(عمدۃ القاری:4/76)
3. یہودیوں کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے کیونکہ اصلاً یہ یہودیوں کے اِشتمال کا طریقہ تھا۔(تبیین الحقائق:1/164)

جانوروں کی کھال کو کپڑوں وغیرہ میں استعمال کرنا:

جانوروں کی کھال کو استعمال کرنا :

حیوانات کی دو قسمیں ہیں: (1)ماکول اللحم۔ (2)غیر ماکول اللحم۔

ماکول اللحم جانوروں کی کھال شرعی طور پر ذبح کرنے کی وجہ سے بالاتفاق پاک ہو جاتی ہے۔

غیر ماکول اللحم جانوروں کی کھال اگر جانور نجس العین ہو تو بالاتفاق پاک نہیں ہوتی اگرچہ ذبحِ شرعی کر لیا جائے۔

اور غیر ماکول اللحم اگر نجس العین نہ ہو تو ذبحِ شرعی سے کھال پاک ہو گی یا نہیں، اِس میں اختلاف ہے:

- شوافع اور حنابلہ رحمۃ اللہ علیہم: پاک نہیں ہو گی۔اِس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے
- احناف و مالکیہ رحمۃ اللہ علیہم: پاک ہو جائے گی۔(الموسوعة الفقهية الكويتية:7/95)

دلائل:

شوافع و حنابلہ:

نبی کریم ﷺ نے چیتے کی کھال پر سوار ہونے اور درندے کی کھال کو استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے، اور یہ نہی عام ہے مذبوحہ اور غیر مذبوحہ تمام جانوروں کو شامل ہے، نیز جب ذبح کرنے سے اُس کا گوشت پاک نہیں ہوتا تو کھال کیسے پاک ہوگی۔ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَنْهَى عَنْ رُكُوبِ النُّمُورِ۔(ابن ماجہ:3655)نَهَى عَنْ جُلُودِ السِّبَاعِ۔(ترمذی:1771) وَهُوَ عَامٌّ فِي الْمُذَكَّى وَغَيْرِهِ؛ وَلأَنَّهُ ذَبْحٌ لاَ يُطَهِّرُ اللَّحْمَ فَلَمْ يُطَهِّرِ الْجِلْدَ۔(الموسوعة الفقهية الكويتية:7/95)

احناف و مالکیہ:

نبی کریم ﷺ نے ذبحِ شرعی کو ہی کھال کی پاکی قرار دیا ہے، نیز ذبح کرنے سے نجس رطوبتیں زائل ہو جاتی ہیں لہٰذا اُس کے بعد کھال کے ناپاک ہونی کی کوئی وجہ نہیں، باقی رہا "جلود السباع" اور "رکوب النمور" کا مسئلہ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ اَس لئے منع کیا گیا تھا کیونکہ اُس زمانے میں درندوں کی کھال کو تکبّر اور غرور کے طور پر استعمال کیا کرتے تھے جو ظاہر ہے کہ جائز نہیں، یا یہ کہا جاسکتا ہے کہ بغیر دباغت کے مردار کی کھال استعمال کرتے تھے اور یہ بھی جائز نہیں۔ إِنَّ دِبَاغَ الْأَدِيمِ طُهُورُهُ۔(مسند احمد:3521)وَلأَنَّ الذَّكَاةَ تَعْمَل عَمَل الدِّبَاغِ فِي إِزَالَةِ الرُّطُوبَاتِ النَّجِسَةِ، أَمَّا النَّهْيُ عَنِ افْتِرَاشِ جُلُودِ السِّبَاعِ وَرُكُوبِ النُّمُورِ فَلأَنَّ ذَلِكَ مَرَاكِبُ أَهْل الْخُيَلاَءِ، أَوْ لأَنَّهُمْ كَانُوا يَسْتَعْمِلُونَهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ تُدْبَغَ۔(الموسوعة الفقهية الكويتية:7/96)

مردار کی کھال کو استعمال کرنا:

جانور اگر اپنی موت مر گیا ہو یا اُسے ذبحِ شرعی کے بغیر مار دیا گیا ہو تو وہ مردار کہلاتا ہے۔(احکام القرآن للجصاص:1/132)

ایسے مردار جانور کی کھال سے نفع حاصل کرسکتے ہیں یا نہیں، اِس میں اختلاف ہے اور فقہاء کے کئی اقوال ہیں:

پہلا قول: مطلقاً انتفاع جائز ہے، چاہے قبل الدباغ ہو یا بعد الدباغ۔ یہ ابن شہاب الزھری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

دوسرا قول: مطلقاً انتفاع ناجائز ہے، چاہے قبل الدباغ ہو یا بعد الدباغ۔ یہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

تیسرا قول: دباغت کے بعد مطلقاً انتفاع جائز ہے، حتی کہ خنزیر اور کلب بھی مستثنیٰ نہیں ہیں۔ ھذا قول ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ۔

چوتھا قول: دباغت کے بعد انتفاع جائز ہے، سوائے خنزیر کے، کیونکہ وہ جائز نہیں۔ ھذا قول ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔

پانچواں قول: بالکل چوتھے قول کی طرح ہے، بس اس میں خنزیر کے ساتھ کتا بھی مستثنیٰ ہے۔ ھذا قول الشافعی رحمۃ اللہ علیہ۔

چھٹا قول: بالکل چوتھے قول کی طرح ہے، اور اس میں خنزیر و کلب کے ساتھ فیل بھی مستثنیٰ ہے۔ ھذا قول الامام محمد رحمۃ اللہ علیہ

ساتواں قول: صرف ماکول اللحم کی کھال پاک ہوگی، غیر ماکول اللحم کی پاک نہ ہوگی۔ ھذا عند الاوزاعی و ابن المبارک۔

آٹھواں قول: دباغت کے ذریعہ صرف ظاہر پاک ہوگا، باطن نہیں، پس اِسی لئے اُس میں صرف خشک اشیاء استعمال کرسکتے ہیں، مائعات کو استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ یہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ہے۔(الموسوعة الفقهية الكويتية:7/96،97)

کپڑوں کے ہدیہ لینے اور دینے کے واقعات

نبی کریم ﷺ کے لئے دِحیہ کلبی کا ہدیہ:

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دحیہ کلبی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں موزے پیش کیے جنہیں آپ ﷺ نے پہنا۔ اور ایک روایت کے مطابق موزوں کے ساتھ جبہ بھی تھا آپ نے یہ دونوں چیزیں پہنیں یہاں تک کہ

وہ پھٹ گئیں، آپ کو یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ کسی ذبح کیے ہوئے جانور سے تھے یا نہیں ۔أَهْدَى دِحْيَةُ الكَلْبِيُّ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُفَّيْنِ فَلَبِسَهُمَا»: وقَالَ إِسْرَائِيلُ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ عَامِرٍ:«وَجُبَّةً فَلَبِسَهُمَا حَتَّى تَخَرَّقَا»، لَا يَدْرِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذَكِيٌّ هُمَا أَمْ لَا۔(ترمذی:1769)

حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قباء دینا:

عبد اللہ بن عبید اللہ بن ابی ملیکہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ قبائیں تقسیم فرمائیں لیکن حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ کو کچھ نہیں دیا تو حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ اے بیٹے !میرے ساتھ حضور کے پاس چلو، چنانچہ میں ان کے ساتھ چلا، انہوں نے مجھ سے کہا کہ اندر جاؤ اور میرے لیے حضور کو بلاؤ۔ مسور کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا، آپ باہر تشریف لائے اور آپ کے اوپر انہیں قباؤں میں سے ایک قباء تھی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ میں نے تمہارے لیے چھپالی تھی۔ مسور کہتے ہیں کہ انہوں نے قبا کو دیکھا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مخرمہ خوش ہو گیا۔عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، أَنَّهُ قَالَ: قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبِيَةً وَلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ شَيْئًا، فَقَالَ مَخْرَمَةُ يَا بُنَيَّ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ، قَالَ: ادْخُلْ فَادْعُهُ لِي، قَالَ: فَدَعَوْتُهُ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ وَعَلَيْهِ قِبَاءٌ مِنْهَا، فَقَالَ: «خَبَأْتُ هَذَا لَكَ» قَالَ: فَنَظَرَ إِلَيْهِ، زَادَ ابْنُ مَوْهَبٍ: مَخْرَمَةُ، ثُمَّ اتَّفَقَا، قَالَ: رَضِيَ مَخْرَمَةُ۔(ابو داؤد:4028)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عتبہ عبد السلمی رضی اللہ عنہ کو ہدیہ دینا:

حضرت عتبہ بن عبد السلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کپڑا طلب کیا پہننے کے لیے تو آپ نے مجھے کتان کے دو کپڑے پہنائے اور میں بیشک اپنے آپ کو دیکھتا اور میں اپنے ساتھیوں میں بہترین کپڑے والا تھا۔عَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدٍ السُّلَمِيِّ، قَالَ:اسْتَكْسَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكَسَانِي خَيْشَتَيْنِ، فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي وَأَنَا أَكْسَى أَصْحَابِي۔(ابو داؤد:4032)

مَلِکِ ذی یزن کا ہدیہ قبول کرنا اور اُس کی مکافات کرنا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک فرماتے ہیں کہ ذی یزن کے بادشاہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جوڑا کپڑا ہدیہ کے طور پر بھیجا جو اس نے 33 اونٹ یا اونٹنیاں دے کر خریدا تھا تو آپ نے اسے قبول فرمایا۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ مَلِكَ ذِي يَزَنَ أَهْدَى إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةً أَخَذَهَا بِثَلَاثَةٍ وَثَلَاثِينَ بَعِيرًا، أَوْ ثَلَاثٍ وَثَلَاثِينَ نَاقَةً فَقَبِلَهَا۔(ابوداؤد:4034)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جوڑا کپڑا خریدا بیس سے زائد اونٹنیاں دے کر خریدا اور پھر اسے ذی یزن کے بادشاہ کو ہدیہ بھیج دیا۔عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:اشْتَرَى حُلَّةً بِبِضْعَةٍ وَعِشْرِينَ قَلُوصًا، فَأَهْدَاهَا إِلَى ذِي يَزَنَ۔(ابوداؤد:4035)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نجاشی کو کپڑا بھجوانا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ روم کے بادشاہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سندس کا ایک چوغہ ہدیہ بھیجا تو آپ نے اسے پہنا پس گویا کہ میں آپ کے ہاتھوں کو دیکھ رہا ہوں کہ ادھر ادھر ہل رہے تھے پھر آپ نے اسے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا تو انہوں نے اسے پہن لیا پھر وہ آپ کے پاس آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تمہیں اس لیے نہیں دیا کہ تم اسے پہن لو انہوں نے عرض کیا کہ پھر میں اس کا کیا کروں؟ تو آپ نے فرمایا کہ اسے اپنے بھائی نجاشی کو بھیج دو۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ مَلِكَ الرُّومِ، أَهْدَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتُقَةً مِنْ سُنْدُسٍ، فَلَبِسَهَا، فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى يَدَيْهِ تَذَبْذَبَانِ، ثُمَّ بَعَثَ بِهَا إِلَى جَعْفَرٍ فَلَبِسَهَا، ثُمَّ جَاءَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنِّي لَمْ أُعْطِكَهَا لِتَلْبَسَهَا» قَالَ: فَمَا أَصْنَعُ بِهَا؟ قَالَ: أَرْسِلْ بِهَا إِلَى أَخِيكَ النَّجَاشِيِّ۔(ابوداؤد:4035)
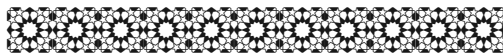
دیگر کتابیں

1. کتاب الاطعمہ (کھانے کے اِسلامی آداب)
2. کتاب الاشربہ (پینے کے اِسلامی آداب)
3. کتاب الطب (علاج و معالجہ کے اِسلامی آداب)
4. کتاب البرّ والصّلۃ (برّ و صلہ کی احادیث کا ایک جامع مجموعہ)
5. کتاب الفتن (تاریک فتنے اور قیامت کی علامات)
6. کتاب الفرائض والوصایا (فرائض اور وصایا کی احادیث و ابحاث کا مجموعہ)
7. کتاب الرّؤیا (خواب کے اِسلامی آداب)
8. کتاب العتق (غلاموں کی اقسام، احکام اور اُن کی آزادی سے متعلّق ابحاث کا مجموعہ)
9. کتاب الحمام (حمام، سوئمنگ پولز اور ساحلِ سمندر وغیرہ پر مرد و عورت کے نہانے کے احکام احادیث طیبہ کی روشنی میں)
10. کتاب الزکوۃ (زکوۃ کے مسائل کا ایک جامع مجموعہ)

مشکوۃ کی فقہی ابحاث کا جامع خلاصہ

1. کتاب الصلوۃ الیٰ آخر باب القنوت
2. قیام شہر رمضان تا آخر کتاب الصلوۃ
3. کتاب الجنائز مکمل
4. کتاب الزکوۃ مکمل
5. کتاب الصوم الیٰ صوم المسافر
6. کتاب المناسک مکمل
7. کتاب البیوع الیٰ باب المنھی عنھا من البیوع